اُردو میں سیرتِ طیّبہ پر علمائے ہند کی تصانیف

نشاط احمد عمری
ایم۔اے۔ایم۔فل

Marfat.com

Marfat.com

اُردو میں سیرتِ طیّبہ پر
عُلمائے ہند کی تصانیف

نشاط احمد عمری
ایم۔اے۔ایم۔فل

Marfat.com

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام تصنیف : اردو میں سیرتِ طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف
مصنف : نشاط احمد عمری
ضخامت : ۲۱۶ صفحات
سنہ اشاعت : مارچ ۲۰۰۴ء
کمپیوٹر کمپوزنگ : مدینہ کمپیوٹرس
سرورق : غلام حسین
قیمت : Price Rs - 200/-
تعداد : 300
طبع اول : ۲۰۰۴ء
ناشر : مکتبہ شاداب ریڈ ہلز حیدرآباد
طباعت : لکی پریس، چھتہ بازار حیدرآباد, 24401646 : ☎

۲۹۷،۹۹۲۱
ع
۱۹۵۰
۷۹۸۹

URDU MEIN SEERAT-E-TAYYABA PAR
ULAMA-E-HIND KI TASNEEF
BY NISHATH AHMED OMERI

ملنے کے پتے :

۱۔ رہائش گاہ مصنف 7-14-21 ماسکو اسٹریٹ، ویزاگ۔ 530001
۲۔ اسلامک سنٹر چنگل راؤپیٹ، ویزاگ۔ 530001
۳۔ سب رس بک ڈپو ادارہ ادبیات اردو (ایوان اردو) پنجہ گٹہ روڈ حیدرآباد۔ 500082
۴۔ کتب خانہ اردو ہال، حمایت نگر حیدرآباد۔
۵۔ مکتبہ شاداب 11-5-147 ریڈ ہلز حیدرآباد۔ 500004
۶۔ ایجوکیشنل بک ہاؤز نئی دہلی۔ ۷۔ ایجوکیشنل بک ہاؤز علی گڑھ۔
۸ زینت کتاب گھر، داؤد منزل جدید ملک پیٹ حیدرآباد۔ 24

Marfat.com

انتساب

اپنی اس تصنیف کو اپنے
والدین کی خدمت میں بصد
خلوص و نیاز پیش کرتا ہوں۔

نشاط احمد

Marfat.com

شجرۂ ممنونیت

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

والد بزرگوار — والدہ محترمہ

نذیر احمد — مقبول جان

رفیع احمد — ارشاد احمد — اشفاق احمد — انیس احمد — رئیس احمد — نکہت پروین

اساتذۂ دینیات

مولانا عارف الدین کلیم عمری — مولانا ابوذر عبدالرب

مدرسہ ضیاء السلام، وشاکھاپٹنم — مدرسہ رحمانیہ، مدراس — جامعہ دارالسلام، عمرآباد

جامعۃ الامام محمد بن مسعود — جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

اسلامک یونیورسٹی، ریاض

اساتذۂ ادبیات

آندھرا پردیش یونیورسٹی — حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی

ڈاکٹر مقبول فاروقی — پروفیسر محمد انوار الدین

صدر شعبۂ اردو — صدر شعبۂ اردو

ڈاکٹر انیس النساء — پروفیسر رحمت یوسف زئی

ڈاکٹر نسیم الدین فریس

ڈاکٹر میر محبوب حسین

ڈاکٹر حبیب نثار

پروفیسر رتن لال ہنگلو

صدر شعبۂ تاریخ

احباب — ہمزاد — ساتھی

Marfat.com

برنامج

مقدمہ

باب اول : سیرت کا مفہوم اہمیت وافادیت
سیرت اور حدیث میں فرق
سیرت اور سوانح میں فرق
سیرت اور تاریخ میں فرق

باب دوم : سیرت نگاری کے بنیادی اصول وموضوعات

باب سوم : سیرت نبوی کا بنیادی مواد
قرآن میں سیرتِ نبوی کی جھلکیاں
احادیث میں سیرتِ نبوی کی جھلکیاں
احادیث سے سیرت کی تدوین
بعثت سے پہلے کے حالات

باب چہارم : عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت
پس منظر
فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء
تابعین میں مغازی کے علماء

باب پنجم : فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

باب ششتم : ہندوستان میں عربی وفارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

باب ہفتم : مکمل سیرت نگارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

مولانا محمد صبغت اللہ ____ فوائد بدریہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ____ مدارج النبوۃ

سرسید احمد خاں ____ خطبات احمدیہ

سرسید احمد خاں ____ جلاء القلوب بذکر المحبوب

علامہ محمد شبلی نعمانی ____ سیرت النبیؐ

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ____ رحمتہ للعلمین

سید سلیمان ندوی ____ خطبات مدراس

سید سلیمان ندوی ____ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سید سلیمان ندوی ____ رحمتِ عالمؐ

مولانا ابوالکلام آزاد ____ رسولِ رحمتؐ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ____ نبی رحمتؐ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ____ منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ____ سیرت رسولِ اکرمؐ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ____ کاروانِ مدینہ

مولانا مودودی ____ سیرت سرورِ عالمؐ

مولانا اشرف علی تھانوی ____ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

باب ہشتم : منظوم سیرت نگاری

غازی غلام علی مہری ____ مصباح المجالس

علامہ شاہ عبدالحئ احقر بنگلوری ____ جنان السیر

حافظ عبدالرزاق حافظ باقوی ____ قمر نامۂ اسلام

حفیظ جالندھری ____ شاہنامۂ اسلام

Marfat.com

دانش فرازی ____ محسن اعظم
قیصر الجعفری ____ چراغ حرا
منظوم حسن ماہر القادری ____ ذکر جمیل
مولانا عبد القادر مصباحی ____ بادۂ حجاز

ناب نہم : غیر منقوط سیرت نگاری

مولانا محمد ولی رازی ____ ہادیٔ عالم

باب دہم : مترجم سیرت نگارانِ رسولؐ

ابن ہشام ____ سیرت النبی کامل
علامہ حافظ جلال الدین سیوطی ____ الخصائص الکبریٰ
محمد حسین ہیکل ____ حیاتِ محمدؐ
محمد حسین ہیکل ____ زندگانی محمدؐ
مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی ____ شواہد النبوت
احمد علی بن سید محمد علی الواعظ ____ شوکت الاسلام
امام یوسف بن اسماعیل نبہانی ____ انوار محمدیہؐ
شاہ ولی اللہ دہلوی ____ قرۃ العیون شرح سرور المحزون
مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ____ الرحیق المختوم

باب یازدہم : سیرت کے خاص پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابیں

عبد الرزاق ملیح آبادی ____ رحلتِ مصطفیٰؐ
ڈاکٹر حمید اللہ ____ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ
عبد الباری ____ رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم
شاہ فضل اللہ ____ عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا
مولانا حکیم ایمن مدنی ____ انشکہائے نبویؐ

Marfat.com

مفتی شمس الدین احمد ــــ شمع ہدایت

سید اسعد گیلانی ــــ رسول اکرم کی حکمت انقلاب

ابو سلیم محمد عبدالحیٰ ــــ حیاتِ طیبہ

یوسف اصلاحی ــــ داعیٔ اعظمؐ

ملا واحدی ــــ حیات سرور کائناتؐ

مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی ــــ قصص القرآن

مولانا وحید الدین خاں ــــ پیغمبرِ انقلاب

مسعود احمد ــــ تاریخ الاسلام والمسلمین

مفتی فضل الرحمٰن عثمانی ــــ معمارِ انسانیت

بشیر احمد شارق دہلوی ــــ سیرتِ پاکؐ

چودھری افضل حق ــــ محبوبِ خدا

ڈاکٹر محمد آصف قدوائی ــــ مقالات سیرتؐ

مولانا عبدالصمد رحمانی ــــ پیغمبرِ عالمؐ

مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ــــ تاریخ اسلام

مولانا مفتی محمد شفیع ــــ سیرت خاتم الانبیاءؐ

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ــــ پیغمبرِ اسلامؐ

مولانا قاری محمد طیب ــــ آفتابِ نبوتؐ

مولانا احمد سعید ملیح آبادی ــــ رسول اللہؐ

مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی ــــ سیرت طیبہ

باب دوازدہم : مختصر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ سلم

سوامی لکشمی پرشاد ــــ عرب کا چاند

مولوی عبدالقیوم خاں ــــ ؟

Marfat.com

مولوی بشیر الدین احدم شریف ـــــ مختصر سیرت النبی

حشمت النساء بیگم ـــــ سیرت رسولؐ

مولانا عمار احمد ـــــ رسولِ اکرمؐ

مولانا مناظر احسن گیلانی ـــــ النبی الخاتمؐ

مولانا راشد الخیری ـــــ آمنہ کا لال

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ـــــ ماہ تاب عرب

مولانا احمد یار خاں نعیمی ـــــ شانِ حبیب الرحمٰن

مولانا قاری محمد طیب ـــــ شانِ رسالت

مولانا قاری محمد طیب ـــــ خاتم النبیینؐ

مولانا قاری محمد طیب ـــــ آفتابِ نبوتؐ

ابو سلیم محمد عبد الحئی ـــــ حیاتِ طیبہؐ

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی ـــــ سیرتِ النبیؐ

مولانا احمد سعید ـــــ سیرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سید امین الحسن ندوی ـــــ محمد رسول اللہؐ

حکیم شرافت حسین رحیم آبادی ـــــ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رفیع ـــــ آدم سے محمد تک

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی ـــــ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد عنایت احمد ـــــ تواریخ حبیب اللہؐ

باب سیزدہم : ناول کے انداز میں سیرت نگاری

مولانا عبد الحلیم شرر ـــــ جویائے حق

مولانا صادق حسین سردھنوی ـــــ آفتابِ عالمؐ

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

حرفِ مقبول

نعت گوئی کی طرح سیرت نگاری بھی ایک ایسی صنف ہے جس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف زبانوں میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ خود اردو زبان میں سیرتِ پاک ؐ پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا شمار مشکل ہے۔ اکثر علماء نے سیرت پر ایسی کتابیں تحریر کی ہیں جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ ممکنہ حد تک سیرتِ اقدس کی تمام جزئیات تک رسائی حاصل کی جائے۔ بعض حضرات نے اختصار سے کام لیتے ہوئے بھی ایسی کتابیں تحریر کی ہیں جن میں سیرت کے اہم پہلوؤں کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ بعض اہلِ قلم ایسے بھی ہیں جنھوں نے سیرتِ محمدیؐ کی پیشکش میں ناول کی سی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں کامیابی حاصل کی ہے اور بعض شعراء کرام نے سیرت النبی کو منظوم پیرائے میں پیش کیا ہے۔ کچھ حضرات نے طلباء اور بچوں کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آسان

Marfat.com

زبان میں مختصر کتابچے تحریر کیے ہیں تو سیرت پر ان گنت تحریریں ایسی بھی ہیں جو مضامین کے دائرے میں آتی ہیں۔ غرض ہماری زبان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف زاویوں سے اور مختلف انداز میں لکھی گئی کتابوں کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''اردو میں سیرتِ طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف'' میرے عزیز شاگرد مولانا نشاط احمد عمری کی قابلِ تحسین کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے سیرت، سوانح، حدیث اور تاریخ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے سیرت نگاری کی معنویت، اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اپنے اصل موضوع کی طرف آنے سے پہلے سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر پیش کرتے ہوئے عربی اور فارسی زبانوں میں عہد بہ عہد سیرت نگاری کا جائزہ پیش کیا ہے۔ نوجوان اور ہونہار مصنف نے اپنی اس کتاب کو تیرہ ابواب میں اس طرح تقسیم کیا ہے کہ ان ابواب میں سیرت نگاری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ان میں تقریباً تمام اہم سیرت نگاروں کا تعارف بھی ہے اور ان کی سیرت نگاری کے انداز و اسلوب پر ایک محققانہ نظر بھی۔ خاص طور پر ہندوستانی سیرت نگاروں اور ان کی تصانیف کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا ہے اس لیے کہ یہی ان کا موضوع ہے۔ بعض مستشرقین نے سیرتِ پاک پر جو بے جا اعتراضات کیے تھے ان کا مدلل جواب بھی ہمارے سیرت نگاروں نے دے دیا ہے۔ نشاط احمد نے سیرت کی مختلف اور مستند کتابوں سے اقتباسات دے کر اس کی وضاحت کر دی ہے۔ اسی طرح انھوں نے کئی اہم سیرت نگاروں کی تصانیف سے اقتباسات پیش کر کے ان کے طرزِ نگارش اور زاویۂ نگاہ کو واضح کیا ہے۔۔۔ بعض سیرت نگاروں نے تفصیل و وضاحت کے ساتھ سیرت پر ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں تو کسی نے مختصر سیرت نگاری پر اکتفاء کیا ہے۔ کسی نے سیرت کے مخصوص پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھا ہے تو کسی نے دوسری زبان سے اردو میں سیرت کے ترجمے کو پیش کیا ہے۔ کسی نے منظوم سیرت نگاری کے ذریعہ گل ہائے عقیدت پیش کیے ہیں تو کسی نے زبان و بیان پر اپنی قدرت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہوئے غیر منقوط تحریر میں سیرت نگاری کا ایک نادر نمونہ پیش کیا

Marfat.com

ہے۔ غرض مولانا نشاط احمد کی یہ کتاب تاریخی حقائق کو بھی سامنے لاتی ہے اور سبھی اہم سیرت نگاروں کی شخصیات اور ان کی سیرت نگاری کی نمایاں خصوصیات کا احاطہ کرتی ہے۔

مندرجہ بالا خوبیوں کے پیشِ نظر مجھے یہ کہتے ہوئے نہایت مسرت ہوتی ہے کہ مولانا نشاط احمد عمری نے ایک سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی تصنیف کے ذریعہ ایک ایسی مبارک و سعید محفل آراستہ کردی ہے جس میں کم و بیش سبھی نامور سیرت نگاروں اور ان کی تصانیف سے ہم بخوبی متعارف ہوسکتے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مخصوص موضوع اور مواد کے اعتبار سے اردو ادب میں ایک نادر اضافہ ہے۔ مصنف نے اس کی ترتیب میں جس تلاش و تحقیق اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔ مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب اپنی اہمیت و افادیت کی بناء پر حلقۂ اہلِ علم میں بہ نظرِ استحسان دیکھی جائے گی اور خصوصاً طلباء کے لیے استفادے کا باعث ہوگی۔ مولانا نشاط احمد عمری سیرت نگاری پر اس انوکھی اور مفید کتاب کی پیشکش پر یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

ڈاکٹر مقبول فاروقی

صدر، شعبۂ اردو

آندھرا پردیش یونیورسٹی

وشاکھاپٹنم

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

Marfat.com

مقدمہ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و الصلوۃ والسلام علی نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم الذی بلغ الرساتہ وادی الامانتہ و نصح للامۃ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین : نوع انسانی کے پاس خالق کائنات کے عطیوں میں سب سے زیادہ حسین عطیہ ان پیغمبروں کی سیرت اوران کا اصلاحی کارنامہ ہے جنھیں اس نے مختلف زبانوں میں مختلف قوموں میں مبعوث فرمایا۔ انسانیت کی عزت وآبروانہیں کی سیرتوں سے قائم ہے۔ اگر انسانیت کے مرقع سے ان کو علحدہ کردیا جائے تو دنیا کی تاریخ ھوا وھوس، خودغرضی، مطلب پرستی، جنگ وجدال، اوھام وخرافات اور جہالت وضلالت کی داستان بن کر رہ جاتی اس میں کہیں کہیں رشدوہدایت کے جو دیئے ٹمٹماتے نظر آتے ہیں اگر ان کے متعلق بھی تحقیق کی جاتی توان کی روشنی کی تاریخ بھی کسی پیغمبر برحق کی تبلیغ و ہدایت اور جدوجہد سے وابستہ نظر آتی۔ ان چراغوں کی حقیقت بھی گمراہی اور

Marfat.com

جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس سے زیادہ نہیں کہ برسات کی اندھیری رات میں کچھ جگنواڑتے اور چمکتے نظر آتے ہیں۔ ایسی ہدایت و رہنمائی جس سے انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے منزل کی راہ پائیں اور تہذیب و تمدن کے ڈوبتے ہوئے سفینے کنارے لگ جائیں صرف پیغمبروں کے ہاں نظر آتی ہے۔ (علی میاں ندوی۔۔۔)

چودہ سو سال قبل فاران کی چوٹیوں سے ایک نور مبین چمکا اس کی ایک ہی کرن نے ظلمت کدہ گیتی کو مطلعِ انوار بنا دیا۔ اسی عالمگیر انقلابی آواز نے انسانیت اور حق وانصاف کی ایسی بنیادیں تعمیر کی جس میں سیاسی اقتصادی، معاشی واخلاقی آزادی تھی۔ اس شمع امن وسلامتی کے مٹھی بھر پرستار عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں سے حق وصداقت اور توحید و رسالت کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کبھی افریقہ کے میدانوں میں، کبھی چین کے پہاڑوں میں، کبھی اسپین میں اور کبھی بت کدۂ ہند میں پہنچے اور دیکھتے ہی دیکھتے افق عالم پر چھا گئے۔ مجاہدوں کے قافلے اپنی منزلیں طے کرتے رہے اور ہر منزل پر قدموں کے ایسے نشان چھوڑ گئے جس کو حوادثِ زمانہ کی طوفانی موجیں آج تک نہیں مٹا سکیں۔ حقائق کی چٹانوں پر تاریخ کے یہ سربفلک مینار آج بھی اقوامِ عالم کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ (تاریخ اسلام)

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ رسول عربی فداابی وامی کی ذات بابرکت عالم انسانی کی وہ واحد شخصیت ہے جس کی سیرت مبارکہ پر سب سے زیادہ لکھا گیا۔ حتی کہ سیرت نبویؐ ایک مستقل فن بن گیا اور اس فن نے لوگوں کے دلوں میں محبت وعقیدت رسولؐ کی وہ لو لگائی کہ وہ ان کی دھڑکن بن گئی اب محمد عربیؐ صرف ایک علاقہ یا قوم کے فرد و رسولؐ نہیں بلکہ وہ ساری اسلامی دنیا کے معظم ترین ومحبوب ترین شخص اور سب کے رسولؐ ہیں انسانی تہذیب نے جوں جوں ترقی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبولیت ومحبوبیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ سیرت طیبہ ایک ایسا سدابہار موضوع ہے جس پر بلا مبالغہ ہزارہا اہل قلم

Marfat.com

نے مختلف زبانوں میں جو خامہ فرسائی کی ہے عاشقانِ رسول ؐ نے ان گنت زاویوں سے ست
کے انداز میں سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کر کے کتابوں، مقالوں، مضامین کا ایسا گراں قدر ذخیرہ
تیار کر دیا ہے جس کی نظیر سیرت و سوانح کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ رحمت اللعالمین ؐ کی ایک
ایک ادا اور آپ کی حیاتِ طیبہ کے ایک ایک واقعہ کو رہتی دنیا تک محفوظ کرنے کے لیے
جس دیوانہ وار محبت اور جس محیر العقول کاوش کا مظاہرہ امتِ محمدیہ ؐ نے کیا ہے کوئی اور امت
اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

اسلامیانِ سندھ پاک ملتِ اسلامیہ کا ایک اہم ترین حصہ و جگر پارہ ہیں یہاں کے
مسلمانوں کو خاص طور سے اپنے محبوب رسول ؐ سے کچھ کم عقیدت و محبت نہیں رہی۔ یہاں
کے لوگوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کے بعض ممتاز افراد نے عالم اسلام کے دل یعنی
مدینہ منورہ میں بیٹھ کر باشندگانِ شہرِ رسول کو سیرتِ نبوی کا درس دیا۔ برصغیر میں مختلف زبانوں
میں سیرتِ نبوی ؐ پر تقریری، درسی اور تحریری کام کیا گیا اور آج تک اس مقدس موضوع پر
ہزار ہا تالیفات صرف ہمارے ملک میں لکھی جا چکی ہیں۔ ہندوستان میں اہلِ علم کا کوئی
طبقہ ایسا نہ تھا جس نے اپنے اپنے فن کی میزانِ نقد میں سیرت کے مضامین و تحقیقات کو نہ
تولا ہو حفاظ نے اس کی سیرت سے متعلق آیاتِ قرآنی کو پڑھا۔ محدثین نے حدیثیں بیان
کیں، ادیبوں نے اس کے عزلی اشعار اور ترجموں پر نقد کیا، علماء انساب نے اسماء کی تنقیح
کی، منجموں اور حساب دانوں نے سیرت سے تعلق زائچوں اور تاریخوں پر نظر ثانی کی۔
اہلِ تاریخ و سیر نے واقعات کی جانچ پڑتال کی۔ ان تمام لوگوں نے اپنے نتائج و افکار سے
مطلع کیا اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھایا۔ (سیرۃ النبی)

لیکن اس دیوانہ وار محنت کے باوجود جس کی تاریخ چودہ صدیوں کے طویل عرصے
پر محیط ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس محبوب اور مقدس موضوع کا حق ادا ہو گیا اور اس بحر ناپید
کنار کی تہہ سے تمام موتی نکال لے گئے۔ آج بھی نبی احمد ؐ کے جاں نثار سیرتِ طیبہ کے
نئے نئے گوشوں پر اپنی کاوش و تحقیق کی پونجی نچھاور کر رہے ہیں۔ لیکن سیرتِ مصطفوی ؐ کے

Marfat.com

سامنے ایک گلشنِ خلد بہار ہوتا ہے جس کے ہر پھول کی رنگینی وشادابی دامنِ نگہ کو بھر دینے والی ہوتی ہے۔ یہ گلچین کا اپنا انتخاب اور مذاق ہے کہ کس پھول کو لیا اور کس کو چھوڑا مگر حقیقت یہ ہے کہ جسے چھوڑا وہ اس سے کم نہ تھا جسے چن لیا۔ (رحمت للعلمین، ص: ۱۰)

سید المرسلین کی سیرتِ طیبہ کا ذکر زبان سے ہو یا قلم سے۔ میں بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ میری زندگی کے کچھ لمحے محبوبِ خدا کے جمال وخیال کے تصور میں صرف ہوں اور میرا قلم صفحہ قرطاس پر ان حسین تصورات کی تصویر کشی کرے اور قیامت کے دن جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں تو یہی سامانِ نجات بن جائے اپنی بے بضاعتی وکم مائگی کے شدید احساس کے باوجود اس ہیچ مداں نے سیرتِ نبوی پر علماء ہند کی تصنیفی خدمات کا عنوان منتخب کیا تا کہ سیرت کے دلکش اور وسیع چمن زار سے خوشنما پھولوں کو منتخب کروں جس کی رنگینی اور مہک سدا بہار ہے اور ان کی نسیم عطر بیز سے آج بھی انسانیت کے قافلے اپنے کردار کو معطر کر سکتے ہیں اور اجڑے ہوئے دل آباد اور بے مقصد زندگی پر کیف بنا سکتے ہیں اور سوز وگداز کی بھٹی کو گرم اور وقت کے آنسوؤں سے دل کا رنگ دھو سکتے ہیں اور محبوب کے نقوشِ پا کا سرمہ لگا کر منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں۔

علماء ہند کے رشحاتِ قلم زماں ومکاں کے وسیع رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسباق کی مصروفیت، مراجع ومصادر کی عدم فراہمی اور مقالہ کے صفحات کی تنگ دامنی کے باوجود حتی المقدور دریا کو کوزے میں بھرے اور بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک دھاگے میں پرونے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال یہ ایک طالبِ علم کی تحریری کوششوں کا نقشِ اول ہے اور کسی بھی نقشِ اول کے بارے میں تکمیل کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ میں بھی اس کی خامی ونا تمامی کا معترف ہوں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مشفق اساتذہ کرام واحباب کا شکریہ نہ ادا کروں جن کے مشورہ اور تعاون اس سفر میں میرے لیے بہترین زادِ راہ تھے ان کی تنویر ہدایت آئندہ تصنیفی زندگی میں رہنما اصول کے بطور میرے کام آئے گی۔ ''فجزاھم اللہ

Marfat.com

خیر الجزاء فی الدارین ونفع بھم الامۃ الاسلامیۃ'' بارگاہِ رب العلمین میں دست بدعا ہوں کہ اس حقیر محنت کو قبول فرمائے اور اسے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور اپنے حبیبؐ کے نقشِ قدم پر امتِ محمدیہ کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نشاط احمد عمری

پی ایچ۔ڈی، ریسرچ اسکالر

حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی آف حیدرآباد

Marfat.com

باب اول

سیرت کا مفہوم جامعیت، اہمیت وافادیت

تاریخ ادبیات میں سیرت و سوانح کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ جہاں تک سیرت النبی ﷺ کا تعلق ہے سیرت نگاری کی ابتداء حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت سے ہو چکی تھی اور اسی عہد میں اس فن کا عام رجحان پیدا ہوا۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی رقم طراز ہیں:

"حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ غزواتِ نبوی ﷺ کا خاص حلقہء درس قائم کیا جائے۔۔۔ اسی زمانے میں امامِ زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔" (۱)

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے جو اخلاق و عادات کے معنوں میں مستعمل ہے۔ صاحبِ فرہنگ آصفیہ نے اس لفظ کی تشریح میں خو، خصلت، عادت، ذاتی وصف اور سلیقہ وغیرہ لکھا ہے۔ (۲)

نوراللغات میں بھی سیرت کے معنی عادت، خصلت، طریقہ اور ہیئت کے ہیں اور اسی توضیح سے مہذب لکھنوی نے بھی اتفاق کیا ہے۔ ساتھ میں یہ بھی اضافہ کیا کہ اردو میں یہ لفظ ذاتی وصف اور ذاتی لیاقت کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ (۳)

سیرت کی جمع سیر ہے جس کے معنی خصلتیں، عادتیں، علم تاریخ اور گذرے ہوئے

Marfat.com

لوگوں کے حال کا بیان ہے(۴)۔
ابتداء میں یہ لفظ عام لوگوں کے حالاتِ زندگی کے لیے نثر اور نظم میں استعمال ہوتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کے حالات مقدسہ، تعلیمات وافکار کے لیے یہ لفظ مخصوص ہو گیا۔
چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رقم طراز ہیں:
"آنچہ متعلق بوجودِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام و آں عظام است واز ابتدائے تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم تا غایت وفات آں راسیرت گویند۔"(۵)
محدثین وفقہا کے نزدیک یہ لفظ مغازی اور جہاد کے معنوں میں لیا گیا ہے
صاحبِ فیروز اللغات لکھتے ہیں کہ:
"مغازی، مغزیٰ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں لڑائیاں، کافروں کے ساتھ جنگ، خصوصاً وہ لڑائیاں جن میں حضورؐ خود موجود تھے۔"(۶)
نبی کریمؐ نے جن جنگوں میں شرکت کی اور جنگیں لڑیں اصحابِ سیرت نے ان جنگوں کو غزوات کے تحت بیان کیا ہے اور وہ لشکروں کی ٹولیاں جن میں نبیؐ موجود نہیں تھے اس کو سریہ کہا ہے امامِ مسلم (متوفی ۲۶۱ھ) کی جامع میں کتاب "السیر الجہاد" اور حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی "فتح الباری" میں "کتاب المغازی والسیر" کے عنوانات موجود ہیں۔ "خصائص الکبریٰ" کے اردو مترجم حکیم غلام معین الدین نعیمی اپنے مقدمے میں رقم طراز ہیں:
"حضور سرورِ کائناتؐ کے غزوات، ان کے اسباب اور نتائج کو تفصیل کے ساتھ جن کتب میں پیش کیا ہے وہ کتب تاریخ ادب میں "مغازی" کے نام سے مشہور ہیں اور پہلی صدی ہجری میں سیرۃ النبیؐ کے اس پہلو پر کچھ لکھنا ہی سیرت نگاری سمجھا جاتا تھا۔"(۷)
ضیاء الدین اصلاحی نے مندرجہ بالا اقتباس سے اتفاق کیا ہے چنانچے وہ لکھتے ہیں: "تاریخ نگاری کے قدیم طریقے میں فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھا جاتا تھا۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیرت کا نام ہی مغازی پڑ گیا اور سیرت کی ابتدائی

Marfat.com

تصنیفات اسی نام سے مشہور ہیں۔" (۸)

مغازی کے لفظی معنوں کے لحاظ سے تو اس صنف کو ابتداء غزواتِ نبی تک محدود رکھا گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ سیرت نگارانِ رسولؐ نے اس فن کو اتنی وسعت بخشی کہ نبی کریمؐ کی پیدائش سے وفات تک کے تمام حالات و واقعات، آپؐ کی ذات و صفات، آپؐ کی عظمت و بلندی اور تمام حالات کو "کتابِ سیرت" ہی کے ابواب اور فصول میں یکجا کیا گیا۔

خلق : سیرت عربی زبان کا لفظ ہے لیکن کتاب اللہ میں یہ لفظ کہیں بھی استعمال نہیں ہوا ہے سیرت النبیؐ کے لیے لفظ خلق آیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

و انك لعلى خلق عظيم

اسی طرح آپ کے تعلق سے حدیث عائشہؓ میں مذکور ہے "وکان خلقه القرآن"

صحابہ کرام اور بہت سے شعراء عرب نے آپؐ کے حالاتِ مقدسہ کے لیے سیرت، مکارم اور اخلاق جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

سیرت : حضرت کعب بن مالکؓ نے نعت میں لفظِ سیرت کو استعمال کیا ہے۔

ع الحق منطقه، والعدل سیرته، فمن یجبه الیه

ینج من ثبت

اخلاق : حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے لفظ سیرت کی جگہ انہی معنی میں لفظ اخلاق استعمال کیا ہے وہ کہتے ہیں:

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت

بانه خیر مولود من البشر۔ ۔ ۔ (۹)

مکارم : شیخ الرحیم البرعی نے سیرت کے معنی و مفہوم کے لیے لفظ مکارم کا استعمال کیا ہے وہ کہتے ہیں:

۷۹۸۹

مکارم اخلاق و حسن شمائل

وشیمتہ جود بحرہ مستموج (۱۰)

سیرت اور حدیث میں فرق : حدیث عربی لفظ ہے جس کے معنی کلام، کے ہیں لیکن اسلامیات کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں رسولؐ کے قول، فعل اور کسی کے قول اور فعل کے بیان کو جو نبیؐ نے سنا یا دیکھا اور آپؐ نے اس پر اعتراض نہیں فرمایا۔ حدیث کی تین قسمیں ہیں (۱) حدیث قولی، (۲) حدیث فعلی، (۳) حدیث تقریری۔

محدثین کا مقصد احکام و مسائل کا علم اور ان کا بیان ہوتا ہے جب کہ سیرت نگار نبی کریمؐ کی ذاتِ مقدسہ سے بحث کرتے ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں واقعات کی تفصیل ہوتی ہے اور آپ کی حیات کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا جاتا ہے اس کے برخلاف حدیث میں واقعات کی تفصیل متواتر نہیں ہوتی اور کسی خاص پہلو کا اہتمام نہیں ہوتا۔ سیرت نگار کے پاس کئی مصادر و مراجع ہوتے ہیں جب کہ محدثین صرف اللہ کے رسول کی باتوں کو من وعن بیان کر دیتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ''سیرت'' فن حدیث ہی کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ یعنی احادیث میں سے وہ واقعات الگ لکھ دیے گئے جو آنحضرتؐ کے اخلاق و عادات سے متعلق ہیں، تو یہ سیرت بن گئی اور چونکہ حدیث میں متعدد کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں ایک حدیث بھی ضعیف نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و مسلم تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے کہ ''سیرت'' میں کوئی کتاب آج تک صحت کے التزام کے ساتھ نہیں لکھی گئی۔۔۔ اس بناء پر محدثین کی اصطلاح میں مغازی اور سیرت عام فن حدیث سے ایک الگ چیز ہے۔'' (۱۱)

فی الجملہ سیرت ایک جداگانہ فن ہے اور بعینہ فنِ حدیث نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کی روایتوں میں وہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھی جاتی جو فنِ حدیث کے ساتھ مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں سیرت میں جس قسم کی جزئیات کی تفصیل ملتی ہے وہ فنِ حدیث کے معیار کے موافق

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ اس لحاظ سے سیرت و مغازی کا رتبہ فنِ حدیث سے کم ہے۔ احادیث سے نبیؐ کے حالات اور اخلاق و عادات پر کافی روشنی پڑتی ہے لیکن اس کے ذریعے تاریخی تصنیف تیار نہیں ہوسکتی اور ان میں تاریخی ترتیب بھی نہیں ہوتی۔

سیرت اور تاریخ میں فرق : تاریخ ایک مستقل فن ہے اصطلاح میں تاریخ اس علم کو کہتے ہیں جس میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، شہدائے کرام، علماء، حکماء، امراء و سلاطین کے حالات قلم بند کیے جائیں نیز ماضی کی معاشرت تہذیب و تمدن اور مختلف قبائل کے اخلاق و عادات سے بحث کی جاتی ہے۔

اکبر شاہ نجیب آبادی نے تاریخ کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"انسانوں کے یکجا ہو کر رہنے کو تمدن اور اس انسانی مجموعہ کو مدینہ اور ان مختلف حالتوں کو جو طبعاً اس کو عارض ہوں۔ واقعات تاریخی اور پچھلوں کو پہلوں سے سن کر ان واقعات کو اکٹھا کرنے اور اپنے سے پیچھے آنے والوں کو عبرت اور نصیحت کے لیے بطور نمونہ چھوڑ جانے کو تاریخ کہتے ہیں۔" (۱۲)

اس بیان کے پیشِ نظر سیرت اور تاریخ کے فرق کا ماحصل یہ ہے کہ سیرت تاریخ کا ایک ہم پہلو ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ تاریخ سے الگ اور ممتاز علم ہے تاریخ کے ترتیب میں جن مراجع کو بنیاد بنایا جاتا ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) آثارِ مضبوطہ، (۲) آثارِ منقولہ، (۳) آثارِ قدیمہ۔ آثارِ مضبوطہ سے مراد وہ تمام تحریری مواد ہے جو کتابوں یادداشتوں اور دفتری فیصلوں کی دستاویزات واحکامات کی شکل میں موجود ہے۔ آثارِ منقولہ سے مراد زبانِ زدِ عام باتیں ہیں۔ مثلاً کہانیاں، نظمیں اور ضرب الامثال وغیرہ اور آثارِ قدیمہ سے مراد پرانے زمانے کی نشانیاں ہیں۔

اسی طرح سیرت کے بھی تین اہم مراجع ہیں (۱) قرآن مجید، (۲) احادیث صحیحہ، (۳) سیرت کی ابتدائی کتب جو صحابہ کے اقوال وافعال و مشاہدات پر مشتمل ہیں اگر ہم تاریخ اور سیرت کے مراجع کا جائزہ لیں گے تو یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ سیرت کے

Marfat.com

مراجع جس قدر مستند اور قابلِ اعتبار ہیں تاریخ کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔ کیوں کہ تاریخ کے مراجع روایتی اور درایتی ہیں۔

سیرت اور سوانح میں فرق : سیرت سے مراد سیرت النبیؐ یا سیرت الرسولؐ ہے اس کے برخلاف سوانح مختلف اشخاص کی حالاتِ زندگی و سوانح عمریاں ہیں۔ اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے نبیؐ اور رسولؐ کے درمیان فرق کی وضاحت ضروری ہے۔

نبیؐ : یہ لفظ عربی زبان "نباء" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی خبر یا اطلاع کے ہیں۔ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی نے مصباح اللغات میں یہی معنی دیئے ہیں اور اسی لفظ سے نبی ہے جس کے معنی اللہ کا پیغمبر اور اونچا مقام کے ہیں مولوی سید احمد دہلوی نے نبیؐ کے معنی خبر رساں، خبر پہنچانے والا، رسول قاصد الٰہی، پیغمبر فرستادہ خدا جو کتاب اور دین لایا ہو بتاتے ہیں۔

رسولؐ : صاحب "القاموس الجدید" نے اس لفظ کی تعریف یوں کی ہے:

"(۱) پیغام رساں، قاصد، ایلچی، داعی (۲) صاحبِ کتاب و صاحبِ شریعت، نبی جو خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچائے۔" (۱۳)

صاحبِ مصباح اللغات نے الرسول کے باب میں اسی کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ:

"بھیجا ہوا، پیغامبر، پیغامبری کے معنی آئے ہیں۔" (۱۴)

جب کہ سید احمد دہلوی نے اس لفظ کی صراحت میں لکھا ہے:

"بھیجا ہوا، خدا کی طرف سے بھیجا ہوا، وہ نبی جو خدا کی طرف سے کتاب لے کر آئے۔" (۱۵)

خاطر نشان رہے کہ نبی اور رسول میں منصب و مقصد کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ جو نبی ہوتا ہے ضروری نہیں کہ وہ رسول بھی ہو اس کے برعکس جو رسول ہوتا ہے وہ نبی بھی ہوتا ہے اس ضمن میں مولانا عبدالرشید نعمانی نے مختلف مفسرین اور علمائے کرام و محققین کی آراء پیش کی ہیں وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

نبی اور رسول کے مابین کیا نسبت ہے اس بارے میں تین رائیں ہیں:

(۱) یہ دونوں مساوی ہیں یعنی ہر نبی رسول ہے اور ہر رسول نبی ہے۔

(۲) یہ دونوں متبائین ہیں۔ رسول وہ ہے جو جدید شرع لے کر آئے اور نبی وہ ہے جو جدید شرع لے کر نہ آئے۔ پس کوئی رسول نبی نہیں اور کوئی نبی رسول نہیں۔ لیکن یہ محض غلط ہے کیوں کہ حضرت اسماعیلؑ کے متعلق قرآن مجید میں صاف تصریح ہے۔۔۔

و كان رسولاً نبيا (اور تھا رسول نبی) اور اسی طرح موسیٰ کے حق میں وارد ہوا ہے۔

(۳) ان دونوں کے مابین عموم مطلق ہے اکثر علماء کی یہی رائے ہے اب بعض تو اسی طرف گئے ہیں کہ رسول اعم ہے اور نبی اخص، کیوں کہ رسول فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الله يصطفى من الملئكة رسلاً و من الناس (۱۶)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے جمہور علماء کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے:

''جس کو اللہ سے وحی آئی وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں،۔۔۔ امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔'' (۱۷)

قاضی ناصر الدین علامہ عبداللہ بن عمر البیضاوی لکھتے ہیں۔ رسول وہ ہے جس کو اللہ نے شریعت جدیدہ دے کر مبعوث فرمایا ہوتا کہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور نبی اس کو بھی عام ہے اور اس کو بھی کہ جس کو شرع سابق کے برقرار رکھنے کے لیے بھیجا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تمیہؒ نے ''کتاب نبوت'' میں اس سلسلہ میں ایک نفیس بحث سپردِ قلم فرمائی ہے فرماتے ہیں: ''نبی وہ ہے جس کو اللہ بتلاتا ہے اور وہ جو کچھ اللہ بتلاتا ہے اس کو بتاتا ہے۔ اب اگر اسی کے ساتھ وہ اس شخص کی طرف بھی بھیجا گیا کہ جو کلم الٰہی کا مخالف ہے تا کہ اس کو اللہ کے پیغام کی تبلیغ کرے تو وہ رسول ہے۔ لیکن جس صورت میں کہ وہ پہلی ہی شریعت پر عامل ہو اور کسی کی طرف اس کو بھیجا نہیں گیا کہ جیسے وہ اللہ کے طرف سے پیغام پہنچائے تو وہ نبی ہوگا رسول نہیں۔

Marfat.com

حضرت عباسؓ کا قول ہے کہ ''نبی'' وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے وحی آئے اور وہ مومنین ہی کو احکامِ الٰہی کی تعلیم دے اور جو اس دعوت کو کافروں کے لیے بھی عام کر دے وہ رسول ہے۔

سوانح : سوانح میں جو حالات قلم بند کیے جاتے ہیں اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ سوانح کے موضوعات کا ماخذ غیر مستند ہوتا ہے۔ اس کا بیش تر مواد قیل وقال کی روایتوں اور قیاس آرائیوں پر ہے جب کہ سیرت کا منبع و ماخذ مستند ہے۔

سیرت النبیؐ کی اہمیت وافادیت : قرآن اور حدیث کا بے تعصبی اور انصاف پسندی سے مطالعہ کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ آپؐ کی پاکیزہ، بے نفس اور جامع اخلاقی زندگی بے شک ایسی قابل ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت ساری نوع انسان کے سامنے بطور نمونہ و مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ حضورِ اکرمؐ کی سیرت مقدمہ کا بار بار مطالعہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی ایک فریضہ انسانی کا درجہ رکھتا ہے، ہمارے لیے سیرت کے مطالعے کی ضرورت واہمیت اس لیے بھی ہے کہ قرآن مجید میں رب قدیر کا یہی حکم ہے آپؐ کے نقشِ قدم پر چلیں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کے لیے نمونۂ عمل قرار دے کر اپنے آپ کو اس قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اس طرح ساری زندگی بسر ہو۔

نبی کریمؐ کی سیرتِ مبارکہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں ایک عالم گیر اور بین الاقوامی سیرت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسا مکمل دستورِ حیات ہے جو ایک فرقے، ایک قوم، ایک خطے یا ایک ملک کے لیے نہیں بلکہ تمام فرقوں اور اقوام اور جہانوں کے لیے ہے اسی لیے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لکم فی رسولِ الله اسوة حسنه''

بہرحال یہ بات مسلّم ہے کہ حضورؐ کی حیات ہر حال میں اسوۂ اور نمونہ ہے اور آپؐ ہر قول وفعل ذاتی فکر ونظر یا خواہش کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ سب وحی الٰہی ہے۔ خواہ وہ خوشی کی

Marfat.com

حالت میں بات کہی گئی ہو یا غصہ کے عالم میں۔ سچ پوچھیے تو اس قرآنی نص کی بنیاد پر رسولؐ کی معصوم زندگی کا ہر پہلو مسلمانوں کی دینی زندگی کے لیے روشنی کا مینار ہے۔

Marfat.com

باب دوم

سیرت نگاری کے بنیادی اصول و موضوعات

سیرت نگاری کے بنیادی اصول ہر فن اور ہر علم کے کچھ اصول اور معیار ہوتے ہیں سیرت نگاری بھی ایک فن ہے اس لیے اس کے بھی اصول وضوابط متعین ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے نقلِ حدیث و کتب سیرت کے باب میں کی تھی۔ ان اصولوں پر صراحت سے روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

1. سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں کرنی چاہیے پھر احادیث صحیحہ میں پھر تمام احادیث میں۔ اگر نہ ملے تو روایاتِ سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔
2. کتب سیرتِ محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات واسناد کی تنقید لازم ہے
3. سیرت کی روایتیں بہ اعتبار پایۂ صحت، احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں۔ اس لیے بہ صورتِ اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔
4. بہ صورتِ اختلاف روایاتِ احادیث رواۃ ارباب فقہ و ہوش کی روایات کو دوسروں پر ترجیح ہوگی۔
5. سیرت کے واقعات میں سلسلۂ علت و معلول کی تلاش ضروری ہے

Marfat.com

٦ نوعیتِ واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہیے

٧ روایات میں اصل واقعہ کس قدر ہے اور راوی کی ذاتی رائے وفہم کا کس قدر جزو شامل ہے

٨ اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے

٩ جو روایات عام وجودِ عقلی، مشاہدۂ عام، اصولِ مسلمہ اور قرائنِ حال کے خلاف ہوں گی لائق حجت نہ ہوگی

١٠ اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق وجمع سے اس کی تسلی کر لینی چاہیے کہ راوی سے ادائے مفہوم میں تو غلطی نہیں ہوئی ہے

١١ روایاتِ احادیث کو موضوع کی اہمیت اور قرائنِ حال کی مطابقت کے لحاظ سے قبول کرنا چاہیے۔(١٨)

ان نتائج کا حاصل یہ ہے واقعات بغیر کسی تحقیق کے نہ لکھے جائیں اس کے ساتھ ہی وہ ان دینی مسلمات وحقائق کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ جس کی روشنی ور ہبری کے بغیر آسمانی کتابوں، انبیاء کی سیرت، معجزات وغیبی واقعات وحقائق کو صحیح طور پر سمجھنا مشکل ہے اور سیرت نگار کے دل ودماغ میں اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ ایک مقدس کی سیرت لکھ رہا ہے۔

موضوعاتِ سیرت : سیرت نبوی ایک متنوع اور ہمہ جہت موضوع ہے۔ اس لیے سیرت کا ہر پہلو ہمارے لیے اہم اور قابلِ مطالعہ وتقلید ہے اس ضمن میں مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ:

"حیات مقدسہ کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو محبوب وممدوح نہ ہو۔"(١٩)

قرآن مجید میں سیرت سے متعلق کئی موضوعات کا ذکر موجود ہے جو اپنی نوعیت اور مناسبت کے لحاظ سے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بسیط ہے۔ اس ضمن میں قاری محمد طیب کے ایک مقالے کا اقتباس ملاحظہ ہو جس کے مطالعہ سے قرآن مجید میں مذکور سیرت کے

Marfat.com

مختلف مضامین کا ایک اجمالی خاکہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

''قرآن میں ذات وصفات کی آیتیں آپؐ کے عقائد ہیں اور احکام کی آیتیں، آپؐ کے اعمال، تکوین کی آیتیں، آپؐ کا استدلال اور تشریح کی آیتیں اور آپؐ کا حال، قصص وامثال کی آیتیں، آپؐ کی عبرت ہیں اور تذکر کی آیتیں، آپؐ کی موعظمت، خدمتِ خلق کی آیتیں، آپؐ کی عبدیت ہیں اور کبریائے حق کی آیتیں آپؐ کی نہایت اخلاق کی آیتیں، آپؐ کا حسنِ معشیت ہیں اور معاملات کی آیتیں، آپؐ کا حسنِ معاشرت توجہ الی اللہ کی آیتیں، آپؐ کی خلوت ہیں اور تربیتِ خلق کی آیتیں، آپؐ کا محاسبہ، قہر وغلبہ کی آیتیں آپؐ کا جلال اور مہر ورحمت کی آیتیں آپؐ کا جمالِ تجلیات، حق کی آیتیں آپؐ کا مشاہدہ ہیں اور ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپؐ کا مراقبہ، ترکِ دنیا کی آیتیں آپؐ کا مجاہدہ ہیں اور احوالِ محشر کی آیتیں آپؐ کا محاسبہ۔۔۔ اور اثباتِ حق کی آیتیں آپؐ کی بقائیتِ انا اور انت کی آیتیں آپؐ کا شہود۔۔۔ نعیم جنت کی آیتیں آپؐ کا شوق ہیں اور جحیم نار کی آیتیں آپؐ وہم وغم، رحمت کی آیتیں آپؐ کی رجاء ہیں اور عذاب کی آیتیں آپؐ کا خوف، انعام کی آیتیں، آپؐ کا سکون وانس ہیں اور انتقام کی آیتیں آپؐ کا حزن اور امن وترحم کی آیتیں آپؐ کا حب فی اللہ، نزولِ وحی کی آیتیں، آپؐ کا عروج ہیں اور تعلیم وتبلیغ کی آیتیں، آپؐ کا نزول وتنقید اوامر کی آیتیں، آپؐ کی خلافت میں خطاب کی آیتیں آپؐ کی عبادت وغیرہ۔۔۔'' (۲۰)

اس عہد کے اہم اور قابلِ توجہ موضوعات ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

نبوت کا اعلان، دعوتِ اسلام، علانیہ تبلیغ کا آغاز، قریش کی ایذا رسانیاں، چند مقتدر اشخاص کا اسلام قبول کرنا۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوذارؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا، ہجرت حبشہ (اہلِ اسلام کی پہلی ہجرت) شعب بن ابی طالب میں محصوری وغیرہ اس کے علاوہ اسریٰ کا واقعہ اور معراج کا تذکرہ، ہجرتِ مدینہ اور غزوات کے موضوعات پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

فارسی اور اردو سیرت نگاری کے اولین عہد میں بھی کم و بیش یہی موضوعات زیرِ تحقیق آئے ہیں۔ جن میں زیادہ تر آپ ﷺ کی فضیلت و مرتبت دکھانے پر زورِ قلم صرف کیا گیا ہے۔ ان کتابوں کی ابتدا ''نورِ محمدی ﷺ'' کے ذکر سے ہوتی ہے۔

تعلیمات میں آپ ﷺ کے ارشادات، خطبات، فرمودات کو سیرت میں پیش کیا جانے لگا اور احسانات نبوی ﷺ میں دینِ اسلام، قرآنِ کریم آپ کے منشور اور اسوۂ شریف جیسے عطیات کے ساتھ آپ ﷺ کی رحمت و شفاعت اور آپ ﷺ کی محبت و شفقت کا بھی ذکر کیا جانے لگا جو آپ کو اپنے امتیوں سے ہے۔

جدید دور کی سیرت میں ایسے مضامین کو کافی اہمیت دی جا رہی ہے جن کو پیش رو سیرت نگاروں نے نظر انداز کر دیا تھا، اب تک حضور کی ذاتِ مبارکہ کو مذہب کے حوالے سے ہی پیش کیا گیا کہ آپ ﷺ بانیِ اسلام ہیں، پیشوائے دین ہیں، اللہ کے رسول ﷺ ہیں، مگر آپ کو ایک مدبر، سپہ سالار اور ایک حاکم سلطنت قانونی ساز اور عادل کی حیثیت سے آج کا سیرت نگار پیش کرتا ہے تاکہ دورِ حاضر کے تقاضوں کی تکمیل ہو۔

دورِ جدید کی سیرت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے جو کچھ سیرت کے باب میں لکھا جا رہا ہے، اس کی بنیاد تحقیق پر رکھی گئی ہے یہاں عہدِ ماضی کی سیرتوں میں جو کمزور روایات آئی ہیں ان کو تحقیق کے ذریعے رد کر کے صحیح روایات کو پیش کرنے کی ایک سعی مستحسن نظر آتی ہے۔

Marfat.com

باب سوم

سیرتِ نبوی ﷺ کا بنیادی مواد

سیرت نگارانِ رسول ؐ نے جن اہم اور قابلِ اعتماد مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں اولیت قران مجید ہے۔ یہ نبی کریم کی سیرت کے فضائل ومحاسن کے ضمن میں سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ اگر روایات وقرطاس تاریخی سے قطع نظر کرلیا جائے تب بھی صرف قرآن حکیم کی روشنی میں آپ کی سیرت وحیات پر ایک مستند و جامع تصنیف مرتب کی جاسکتی ہے۔

قرآن میں سیرت نبوی کی جھلکیاں : قرآن مجید میں آنحضرت ؐ کی سیرت طیبہ موجود ہے۔ آیاتِ قرآنی کی روشنی میں رحمت اللعلمین ؐ کی زندگی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں آپ ؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات کے اہم واقعات بیان ہوئے ہیں۔ یہ واقعات کہیں تو قدرے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور کہیں صرف اشاروں اور کنایوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً آپ کی ابتدائی زندگی جو یتیمی اور پریشان حال میں گذری تھی قرآن اس واقع کا اشارہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

الم یجدك یتیماً فاویٰ (الضحیٰ ۔٦)

Marfat.com

اسی طرح آپ کا اسمِ مبارک کیا تھا قرآن نے اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔

محمد رسول اللہ (الفتح ۲۹)

آپ کی آمد سے متعلق حضرت عیسیٰ نے جو پیشین گوئی کی تھی اس کا بھی حال ہمیں قرآن مجید میں ملتا ہے۔ یاتی من بعدی اسمه احمد (صف۔۶)

مکی صورتوں کی تلاوت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار اس زمانے میں کن اصولی مضامین تک محدود رہا۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو مصائب آپ کو برداشت کرنے پڑے قرآن انھیں بھی بیان کرتا ہے اور اس بات کا بھی اشارہ کرتا ہے کہ کفار دینِ الٰہی کا راستہ روکنے کے لیے آپؐ پر ساحر کاہن اور مجنون ہونے کے الزامات بھی عائد کرتے رہے۔ اسی طرح کفارِ مکہ نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے سخت اور نازیبا کلمات زبان سے نکالے تو فوراً منجانب اللہ آپ کی مدافعت میں آیتیں نازل ہوئیں۔ قرآن مجید میں آپؐ کے دشمن کا نام لے کر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ورسوا کیا اس کی بہترین مثال ہمیں سورۂ لہب کی شکل میں ملتی ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ میں ایسے بے شمار واقعات اختصار سے بیان ہوئے ہیں۔ جس میں ہجرت اور اس کے بعد آپؐ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، احد، احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے حالات شامل ہیں۔ جو سیرت کی کتابیں مرتب کرنے والوں کا اہم ماخذ ہیں اور یہ غزوات سیرت مقدسہ اور دینِ اسلام کا انتہائی عظیم الشان حصہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دور میں غزوات کے بیان کو بھی سیرت کہا گیا ہے۔ غزوات کے علاوہ قرآن مجید میں آپ کے بعض معجزات مثلاً معجزۂ اسراو معراج اور معجزۂ شق القمر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ آپؐ کے اخلاق سے متعلق بھی براہِ راست سند توثیق عطا کی جس کو قرآن مجید کی زبان میں "خلقِ عظیم" کہا گیا ہے جو سیرت نبویؐ کا اہم جزو ہے۔

مختصر یہ کہ سیرتِ طیبہؐ کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود

Marfat.com

ہے چوں کہ یہ کتاب مبین روئے زمین پر مقدس ترین کتاب ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے ''ام الکتاب'' کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے تواتر کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل وفہیم انسان کو اس کے مستند اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک وارتیابات کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا اس لیے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ سیرتِ نبیؐ کے واقعات کے لیے قرآن پاک اہم ترین اور صحیح ترین مآخذ ہے۔

احادیث : آپ کی سیرتِ طیبہ کا دوسرا اہم مآخذ مصدر احادیث نبویؐ ہیں سیرتِ نبویؐ کے سینکڑوں واقعات کی تفصیل احادیث میں موجود ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین وسیرت نگارانِ رسولؐ نے قرآن کے بعد احادیث کو ہی سیرت کی تدوین میں اہمیت وترجیح دی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی حدیث کی اہمیت وافادیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی ۔۔۔اسی طرح حاملِ قرآن محمد رسول اللہ کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق وعاداتِ مبارکہ اور آپؐ کے اقوال واعمال اور آپؐ کے سنن ومستحبات اور احکام وارشادات اسی علم حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔'' (۲۱)

سید مناظر احسن گیلانی نے حدیث کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

'' دنیا کی تاریخ کے ایک عظیم الشان، حیرت انگیز، انقلابی حصے کا نام سچ پوچھیے تو حدیث ہے جن انقلابات وحوادث سے گذر کر نسلِ انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبہ حیات ہی میں نہیں بلکہ مذہبی، سیاسی، معاشرتی اخلاقی اور دیگر تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی

حصہ نہیں بلکہ مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں۔۔۔ ماضی کے اس مدہش، حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیل بیان کا نام حدیث ہے۔" (۲۲)

احادیث سے سیرت کی تدوین : قرآن مجید کی شرعی تفسیر حدیثِ پاک ہے۔ جس سے قرآن پاک کے مخفی گوشے مرادی طور پر کھلتے ہیں اور مطالبِ خداوندی نمایاں ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اگر قرآن مجید حضورؐ کی سیرت ہے تو حدیث اس سیرت کی تفصیل ہے۔ یعنی قرآن مجید میں بے شمار مجمل اور مبہم باتوں کا بیان ہوا ہے، جس کی تفصیل صرف احادیث میں ملتی ہے۔

اسی طرح سیرتِ نبویؐ کے جو نقوشِ قرآنِ مجید میں ملتے ہیں اس کی تفصیل بھی احادیث ہی میں ڈھونڈنی چاہیے، اس لیے کہ کتبِ حدیث کے ہزاروں ابواب و فصول در حقیقت سیرتِ مقدسہ ہی کے ابواب و فصول ہیں جن سے گذر کر ہی آدمی اقلیم سیرت میں داخل ہو سکتا ہے۔

آنحضرتؐ کے آبا و اجداد اور قبل از نبوت سے آپؐ کے وصال تک کے تمام واقعات اور تمام پہلوؤں کو احادیثِ نبویؐ کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بعثت سے قبل کے حالات : احادیث میں آپ کی پیدائش سے لے کر قبل از نبوت کے واقعات کی تمام تر جزئیات بیان ہوئی ہیں۔ کتب حدیث میں یہ مشہور واقعہ ملتا ہے جس کے راوی حضرت عباسؓ ہیں آپ کی عمر شریف جب دو سال کی ہوگئی تو آپؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے تشریف لے گئے، ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ دو اشخاص نے آپ کو زمین پر لٹا دیا اور سینہ چاک کر کے دلِ مبارک نکال کر دھویا اور پھر وہیں رکھ دیا۔ بیش تر سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو "شقِ صدر" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے جو کتب احادیث سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی معلومات ہمیں احادیث ہی سے فراہم ہوتی ہیں۔

احادیث میں کتاب اللہ کی طرح آپؐ کے خاتم النبین ہونے سے متعلق اشارے ملتے ہیں۔ ان میں وہ حدیث کافی مشہور ہے جس میں آپؐ اپنے آپ کو ایک عمارت کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی یہ دینِ اسلام جس کی ابتداء حضرت آدمؑ سے ہوئی تھی آپؐ پر مکمل ہوگیا۔ اس کے بعد اور کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپؐ نے دین کی تمام باتیں اپنی امتیوں کو بتادیں اور روزِ محشر تک کے لیے ہدایت کا سامان کردیا۔ علاوہ ازیں ہجرت کے جزوی واقعات معجزات کی تفاصیل، جنگوں کی تفاصیل، غیر مسلموں سے آپ کا سلوک، آپؐ کے حج وعمرہ کے حالات، خطبۂ حجتہ الوداع اور وصال سے متعلق وافر ذخیرہ احادیث میں موجود ہے۔ جن کے ذریعے سیرت نگارانِ رسولؐ اپنی تخلیقات وتصانیف کو مزین کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

قرآن وحدیث کے علاوہ آپؐ کے حالاتِ زندگی کے بیشمار واقعات ہمیں صحابہ کرام اور اہلِ مکہ کے اقوال میں نظر آتے ہیں۔ آپؐ کے اخلاقِ عالیہ، اوصاف جمیلہ اور فضائل حمیدہ کا ذکر قرآنِ کریم اور احادیث نبوی میں جابجا بکھیرے پڑے ہیں۔ علاوہ ازیں اصحابِ کرام نے آپ کو جس حالت میں دیکھا اس کو ہو بہو بیاں فرمادیا۔ آپؐ کے "خلق عظیم" سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالب کا قول ہے۔

"آپؐ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط وبشاشت کے ساتھ رہتے تھے بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے۔۔۔ صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی۔"

اسی طرح حلم وتحمل، عفو درگذر، صبر وشکر، سخاوت، ایثار وقربانی، محبت وشفقت، عدل وانصاف، صدق، حیا، وقار مقامت، تجارتی صلاحیتیں اور امانت داری وغیرہ کے بیشمار واقعات اصحابِ کرام کی زبانی بیان ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ غزوات وسرایوں کی مکمل معلومات کی ماخذ یہی ہیں۔ جس کے بغیر سیرت نبوی کا مکمل گھیراو ممکن نہیں ہوسکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے ان اقوال وارشادات کو جو آپؐ سے متعلق ہیں محدثین نے احادیث میں شامل کیا ہے۔

Marfat.com

باب چہارم

عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

سیرتِ طیبہ کا موضوع اس قدر دل نشین، ایماں پرور اور روح افزاء ہے کہ آپؐ سے محبت کرنے والے تخلیق کار و مصنفین نے اس دلکش موضوع پر اپنی حیاتِ فانی کی آخری سانس تک قلم چلایا۔ چنانچے آج ہمارے پاس سیرت نبویؐ پر کثیر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے۔ اور سیرت کا یہ تحریری سرمایہ صرف ایک یا دو زبانوں میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ملتا ہے۔ مصنفین و مولفین رہتی دنیا تک آپؐ کی حیات مقدسہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے اور اپنا نام سیرت نگارانِ رسولؐ کی فہرست میں درج کرواتے رہیں گے۔

سیرت نگاری کا اولین پس منظر : آپؐ کی سیرت مبارکہ کی حفاظت اور اس سے ملحق روایات کو یکجا کرنے کا زمانہ آپؐ سے اس قدر قریب ہے کہ ان کو معاصر شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ مگر سیرت اور روایات کا یہ ذخیرہ اسلام کے اولین دور میں تحریری نہیں بلکہ زبانی تھا۔ اس کا سبب بعض علماء کی نظر میں یہ ہے کہ ایک تو عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور ثانیاً آپؐ نے قرآن پاک کے علاوہ اور کچھ لکھنے سے منع فرما دیا تھا

بعض علماء بشمول مولانا شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ یہ اولین زمانہ کا ارشاد تھا لیکن بعد میں آپؐ کے دور میں بہت سے اصحاب آپ کی اجازت سے آپ کے اقوال قلم بند کرلیا کرتے تھے لیکن تدوین وتالیف کا آغاز خلیفہ منصور عباسی کے زمانے سے ہوا اور یہ زمانہ ۱۴۳ھ کا ہے۔

خلفائے راشدین بلکہ خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے کچھ قبل تک چوں کہ احادیث کے لکھنے پر پابندی عائد کی گئی تھی اس لیے سیرت طیبہ کے موضوع پر اصحاب کرام کی کوئی تصنیف وجود میں نہیں آئی تھی ۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں تصنیف وتالیف کو ترقی ہوئی اور اس عہد میں احادیث نبویؐ کی تدوین کی طرف توجہ مبذول کی گئی اور اس کارخیر کو آگے بڑھانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہر ممکن کوشش کی ۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی کے مقدمے میں علامہ ابن عبدالبر کا یہ قول نقل کیا ہے:

''سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے دفتر کے دفتر لکھے، عمر بن عبدالعزیز نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا۔'' (۲۳)

اس قسم سے تدوین احادیث کی شروعات ہوئی اس دور میں سیرت نبویؐ کے موضوع پر کتابیں تو تحریر نہ ہوسکیں مگر اصحابِ کرام اپنی یادداشت سے زبانی طور پر اپنی محفلوں، درس گاہوں اور اپنے خطبات میں احادیث احکام کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مضامین بھی بیان کرتے تھے۔ اسی لیے احادیث کی طرح مضامین سیرت کی روایاتوں کا سرچشمہ بھی اصحابہ کرام کی مقدس شخصیتیں ہی ٹھہریں۔

فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء : احادیث کی تدوین و تالیف کی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فن مغازی کی طرف بھی خاص توجہ مبذول کی اور اس فن کو آگے بڑھانے کے لیے حلقۂ درس قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ

عاصم بن عمر قتادہ انصاری اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت عمر بن عبد العزیز نے انھیں دمشق روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو مغازی اور مناقب کا باقاعدہ درس دے سکیں۔

فنِ مغازی کی ابتداء تابعین کے زمانے سے ہوئی۔ انھوں نے آپؐ کے اقوال اور افعال سے متعلق ان روایتوں کو یکجا کرنا شروع کیا تھا جو اس دور میں رائج تھیں۔ ان کو یہ روایتیں صحابہ سے حاصل ہوئی تھیں۔ تابعین میں ایسے اشخاص موجود تھے جو مغازی کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ابتداء میں تو اس صنف تحریر میں غزوات رسولؐ و اصحاب رسولؐ کے حالات کا احاطہ کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کا اطلاق آپ کی مکمل حیاتِ مقدمہ پر کیا جانے لگا۔

تابعین میں مغازی کے علماء : اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن اسحاق کی ''سیرت الرسول اللہ'' کا صحیح معنوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن اس سے پہلے متعدد کتب مغازی موجود تھیں۔

مغازی کا فن پہلی صدی ہجری کے صفِ اول میں ہی ضبط تحریر میں آنے لگا تھا۔ اس دور میں کبار تابعین نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی۔ ان میں پہلے مقام پر: (۱) ابان ابن عثمان قابلِ ذکر ہیں۔ یہ فنِ مغازی کے علم کی حیثیت سے صفِ اول کے مصنف جانے جاتے ہیں۔ آپ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے تھے آپ تقریباً ۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام فقہی احادیث کے مجموعوں کی اسناد میں اکثر آیا ہے۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک خاص مجموعے مغازی کو فراہم کیا تھا۔

۲ عروہ بن زبیرؓ : ابان کے بعد عروہ بن زبیر کا نمبر آتا ہے آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہلِ علم میں ہوتا تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۳ ہجری میں ہوئی آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے۔ آپ علم کے بڑے شیدائی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ یہ تمنا رکھتے تھے کہ علم کے حوالے سے دنیا میں جانے پہچانے جائیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

"میں تو چاہتا ہوں کہ دنیا میں زاہدانہ زندگی گزار دوں آخرت میں سرخرو ہوں اور ان لوگوں میں شمار کیا جاؤں جن سے علم کی روایت کی جاتی ہے۔" (۲۴)

Marfat.com

باب پنجم

فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

عربی کے بعد فارسی ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں علوم اسلامیہ کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس زبان میں بھی سیرت نبویؐ کے ہر پہلو پر لکھا گیا بعد میں ان میں سے اہم تصنیفات کے اردو ترجمے منظر عام پر آئے۔

علومِ اسلامیہ کے حوالے سے عباسی دور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس دور میں پہلی اور دوسری صدی کے دوران ایران میں مذہبیات پر جو کام ہوا اس کی مثال دنیائے اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث اور علم کلام پر جو گراں قدر ذخیرہ اس عہد کی یادگار ہے اس کا بیشتر حصہ عجمی حضرات کی نگارشات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ سیرتِ مقدسہ پر بھی اور اس کی عظمت و وسعت کے متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سیرت مقدسہ کے حوالے سے قرآنی دعوت و تبلیغ کے خط و خال اجاگر کیے گئے اور رحمت اللعلمینؐ کی جلوت و خلوت کی تفصیلات ان سے تعلق رکھنے والا ہر واقعہ ہر خبر ہر عمل ان کی عادات و اطوار ان کی عبادات و معاملات ان کی شخصی و اجتماعی خصوصیات اور خارجی و داخلی کیفیات کا تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا گیا۔

Marfat.com

فارسی سیرت نگاروں میں ایک قابلِ قدر اور معتبر نام مولانا عبدالرحمٰن جامی کا ہے جو سلطنتِ ہرات کے علم دوست حکمران ابوالغازی حسین کے دربار سے وابستہ تھے۔ مولانا صرف فارسی کے ایک معروف کہنہ مشق شاعر ہی نہیں تھے بلکہ عربی زبان پر بھی انھیں خاص درک حاصل تھا اور اس زبان میں بھی انھوں نے چند یادگاریں چھوڑی ہیں۔ عربی زبان میں ''شرح جامی'' ان کا ایک لافانی شاہکار ہے۔ جو آج بھی درس نظامی میں ایک قابلِ قدر تصنیف شمار ہوتی ہے۔ ان کا ''خمسہ'' خمسۂ نظام کے جواب میں اپنی جگہ ایک یادگار کارنامہ ہے۔

مولانا جامی کے عربی تخلیقات سے ملتفت ہو کر فارسی زبان ہی میں ان کی ایک شہر آفاق تصنیف جو سیرت نبویؐ پر فارسی زبان میں سیرت نگاری پر ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو ''شواہد النبوت'' کے نام سے مشہور ہے۔ سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کا مولانا نے تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ اس کی نثر انتہائی سلیس و آسان زبان میں ہے انداز بیان دلکش اور موثر ہے۔ اس تصنیف کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے شبیر حسین ناظم نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور محل پبلکیشن دہلی نے شائع کیا ہے۔

خصائص سیرت نبویؐ پر ایران میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی مشہور کتاب ''معراج النبوت'' ہے جس کے مصنف بھی دربارِ ہرات کے ایک دوسرے قاضی مولانا معین ہروی ہیں۔ ''معراج النبوت'' ۹ ویں صدی ہجری کی ایک یادگار تصنیف ہے ''شواہد النبوت'' کے برخلاف ''معراج النبوت'' کی نثر انتہائی مقفی و مسجع عبارات سے آراستہ و پیراستہ کی گئی ہے اور انداز بیان بھی بے حد پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے۔ لیکن شواہد النبوت سے ضخامت میں ''معراج النبوت'' زیادہ وقیع اور مہتم بالشان تصنیف ہے۔

ایران کے برعکس ادھر برصغیر میں کسی ہندوستانی عالم و سیرت نگار نے اب تک سیرتِ رسولؐ پر قلم نہیں اٹھایا تھا۔ ہندوستان میں جس طرح فن حدیث کو روشناس کرانے کا سہرا حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے سر ہے۔ اسی طرح سیرت پاک تحریر کرنے

والے بھی دورِ مغلیہ کے یہ پہلے مصنف ہیں جہانگیر کے زمانے کی اس مایہ ناز ہستی نے ۱۰ویں صدی ہجری میں 'مدارج النبوت'' لکھی اور جب انھوں نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی سعی کی تو عربی کی کتب سیر کے علاوہ فارسی ''معراج النبوت'' ان کے پیش نظر تھی۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں جا بجا اس سے استفادہ کیا ہے جس کا اعتراف انھوں نے مدارج النبوت کے مقدمے میں کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی نے ایک اور کتاب ''جذب القلوب فی دیار المحبوب'' کے نام سے تحریر کی۔ جس میں مدینہ منورہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے کیوں کہ دیارِ مدینہ آپ کا وطن ثانی ہجرت کے بعد کی ساری زندگی آپ نے یہیں بسر کی اور اسی دیار میں وفات پائی۔ اس ناحیہ سے بھی اس تصنیف کو کتب سیر میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اسی مقصد کے تحت اس کا اجمالی تعارف پیش کر دیا گیا ہے۔

عہدِ مغلیہ میں متعدد موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں لیکن سیرت نبویؐ پر سوائے مدارج النبوت کے اور کوئی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ فارسی میں مذکورالذکر تین تصنیفات کافی اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ موضوعات اور ضخامت کے لحاظ سے ان کا شمار جامع و مکمل سیرت کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اردو کے بیشتر سیرت نگاروں نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

اس خصوص میں قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) کی فارسی تصنیف ''تنبیہ الغفول فی اثبات اسلام آباء الرسولؐ' اور قصیدہ بردہ کی شرح جس کا نام ''مراصدار تصفیہ فی شرح الکواکب المضیئہ'' ہے قابلِ ذکر ہے۔ سلام اللہ دہلوی (۱۲۲۹یا۱۳۳۳ھ) نے بھی فارسی میں ایک شرح لکھی جو شرح شمائل کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی زبان میں سیرت نبویؐ پر ایک اور اہم تصنیف ''النبی الامیؐ' کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے مصنف ایران کے ممتاز وجید عالم و فلسفی علامہ آیت اللہ سید مرتضیٰ مظہری ہیں۔ آپ کی سیرت مبارکہ پر ان کی یہ مختصر سی تصنیف اپنے دامن میں بے شمار وسعتیں رکھتی ہے

انھوں نے آپ کی سیرت کے جس خاص پہلو کو اپنا موضوع بنایا ہے وہ آپؐ کے امی ہونے کا وصف ہے اور یہ ایسا وصف ہے جس کو قرآن کریم نے آپ کی نبوت کی وقیع دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس وصف کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے۔ علامہ موصوف نے اس پہلو کو اپنی تصنیف میں اجاگر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ''اُمّی'' تھے ۔ ان تصنیفات کے علاوہ فارسی زبان میں سیرت کی دو اہم کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ محمد اسحاق کی کتاب ''المغازی'' کا ترجمہ فارسی میں ہوا علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

''المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانے میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا اس کا قلمی نسخہ الہ آباد میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔'' (۲۵)

سیرت ابن ہشام کا فارسی ترجمہ ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے اتابک سعد بن زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ مترجم کا نام پردے خفا میں ہے اس کے علاوہ بھی عربی سیرت نگاری کے فارسی تراجم ہوئے ہوں گے۔

باب ششم

ہندوستان میں عربی وفارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

اولین سیرت نگار : ہندوستان میں عربی سیرت نگاری کے اس مختصر جائزے میں ہندوستانی مسلمانوں کی کاوشوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند اعتراف کرے گا کہ ہمارے علماء نے خاصا وقیع کام کیا ہے۔ ''ابو معشر نجیح بن عبدالرحمن سندھی م ۱۷۰ھ ہمارے موجودہ علم کے مطابق پہلے ہندوستانی تھے جنھوں نے دوسرے اسلامی امصار کے علاوہ شہر مدینہ و بغداد میں بھی درس سیرت دیے اور مغازی نبوی پر ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

ساتویں تا دسویں صدی کے دوران سیرت نگاری : ساتویں صدی ہجری میں جب ہندوستان میں دہلی سلطنت کا قیام عمل میں آیا تو اسلامی تہذیب عربی جامے کے بجائے ایرانی لباس میں جلوہ گر ہوئی۔ پھر مغل سلطنت کے زمانے میں فارسی زبان و تہذیب کو عروج ملا اور عربی ثانوی زبان بن کر رہ گئی۔ آٹھویں صدی ہجری میں سیرتِ نبوی کا دائرہ محض نعتیہ و مدحیہ قصائد تک محدود ہو گیا۔

رکن الدین کاشانی م ۸ صدی کی ''شمائل الاتقیاء'' کا تیسرا باب نعوت النبیؐ پر

Marfat.com

مشتمل ہے۔ قاضی عبدالمقتدر م ۷۹۱ھ کا ''قصیدہ لامیہ'' نعت رسولؐ پر مشتمل ہے۔ اس طرح نویں صدی میں یہی حالت رہی شیخ احمد بن محمد تھانیسری متوفی ۸۲۰ھ ''قصیدہ دائیہ'' کے ۱۴۱ اشعار سیرت پر مشتمل ہیں۔ قاضی احمد بن عمر دولت آبادی ۸۴۹ھ ''قصیدہ بردہ'' کی عربی شرح اور شیخ محمد بن یوسف دہلوی ۸۳۵ھ کی سیرت نبویؐ پر ایک مختصر رسالہ قابلِ ذکر ہے۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں دہلی سلطنت کا شیرازہ بکھرا تو امراء ملوک کی بن آئی اور انھوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اپنی خود مختار سلطنتیں قائم کرلیں۔ اس سیاسی افراتفری وطوائف الملوکی کے دور میں علماء کو بھی گوشہ نشین ہو کر ایک سوئی کے ساتھ اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل انجام دینے کے لیے کچھ فرصت مل گئی۔ اس دور میں ہم کو سیرت نبوی پر زیادہ وقیع اور گوناگوں کام نظر آتا ہے۔ شیخ زین الدین علی مالاباری ۹۲۸ھ نے قصص الانبیاء پر ایک کتاب تصنیف کی اور سیرت نبوی پر ایک مکمل کتاب لکھی عرب نژاد شیخ محمد بن عمر حضرمی ۹۳۰ھ ''تبصرہ الحضرۃ الشاہیۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحضرۃ النبویہ الاحمدیہ'' گجرات کے سلطان مظفر بن محمود کے لیے لکھی۔ شیخ عبدالوہاب ۹۳۲ھ نے شمائل الترمذی پر ایک رسالہ عربی میں ''قصیدہ مدحیہ'' شیخ عبدالعزیز دہلوی ۹۷۵ھ نے ''الحقیقتہ المجدیہ للشیخ وحیدالدین العلوی الگجراتی ۹۹۸ھ کی شرح لکھی تھی۔

سیرت نگاری گیارھویں صدی میں : اس صدی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عہد نبوی پر محیط مختصر وبسیط سیرتیں لکھی گئیں اور محض شرح وحواشی وتراجم وقصائد پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔ شیخ طاہر بن یوسف سندی ۱۰۰۴ھ نے ابن حجر عسقلانی کی ''المواہب اللدنیۃ'' کا ایک عمدہ انتخاب تیار کیا۔ شیخ یعقوب بن حسن کشمیری ۱۰۰۳ھ نے مغازی النبوۃ پر ایک کتاب تیار کی۔ شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری ۱۰۲۹ھ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر پانچ کتابیں لکھیں۔ شیخ عبدالقادر بن شیخ عبداللہ حضرمی گجراتی ۱۰۳۸ھ نے سیرت نبوی کے موضوع پر متعدد طبعزاد تخلیقی وتحقیقی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ انھوں نے

Marfat.com

"کتاب الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرۃ" بیس سال سے کم عمر میں لکھی۔ "اتحاف الحضرۃ العزیزۃ لعیون السیرۃ الوجیزۃ" "المنتخب المصطفی فی اخبار مولد المصطفی" "کتاب المنہاج الی معرفتہ المعراج"، "الانموذج الشریف فی اہل بدر الشریف" ان کتابوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں تاریخی اور صحیح روایات بیان کی گئی ہیں۔ رطب و یابس کو جمع نہیں کیا گیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ عربی میں "مطلع الانوار بعینہ فی الحلیتہ الجلیتہ النبویہ" لکھی ہیں۔

سیرت نگاری بارھویں صدی میں اس عہد میں : اس عہد میں سیرت نبوی پر تصنیفات میں وسعت پیدا ہوئی لیکن علمی پیش رفت زیادہ نہیں ہوئی۔ مولانا محمد حسین بیجاپوری ۱۱۰۸ھ "تجیب الطیب دانساء الی سید الانبیاء" شیخ احمد بن عبداللہ مدراسی ۱۱۸۹ھ نے "انباء الاذکیاء بتجیب الطیب دانساء" مولانا شاکر لکھنوی ۱۱۳۳ھ نے "قصیدہ بردہ" کی عربی شرح لکھی۔ شیخ سعداللہ سلونی ۱۱۳۸ھ نے "تحفتہ الرسول" کے نام سے سیرت نبوی پر کتاب لکھی۔ مولانا محمد ہاشم ۱۱۷۴ھ نے "بذل القوۃ فی سنی النبوۃ" شاہ ولی اللہ الدھلوی ۱۱۷۶ھ نے "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" کے نام سے قصیدہ لکھا۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ۱۲۰۰ھ نے بھی عربی میں قصیدہ لکھا۔ وہ اپنی عقیدت و محبت رسول کے عمدہ بلیغ اظہار کے سبب (حسان الہند) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تیرھویں صدی ہجری میں ہم کو سیرت نبویؐ کے مختلف گوشوں پر کافی کتابوں اور رسالوں کے نام ملتے ہیں مگر مکمل و باقاعدہ کتابیں عربی میں کم لکھی گئیں (۲۶)۔ اس دور کی اہم کتاب "مولانا ولی اللہ سورتی ۱۲۰۷ھ کی "التنبیہات النبویہ فی سلوک الطریقہ المصطفویہ" ہے جو الشفا قاضی عیاض و مشکوۃ للخطیب اور قسطلانی کی تصانیف کی تلخیص ہے۔ سید مرتضیٰ بن محمد بلگرامی زبیدی صاحب تاج العروس ۱۲۰۵ھ نے "العقد المنظم فی امہات النبی" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ علاوہ ازیں "السیرۃ المحمدیہ" کرامت علی الدہلوی "رسالۂ المعراج" للشاہ عبدالعزیز بن ولی اللہ ۱۲۳۸ھ "رسالۂ المعراج" للشیخ ظہور انصاری لکھنؤ وغیرہ تیرھویں صدی کی نمایاں

Marfat.com

باب سوم

سیرتِ نبوی ﷺ کا بنیادی مواد

سیرت نگارانِ رسولؐ نے جن اہم اور قابلِ اعتماد مراجع سے استفادہ کیا ہے اُن میں اولیت قرآن مجید ہے۔ یہ نبی کریمؐ کی سیرت کے فضائل ومحاسن کے ضمن میں سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ اگر روایات وقرطاس تاریخی سے قطع نظر کرلیا جائے تب بھی صرف قرآن حکیم کی روشنی میں آپؐ کی سیرت وحیات پر ایک مستند وجامع تصنیف مرتب کی جاسکتی ہے۔

قرآن میں سیرت نبویؐ کی جھلکیاں : قرآن مجید میں آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ موجود ہے۔ آیاتِ قرآنی کی روشنی میں رحمت اللعلمینؐ کی زندگی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات کے اہم واقعات بیان ہوئے ہیں۔ یہ واقعات کہیں تو قدرے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور کہیں صرف اشاروں اور کنایوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً آپؐ کی ابتدائی زندگی جو یتیمی اور پریشان حال میں گذری تھی قرآن اس واقع کا اشارہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

الم یجدك یتیماً فاویٰ (الضحیٰ۔۶)

اسی طرح آپ کا اسمِ مبارک کیا تھا قرآن نے اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔

محمد رسول اللہ (الفتح ۲۶)

آپ کی آمد سے متعلق حضرت عیسیٰؑ نے جو پیشین گوئی کی تھی اس کا بھی حال ہمیں قرآن مجید میں ملتا ہے۔ یاتی من بعدی اسمه احمد (صف۔٦)

مکی صورتوں کی تلاوت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار اس زمانے میں کن اصولی مضامین تک محدود رہا۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو مصائب آپ کو برداشت کرنے پڑے قرآن انھیں بھی بیان کرتا ہے اور اس بات کا بھی اشارہ کرتا ہے کہ کفار دینِ الٰہی کا راستہ روکنے کے لیے آپؐ پر ساحر کاہن اور مجنون ہونے کے الزامات بھی عائد کرتے رہے۔ اسی طرح کفارِ مکہ نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے سخت اور نازیبا کلمات زبان سے نکالے تو فوراً منجانب اللہ آپ کی مدافعت میں آیتیں نازل ہوئیں۔ قرآن مجید میں آپؐ کے دشمن کا نام لے کر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ورسوا کیا اس کی بہترین مثال ہمیں سورۂ لہب کی شکل میں ملتی ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ میں ایسے بے شمار واقعات اختصار سے بیان ہوئے ہیں۔ جس میں ہجرت اور اس کے بعد آپؐ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، احد، احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے حالات شامل ہیں۔ جو سیرت کی کتابیں مرتب کرنے والوں کا اہم ماخذ ہیں اور یہ غزوات سیرت مقدسہ اور دینِ اسلام کا انتہائی عظیم الشان حصہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دور میں غزوات کے بیان کو بھی سیرت کہا گیا ہے۔ غزوات کے علاوہ قرآن مجید میں آپ کے بعض معجزات مثلاً معجزۂ اسرا و معراج اور معجزۂ شق القمر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ آپؐ کے اخلاق سے متعلق بھی براہِ راست سند توثیق عطا کی جس کو قرآن مجید کی زبان میں "خلق عظیم" کہا گیا ہے جو سیرت نبوی کا اہم جزو ہے۔

مختصر یہ کہ سیرتِ طیبہؐ کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود

ہے چوں کہ یہ کتابِ مبین روئے زمین پر مقدس ترین کتاب ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے ''ام الکتاب'' کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے تواتر کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل و فہیم انسان کو اس کے مستند اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک وارتیات کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا اس لیے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ سیرتِ نبیؐ کے واقعات کے لیے قرآن پاک اہم ترین اور صحیح ترین ماخذ ہے۔

احادیث : آپؐ کی سیرتِ طیبہ کا دوسرا اہم ماخذ احادیث نبویؐ ہیں سیرتِ نبویؐ کے سینکڑوں واقعات کی تفصیل احادیث میں موجود ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین و سیرت نگارانِ رسولؐ نے قرآن کے بعد احادیث کو ہی سیرت کی تدوین میں اہمیت و ترجیح دی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی حدیث کی اہمیت و افادیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی ۔۔۔ اسی طرح حاملِ قرآن محمد رسول اللہ کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق و عاداتِ مبارکہ اور آپؐ کے اقوال و اعمال اور آپؐ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔'' (۲۱)

سید مناظر احسن گیلانی نے حدیث کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

'' دنیا کی تاریخ کے ایک عظیم الشان، حیرت انگیز، انقلابی حصے کا نام سچ پوچھیے تو حدیث ہے جن انقلابات و حوادث سے گذر کر نسلِ انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبۂ حیات ہی میں نہیں بلکہ مذہبی، سیاسی، معاشرتی اخلاقی اور دیگر تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی

Marfat.com

حصہ نہیں بلکہ مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں۔۔۔ ماضی کے اس مدہش، حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیل بیان کا نام حدیث ہے۔"(۲۲)

احادیث سے سیرت کی تدوین : قرآن مجید کی شرعی تفسیر حدیثِ پاک ہے جس سے قرآن پاک کے مخفی گوشے مرادی طور پر کھلتے ہیں اور مطالبِ خداوندی نمایاں ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اگر قرآن مجید حضورؐ کی سیرت ہے تو حدیث اس سیرت کی تفصیل ہے۔ یعنی قرآن مجید میں بے شمار مجمل اور مبہم باتوں کا بیان ہوا ہے جس کی تفصیل صرف احادیث میں ملتی ہے۔

اسی طرح سیرتِ نبویؐ کے جو نقوشِ قرآنِ مجید میں ملتے ہیں اس کی تفصیل بھی احادیث ہی میں ڈھونڈنی چاہیے، اس لیے کہ کتبِ حدیث کے ہزاروں ابواب و فصول در حقیقت سیرتِ مقدسہ ہی کے ابواب و فصول ہیں جن سے گذر کر ہی آدمی اقلیم سیرت میں داخل ہو سکتا ہے۔

آنحضرتؐ کے آبا و اجداد اور قبل از نبوت سے آپؐ کے وصال تک کے تمام واقعات اور تمام پہلوؤں کو احادیثِ نبویؐ کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بعثت سے قبل کے حالات : احادیث میں آپؐ کی پیدائش سے لے کر قبل از نبوت کے واقعات کی تمام تر جزئیات بیان ہوئی ہیں۔ کتب حدیث میں یہ مشہور واقعہ ملتا ہے جس کے راوی حضرت عباسؓ ہیں آپؐ کی عمر شریف جب دو سال کی ہوگئی تو آپؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے تشریف لے گئے، ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ دو اشخاص نے آپ کو زمین پر لٹا دیا اور سینہ چاک کر کے دلِ مبارک نکال کر دھویا اور پھر وہیں رکھ دیا۔ بیش تر سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو "شقِ صدر" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے جو کتب احادیث سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح آپؐ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی معلومات ہمیں احادیث ہی سے فراہم ہوتی ہیں۔

احادیث میں کتاب اللہ کی طرح آپ ؐ کے خاتم النبین ہونے سے متعلق اشارے ملتے ہیں۔ان میں وہ حدیث کافی مشہور ہے جس میں آپ ؐ اپنے آپ کو ایک عمارت کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے۔یعنی یہ دینِ اسلام جس کی ابتداء حضرت آدمؑ سے ہوئی تھی آپ ؐ پر مکمل ہوگیا۔اس کے بعد اور کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپ ؐ نے دین کی تمام باتیں اپنی امتیوں کو بتادیں اور روز محشر تک کے لیے ہدایت کا سامان کردیا۔علاوہ ازیں ہجرت کے جزوی واقعات معجزات کی تفاصیل،جنگوں کی تفاصیل،غیر مسلموں سے آپ کا سلوک،آپ ؐ کے حج وعمرہ کے حالات،خطبۂ حجتہ الوداع اور وصال سے متعلق وافر ذخیرہ احادیث میں موجود ہے ۔ جن کے ذریعے سیرت نگارانِ رسولؐ اپنی تخلیقات وتصانیف کو مزین کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

قرآن وحدیث کے علاوہ آپ ؐ کے حالاتِ زندگی کے بیشمار واقعات ہمیں صحابہ کرام اور اہلِ مکہ کے اقوال میں نظر آتے ہیں۔آپ ؐ کے اخلاقِ عالیہ،اوصاف جمیلہ اور فضائل حمیدہ کا ذکر قرآنِ کریم اور احادیث نبوی میں جابجا بکھیرے پڑے ہیں۔علاوہ ازیں اصحابِ کرام نے آپ کو جس حالت میں دیکھا اس کو ہو بہو بیاں فرمادیا۔آپ ؐ کے ”خلق عظیم“ سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالب کا قول ہے۔

”آپ ؐ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشاشت کے ساتھ رہتے تھے بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے۔۔۔صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی۔“

اسی طرح حلم وتحمل،عفو درگذر،صبر وشکر،سخاوت،ایثار وقربانی،محبت وشفقت،عدل وانصاف،صدق،حیا،وقار مقامت،تجارتی صلاحیتیں اور امانت داری وغیرہ کے بیشمار واقعات اصحابِ کرام کی زبانی بیان ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ غزوات وسرایوں کی مکمل معلومات کی ماخذ یہی ہیں۔جس کے بغیر سیرت نبوی کا مکمل گھیراؤ ممکن نہیں ہوسکتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے ان اقوال وارشادات کو جو آپ ؐ سے متعلق ہیں محدثین نے احادیث میں شامل کیا ہے۔

Marfat.com

باب چہارم

عربی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

سیرتِ طیبہؐ کا موضوع اس قدر دل نشین، ایماں پرور اور روح افزاء ہے کہ آپؐ سے محبت کرنے والے تخلیق کار و مصنفین نے اس دلکش موضوع پر اپنی حیاتِ فانی کی آخری سانس تک قلم چلایا۔ چنانچہ آج ہمارے پاس سیرت نبویؐ پر کثیر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے اور سیرت کا یہ تحریری سرمایہ صرف ایک یا دو زبانوں میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ملتا ہے۔ مصنفین و مولفین رہتی دنیا تک آپؐ کی حیات مقدسہ پر لکھنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے اور اپنا نام سیرت نگارانِ رسولؐ کی فہرست میں درج کرواتے رہیں گے۔

سیرت نگاری کا اولین پس منظر : آپؐ کی سیرت مبارکہ کی حفاظت اور اس سے ملحق روایات کو یکجا کرنے کا زمانہ آپؐ سے اس قدر قریب ہے کہ ان کو معاصر شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ مگر سیرت اور روایات کا یہ ذخیرہ اسلام کے اولین دور میں تحریری نہیں بلکہ زبانی تھا۔ اس کا سبب بعض علماء کی نظر میں یہ ہے کہ ایک تو عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور ثانیاً آپؐ نے قرآن پاک کے علاوہ اور کچھ لکھنے سے منع فرما دیا تھا

Marfat.com

بعض علماء بشمول مولانا شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ یہ اولین زمانہ کا ارشاد تھا لیکن بعد میں آپؐ کے دور میں بہت سے اصحاب آپ کی اجازت سے آپ کے اقوال قلم بند کرلیا کرتے تھے لیکن تدوین و تالیف کا آغاز خلیفہ منصور عباسی کے زمانے سے ہوا اور یہ زمانہ ۱۴۳ھ کا ہے۔

خلفائے راشدین بلکہ خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے کچھ قبل تک چوں کہ احادیث کے لکھنے پر پابندی عائد کی گئی تھی اس لیے سیرت طیبہ کے موضوع پر اصحاب کرام کی کوئی تصنیف وجود میں نہیں آئی تھی ۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں تصنیف و تالیف کو ترقی ہوئی اور اس عہد میں احادیث نبویؐ کی تدوین کی طرف توجہ مبذول کی گئی اور اس کار خیر کو آگے بڑھانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہر ممکن کوشش کی ۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی کے مقدمے میں علامہ ابن عبدالبر کا یہ قول نقل کیا ہے:

"سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے دفتر کے دفتر لکھے، عمر بن عبدالعزیز نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا۔" (۲۳)

اس قسم سے تدوین احادیث کی شروعات ہوئی اس دور میں سیرت نبویؐ کے موضوع پر کتابیں تو تحریر نہ ہوسکیں مگر اصحاب کرام اپنی یادداشت سے زبانی طور پر اپنی محفلوں، درس گاہوں اور اپنے خطبات میں احادیث احکام کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مضامین بھی بیان کرتے تھے۔ اسی لیے احادیث کی طرح مضامین سیرت کی روایات تو کا سرچشمہ بھی اصحابہ کرام کی مقدس شخصیتیں ہی ٹھہریں۔

فنِ مغازی (سیرت) کی ابتداء : احادیث کی تدوین و تالیف کی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فن مغازی کی طرف بھی خاص توجہ مبذول کی اور اس فن کو آگے بڑھانے کے لیے حلقۂ درس قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ

Marfat.com

عاصم بن عمر قتادہ انصاری اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں دمشق روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو مغازی اور مناقب کا باقاعدہ درس دے سکیں۔

فنِ مغازی کی ابتداء تابعین کے زمانے سے ہوئی۔ انھوں نے آپ ؐ کے اقوال اور افعال سے متعلق ان روایتوں کو یکجا کرنا شروع کیا تھا جو اس دور میں رائج تھیں۔ ان کو یہ روایتیں صحابہ سے حاصل ہوئی تھیں۔ تابعین میں ایسے اشخاص موجود تھے جو مغازی کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ابتداء میں تو اس صنف تحریر میں غزوات رسول ؐ و اصحاب رسول ؐ کے حالات کا احاطہ کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کا اطلاق آپ ؐ کی مکمل حیاتِ مقدمہ پر کیا جانے لگا۔

تابعین میں مغازی کے علماء : اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن اسحاق کی ''سیرت الرسول اللہ'' کا صحیح معنوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن اس سے پہلے متعدد کتب مغازی موجود تھیں۔

مغازی کا فن پہلی صدی ہجری کے صفِ اول میں ہی ضبط تحریر میں آنے لگا تھا۔ اس دور میں کبار تابعین نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی۔ ان میں پہلے مقام پر: (۱) ابان ابن عثمان قابلِ ذکر ہیں۔ یہ فن مغازی کے علم کی حیثیت سے صفِ اول کے مصنف جانے جاتے ہیں۔ آپ حضرت عثمان ؓ کے صاحبزادے تھے آپ تقریباً ۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام فقہی احادیث کے مجموعوں کی اسناد میں اکثر آیا ہے۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک خاص مجموعے مغازی کو فراہم کیا تھا۔

۲ عروہ بن زبیر ؓ : ابان کے بعد عروہ بن زبیر کا نمبر آتا ہے آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہلِ علم میں ہوتا تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۳ ہجری میں ہوئی آپ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے اور حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے تھے۔ آپ علم کے بڑے شیدائی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ یہ تمنا رکھتے تھے کہ علم کے حوالے سے دنیا میں جانے پہچانے جائیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

"میں تو چاہتا ہوں کہ دنیا میں زاہدانہ زندگی گذاروں، آخرت میں سرخرو ہوں اوران لوگوں میں شمار کیا جاؤں جن سے علم کی روایت کی جاتی ہے۔" (۲۴)

Marfat.com

باب پنجم

فارسی زبان میں سیرت نگاری کی روایت

عربی کے بعد فارسی ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں علوم اسلامیہ کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس زبان میں بھی سیرت نبویؐ کے ہر پہلو پر لکھا گیا بعد میں ان میں سے اہم تصنیفات کے اردو ترجمے منظر عام پر آئے۔

علومِ اسلامیہ کے حوالے سے عباسی دور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس دور میں پہلی اور دوسری صدی کے دوران ایران میں مذہبیات پر جو کام ہوا اس کی مثال دنیائے اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث اور علم کلام پر جو گراں قدر ذخیرہ اس عہد کی یادگار ہے اس کا بیشتر حصہ عجمی حضرات کی نگارشات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ سیرتِ مقدسہ پر بھی اور اس کی عظمت وسعت کے متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سیرت مقدسہ کے حوالے سے قرآنی دعوت و تبلیغ کے خط و خال اجاگر کیے گئے اور رحمت اللعلمینؐ کی جلوت و خلوت کی تفصیلات ان سے تعلق رکھنے والا ہر واقعہ ہر خبر ہر عمل ان کی عادات و اطوار ان کی عبادات و معاملات ان کی شخصی و اجتماعی خصوصیات اور خارجی و داخلی کیفیات کا تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا گیا۔

Marfat.com

فارسی سیرت نگاروں میں ایک قابلِ قدر اور معتبر نام مولانا عبدالرحمٰن جامی کا ہے جو سلطنتِ ہرات کے علم دوست حکمران ابوالغازی حسین کے دربار سے وابستہ تھے۔ مولانا صرف فارسی کے ایک معروف کہنہ مشق شاعر ہی نہیں تھے بلکہ عربی زبان پر بھی انھیں خاص درک حاصل تھا اور اس زبان میں بھی انھوں نے چند یادگاریں چھوڑی ہیں۔ عربی زبان میں ''شرح جامی'' ان کا ایک لافانی شاہکار ہے۔ جو آج بھی درس نظامی میں ایک قابلِ قدر تصنیف شمار ہوتی ہے۔ ان کا ''خمسہ'' خمسۂ نظام کے جواب میں اپنی جگہ ایک یادگار کارنامہ ہے۔

مولانا جامی کے عربی تخلیقات سے ملتفت ہو کر فارسی زبان ہی میں ان کی ایک شہر آفاق تصنیف جو سیرت نبویؐ پر فارسی زبان میں سیرت نگاری پر ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو ''شواہد النبوت'' کے نام سے مشہور ہے۔ سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کا مولانا نے تفصیل کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ اس کی نثر انتہائی سلیس و آسان زبان میں ہے انداز بیان دلکش اور موثر ہے۔ اس تصنیف کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے شیر حسین ناظم نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور محل پبلکیشن دہلی نے شائع کیا ہے۔

خصائص سیرت نبویؐ پر ایران میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی مشہور کتاب ''معراج النبوت'' ہے جس کے مصنف بھی دربار ہرات کے ایک دوسرے قاضی مولانا معین ہروی ہیں۔ ''معراج النبوت'' ۹ ویں صدی ہجری کی ایک یادگار تصنیف ہے ''شواہد النبوت'' کے برخلاف ''معراج النبوت'' کی نثر انتہائی مقفیٰ و مسجع عبارات سے آراستہ و پیراستہ کی گئی ہے اور انداز بیان بھی بے حد پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے۔ لیکن شواہد النبوت سے ضخامت میں ''معراج النبوت'' زیادہ وقیع اور مہتمم بالشان تصنیف ہے۔

ایران کے برعکس ادھر برصغیر میں کسی ہندوستانی عالم و سیرت نگار نے اب تک سیرتِ رسولؐ پر قلم نہیں اٹھایا تھا۔ ہندوستان میں جس طرح فن حدیث کو روشناس کرانے کا سہرا حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے سر ہے۔ اسی طرح سیرت پاک تحریر کرنے

Marfat.com

والے بھی دورِ مغلیہ کے یہ پہلے مصنف ہیں جہانگیر کے زمانے کی اس مایہ ناز ہستی نے ۱۰ویں صدی ہجری میں "مدارج النبوت" لکھی اور جب انھوں نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی سعی کی تو عربی کی کتب سیر کے علاوہ فارسی "معراج النبوت" ان کے پیش نظر تھی۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں جا بجا اس سے استفادہ کیا ہے جس کا اعتراف انھوں نے مدارج النبوت کے مقدمے میں کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی نے ایک اور کتاب "جذب القلوب فی دیار المحبوب" کے نام سے تحریر کی۔ جس میں مدینہ منورہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے کیوں کہ دیارِ مدینہ آپ کا وطن ثانی ہجرت کے بعد کی ساری زندگی آپ نے یہیں بسر کی اور اسی دیار میں وفات پائی۔ اس ناحیہ سے بھی اس تصنیف کو کتب سیر میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اسی مقصد کے تحت اس کا اجمالی تعارف پیش کر دیا گیا ہے۔

عہدِ مغلیہ میں متعدد موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں لیکن سیرت نبویؐ پر سوائے مدارج النبوت کے اور کوئی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ فارسی میں مذکورالذکر تین تصنیفات کافی اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ موضوعات اور ضخامت کے لحاظ سے ان کا شمار جامع و مکمل سیرت کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ اردو کے بیشتر سیرت نگاروں نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

اس خصوص میں قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) کی فارسی تصنیف "تنبیہ الغفول فی اثبات اسلام آباء الرسولؐ" اور قصیدہ بردہ کی شرح جس کا نام "مراصد ارتصیہ فی شرح الکواکب المضیئہ" ہے قابلِ ذکر ہے۔ سلام اللہ دہلوی (۱۲۲۹ یا ۱۲۳۳ھ) نے بھی فارسی میں ایک شرح لکھی جو شرح شمائل کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی زبان میں سیرت نبویؐ پر ایک اور اہم تصنیف "النبی الامیؐ" کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے مصنف ایران کے ممتاز و جید عالم و فلسفی علامہ آیت اللہ سید مرتضیٰ مظہری ہیں۔ آپؐ کی سیرت مبارکہ پر ان کی یہ مختصر سی تصنیف اپنے دامن میں بے شمار وسعتیں رکھتی ہے

Marfat.com

انھوں نے آپ کی سیرت کے جس خاص پہلو کو اپنا موضوع بنایا ہے وہ آپ کے امی ہونے کا وصف ہے اور یہ ایسا وصف ہے جس کو قرآن کریم نے آپ کی نبوت کی وقیع دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس وصف کا تعلق آپ کی نبوت سے ہے۔ علامہ موصوف نے اس پہلو کو اپنی تصنیف میں اجاگر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ''اُمی'' تھے۔ ان تصنیفات کے علاوہ فارسی زبان میں سیرت کی دو اہم کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ محمد اسحاق کی کتاب ''المغازی'' کا ترجمہ فارسی میں ہوا علامہ شبلی نعمانی اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

''المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانے میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا اس کا قلمی نسخہ الہ آباد میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔'' (۴۵)

سیرت ابن ہشام کا فارسی ترجمہ ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے اتابک سعد بن زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ مترجم کا نام پردے خفا میں ہے اس کے علاوہ بھی عربی سیرت نگاری کے فارسی تراجم ہوئے ہوں گے۔

باب ششم

ہندوستان میں عربی و فارسی سیرت نگاری کا مختصر جائزہ

اولین سیرت نگار : ہندوستان میں عربی سیرت نگاری کے اس مختصر جائزے میں ہندوستانی مسلمانوں کی کاوشوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند اعتراف کرے گا کہ ہمارے علماء نے خاصا وقیع کام کیا ہے۔ ''ابومعشر نجیح بن عبدالرحمن سندھی م ۱۷۰ھ ہمارے موجودہ علم کے مطابق پہلے ہندوستانی تھے جنھوں نے دوسرے اسلامی امصار کے علاوہ شہر مدینہ و بغداد میں بھی درس سیرت دیے اور مغازی نبوی پر ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

ساتویں تا دسویں صدی کے دوران سیرت نگاری : ساتویں صدی ہجری میں جب ہندوستان میں دہلی سلطنت کا قیام عمل میں آیا تو اسلامی تہذیب عربی جامے کے بجائے ایرانی لباس میں جلوہ گر ہوئی۔ پھر مغل سلطنت کے زمانے میں فارسی زبان و تہذیب کو عروج ملا اور عربی ثانوی زبان بن کر رہ گئی۔ آٹھویں صدی ہجری میں سیرت نبوی کا دائرہ محض نعتیہ و مدحیہ قصائد تک محدود ہو گیا۔

رکن الدین کاشانی م ۸ صدی کی ''شمائل الاتقیاء'' کا تیسرا باب نعوت النبیؐ پر

Marfat.com

مشتمل ہے۔ قاضی عبدالمقتدر م ۷۹۱ھ کا ''قصیدہ لامیہ'' نعت رسولؐ پر مشتمل ہے۔ اس طرح نویں صدی میں یہی حالت رہی شیخ احمد بن محمد تھانیسری متوفی ۸۲۰ھ ''قصیدہ دائیہ'' کے ۱۴۱ اشعار سیرت پر مشتمل ہیں۔ قاضی احمد بن عمر دولت آبادی ۸۴۹ھ ''قصیدہ بردہ'' کی عربی شرح اور شیخ محمد بن یوسف دہلوی ۸۳۵ھ کی سیرت نبویؐ پر ایک مختصر رسالہ قابلِ ذکر ہے۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں دہلی سلطنت کا شیرازہ بکھرا تو امراء ملوک کی بن آئی اور انھوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اپنی خودمختار سلطنتیں قائم کرلیں۔ اس سیاسی افراتفری وطوائف الملوکی کے دور میں علماء کو بھی گوشہ نشین ہوکر ایک سوئی کے ساتھ اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل انجام دینے کے لیے کچھ فرصت مل گئی۔ اس دور میں ہم کو سیرت نبوی پر زیادہ وسیع اور گوناگوں کام نظر آتا ہے۔ شیخ زین الدین علی مالاباری ۹۲۸ھ نے قصص الانبیاء پر ایک کتاب تصنیف کی اور سیرت نبوی پر ایک مکمل کتاب لکھی عرب نژاد شیخ محمد بن عمر حضرمی ۹۳۰ھ ''تبصرہ الحضرۃ الشاہیۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحضرۃ النبویہ الاحمدیہ'' گجرات کے سلطان مظفر بن محمود کے لیے لکھی۔ شیخ عبدالوہاب ۹۳۲ھ نے شمائل الترمذی پر ایک رسالہ عربی میں ''قصیدہ مدحیہ'' شیخ عبدالعزیز دہلوی ۹۷۵ھ نے ''الحقیقۃ المجدیہ'' للشیخ وحیدالدین العلوی الگجراتی ۹۹۸ھ کی شرح لکھی تھی۔

سیرت نگاری گیارھویں صدی میں : اس صدی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عہد نبوی پر محیط مختصر و بسیط سیرتیں لکھی گئیں اور محض شرح و حواشی و تراجم و قصائد پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔ شیخ طاہر بن یوسف سندی ۱۰۰۴ھ نے ابن حجر عسقلانی کی ''المواہب اللدنیۃ'' کا ایک عمدہ انتخاب تیار کیا۔ شیخ یعقوب بن حسن کشمیری ۱۰۰۳ھ نے مغازی النبوۃ پر ایک کتاب تیار کی۔ شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری ۱۰۲۹ھ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر پانچ کتابیں لکھیں۔ شیخ عبدالقادر بن شیخ عبداللہ حضرمی گجراتی ۱۰۳۸ھ نے سیرت نبوی کے موضوع پر متعدد طبعزاد تخلیقی و تحقیقی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ انھوں نے

''کتاب الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرۃ'' بیس سال سے کم عمر میں لکھی۔ ''انحاف الحضرۃ العزیزۃ لعیون السیرۃ الوجیزۃ'' ''المنتخب المصطفی فی اخبار مولدا لمصطفی'' ''کتاب المنہاج الی معرفتہ المعراج''، ''الاء نموذج الشریف فی اہل بدرالشریف'' ان کتابوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں تاریخی اور صحیح روایات بیان کی گئی ہیں۔ رطب و یابس کو جمع نہیں کیا گیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ عربی میں ''مطلع الانوار بعینہ فی الحلیتہ الجلیتہ المنبویہ'' لکھی ہیں۔

سیرت نگاری بارھویں صدی میں اس عہد میں : اس عہد میں سیرت نبوی پر تصنیفات میں وسعت پیدا ہوئی لیکن علمی پیش رفت زیادہ نہیں ہوئی۔ مولانا محمد حسین بیجاپوری ۱۱۰۸ھ ''تجیب الطیب وانساء الی سید الاغبیاء'' شیخ احمد بن عبداللہ مدراسی ۱۱۸۹ھ نے ''انباء الاذکیاء بتجیب الطیب وانساء'' مولانا شاکر لکھنوی ۱۱۳۳ھ نے ''قصیدہ بردہ'' کی عربی شرح لکھی۔ شیخ سعداللہ سلونی ۱۱۳۸ھ نے ''تحفتہ الرسول'' کے نام سے سیرت نبوی پر کتاب لکھی۔ مولانا محمد ہاشم ۱۱۷۴ھ نے ''بذل القوۃ فی سنی النبوۃ'' شاہ ولی اللہ الدہلوی ۱۱۷۶ھ نے ''اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم'' کے نام سے قصیدہ لکھا۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ۱۲۰۰ھ نے بھی عربی میں قصیدہ لکھا۔ وہ اپنی عقیدت ومحبت رسول کے عمدہ طبع اظہار کے سبب (حسّان الہند) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تیرھویں صدی ہجری میں ہم کو سیرت نبویؐ کے مختلف گوشوں پر کافی کتابوں اور رسالوں کے نام ملتے ہیں مگر مکمل وباقاعدہ کتابیں عربی میں کم لکھی گئیں (۲۶)۔ اس دور کی اہم کتاب ''مولانا ولی اللہ سورتی ۱۲۰۷ھ کی ''التنبیہات النبویہ فی سلوک الطریقہ المصطفویہ'' ہے جو الشفا قاضی عیاض ومشکوۃ للخطیب اور قسطلانی کی تصانیف کی تلخیص ہے۔ سید مرتضیٰ بن محمد بلگرامی زبیدی صاحب تاج العروس ۱۲۰۵ھ نے ''العقد المنظم فی امہات النبی'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ علاوہ ازیں ''السیرۃ المحمدیہ'' کرامت علی الدہلوی ''رسالہ المعراج'' للشاہ عبدالعزیز بن ولی اللہ ۱۲۳۸ھ ''رسالہ المعراج'' للشیخ ظہور انصاری لکھنؤ وغیرہ تیرھویں صدی کی نمایاں

Marfat.com

کتب سیر ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں سیرت نبویؐ پر وقیع کام ہوا۔ مولانا ابوبکر بن محمد جون پوری ۱۳۵۹ھ کی ''سیرۃ الرسول'' احمد بن صبغت اللہ مدراسی ۱۳۰۷ھ کی ''سیرۃ احمد'' مولانا عبدالرحیم الدھلوی ۱۳۰۵ھ کی ''رحمت الرحیم فی ذکر النبی الکریم'' عربی سیرت کی اہم کتابیں ہیں۔ مولانا حسن شاہ رامپوری ۱۳۲۷ھ نے ''سیرت ابن ہشامؒ کے اشعار کو حروف کے اعتبار سے مرتب کیا اور ناممل کو مکمل کیا۔ احمد بن عبدالقادر کوئی ۱۳۲۰ھ نے شاندار مدحیہ قصیدہ لکھا۔ مولانا محمد طلحہ بن محمد ٹونکی ۱۳۰۹ھ نے عہد نبوی و عہد صحابہ کے تمدن پر ایک کتاب لکھی لیکن چھپ نہیں سکی۔ مولانا شبلی کی ''سیرۃ النبی'' کا عربی ترجمہ محمد اسماعیل مدراسی ندوی نے کیا۔ سید سلیمان ندوی کے عظیم خطباتِ سیرت کا عربی ترجمہ مولانا ناظم ندوی نے ''الرسالتہ المحمدیہ'' کے نام سے کیا۔ ہندوستان میں سیرت طیبہ پر عربی میں لکھی گئی اہم کتابوں میں ''مجموعتہ الوثائق اسیاسیتہ للعہد النبوی و الخلافتہ الراشدہ'' دکتور حمید اللہ حیدرآبادی ''حیاۃ الصحابہ'' ج محمد یوسف کاندھلوی حجتہ الوداع، عمرات النبیؐ، مولانا محمد ذکریا کاندھلوی ''السیرۃ النبویہ'' لابی الحسن علی الندوی ''الرحیق المختوم'' صفی الرحمٰن المبارکپوری (فارسی) (۱) ''سرور المحزون فی سیر النبی المامون'' شاہ ولی اللہ، (۲) ''جلاء العیون فی سرالنبی الامین المامون'' (منظوم) مولانا محمد علی ٹونکی م ۱۲۶۶ھ، (۳) ''تاریخ حبیب اللہ'' مفتی عنایت احمد کاکوروی ۱۲۷۴ھ، (۴) ''نادر المعراج'' مولانا شیخ العالم اکبرآبادی (شاہ جہاں کے زمانے میں تصنیف کی گئی)، (۵) ''کتاب المغازی'' شیخ یعقوب کشمیری بن حسن (منظوم)، (۶) ''روضتہ النبی فی الشمائل'' کی فارسی شرح ''مدینتہ العلم'' حبیب اللہ قنوجی، (۷) مدارج النبوۃ بمراتب الفتوۃ فی سید النبی واخبارہ (۲۷)۔ (دو جلدیں) شیخ عبدالحق محدث الدہلوی قابلِ ذکر ہیں۔ سرِ ورق پہ تحریر ہے: بہ عون صناع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وزمان دریں زماں سعادت نشانی کتاب مستطاب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت اعنی مدارج النبوت تصنیف :

Marfat.com

افضل الفضلاء، اعلم العلماء، مزید العصر شاہ عبدالحق محدث دہلوی در مطبع منشی نولکشور واقع کانپور بہزار وحسن وخوبی طبع شد۔ (۲۸) —

Marfat.com

باب ہفتم

مکمل سیرت نگارانِ رسول

مولانا محمد صبغت اللہ ______ ''فوائد بدریہ''

مولانا محمد صبغت اللہ جو قاضی بدر الدولہ کے نام سے معروف ہیں۔ جنوبی ہند کے مشہور عالم گذرے ہیں ان کا خاندان بھی ان عربی النسل خاندانوں میں سے ایک ہے جنھوں نے براہِ راست عرب سے سواحل ہند میں سکونت اختیار کی اور جنوبی ہندوستان کے معروف شہروں جیسے بیجاپور، بیدر اور مدراس کو اپنا مسکین بنایا۔

ان میں بیشتر قاضی کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے مولانا محمد صبغت اللہ کے والد بزرگ وار مولوی محمد غوث کے دولڑکے تھے بڑے لڑکے مولانا محمد صبغت اللہ جو امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ کے نام سے معنون ہوئے۔

مولانا محمد صبغت اللہ ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور مختلف علماء خصوصیت کے ساتھ مولوی علاؤالدین مرحوم سے کسبِ فیض حاصل کیا۔ دورانِ تعلیم معقولات کی بھی

Marfat.com

تکمیل کی۔ لیکن طبعی رجحان مذہبی علوم سے تھا اور مذہب کے عظیم خدمات ہی کو اپنی زندگی کا محور و مقصد بنایا۔ ۱۲۸۰ھ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ جامع مسجد مدراس میں سپرد لحد کیے گئے۔

مولانا نے عربی فارسی اور اردو میں کثرت کے ساتھ اپنی تصانیف یادگار چھوڑی۔ ان کے عربی تصانیف میں (۱) ہدایت السالک الموطا امام مالک، (۲) رسالہ تعلیم النساء الکتابیہ، (۳) رسالہ فی صداق فاطمہ الزہراء، (۴) رسالہ فی تعین صلاۃ الوسطے ہیں۔

اسی طرح فارسی میں (۱) داستانِ غم، (۲) رسالہ شروط اقتدا، (۳) رسالہ در بحثِ اجتہاد، (۴) رسالہ بحث رویت ہلال اس کے علاوہ انھوں نے حرمین شریفین کا مختصر اور مفید روزنامچہ بھی مرتب کیا ہے۔ ان کی اردو تصانیف میں (۱) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) فوائد بدریہ، (۳) ہشت گلزار، (۴) تفسیر فیض الکریم، (۵) نشر الجواہر، (۶) ریاض النسواں، (۷) خزانۂ معدلت، (۸) توشہ فلاح مناسک، (۹) قوت الارواح، (۱۰) سیف المسلمین، (۱۱) گلزارِ ہدایت قابلِ ذکر ہیں۔

فوائد بدریہ : زیرِ مطالعہ تصنیف سیرت نبیؐ کے موضوع پر جنوبی ہند ہی کی نہیں بلکہ ہندوستان و اردو دنیا کی اولین نثری تصنیف میں شمار کی جاتی ہے۔ قبل ازیں سیرتِ پاک پر آگاہ نے ''ہشت وبہشت'' کے نام سے ۱۱۸۵ھ میں لکھی تھی۔ لیکن یہ منظوم سیرۃ نبویؐ ہے۔ درحقیقت یہ تصنیف فنِ سیرت کا انتہائی حسین مرقع ہے جس میں چار ابواب قائم کیے گئے ہیں ان ابواب کو تیرہ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فصل میں ذیلی عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے۔ اس قسم سے ۳۳۱ ذیلی عنوانات بنائے گئے ہیں آخر میں ''صحت نامہ فوائد بدریہ'' ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ سیرت تیرھویں صدی ہجری کے درمیان میں لکھی گئی ہے قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ سیرت ۱۲۵۰ھ کے آس پاس لکھی۔

''فوائد بدریہ'' سے قبل قاضی بدرالدولہ نے نواب محمد منور خاں اعظم جاہ کے ایماء

Marfat.com

پر ایک مختصر رسالہ سیرۃ نبویؐ پر فارسی زبان میں لکھا تھا ''فوائد بدریہ'' کے لکھنے کا خیال مولانا کو اس وجہ سے بھی پیدا ہوا کہ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ آپؐ کی حیاتِ طیبہ کو اردو میں مرتب کریں چوں کہ اس وقت عربی و فارسی جاننے والوں کا فقدان ہے اس لیے مقامی زبان یعنی ہندوی میں بھی سیرت پر ایک کتاب لکھی جائے نیز نواب اعظم جاہ نے اردو میں سیرت لکھنے کی فرمائش کی تھی مولانا نے اس کتاب کی شروعات کرنے کا خیال ہی کیا تھا کہ نواب اعظم جاہ کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے لکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر یہ خیال اس وقت پیدا ہوا جب نواب اعظم جاہ کے فرزند محمد غوث خاں بہادر مسند نشین ہوئے چنانچہ وہ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''اب کوئی کتاب زبانِ عربی یا فارسی میں تصنیف کیے تو کچھ فائدہ اس پر مرتب نہیں جن کو ان زبانوں کی معرفت حاصل ہے۔ ان کے لیے بہت سے کتب موجود ہیں اور کسی کو خواہش مند بھی نہیں پایا۔ تب زبانِ ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا۔۔۔ اور اس کی تالیف کا سبب حقیقت میں نواب مغفور تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی روح کو بھی اس کا اجر پہنچا دے۔'' (۲۹)

مولانا نے فوائد بدریہ کی ترتیب میں جن کتابوں کو اپنا مآخذ بنایا ان میں ابنِ سید الناس کی ''عیون الاثر'' شیخ ابن القیم کی ''زاد المعاد''، ابنِ حجر عسقلانی کی ''فتح الباری'' شیخ جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبریٰ، شیخ قسطلانی کی مواہب اللدینہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارجِ النبوت قابلِ ذکر ہیں۔ مصنف موصوف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مذکورہ کتب کا خلاصہ ہی فوائد بدریہ کی شکل میں رونما ہوا ہے۔

مولانا نے اس تصنیف کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر وصال تک کے تمام واقعات کو تفصیلی بیان کیا ہے۔ اس باب میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں آپؐ کے ابتدائے خلقت سے ہجرت تک کے تمام واقعات بیان ہوئے ہیں۔ آدم و حوا کی پیدائش، آدم و حوا کا جنت سے نکالے جانا پھر ان

Marfat.com

دونوں کا عرفات کے بیاباں میں ملنا اور زندگی گذارنا وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے۔

اولادِ آدم علیہ السلام کے باب میں صرف حضرت شیثؑ کا نام لیا ہے۔ شاید اس لیے آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیثؑ سے ہوتے ہوئے حضرت آدمؑ تک پہنچتا ہے۔ مولانا نے سیرت کی ابتداء نورِ محمدیؐ سے کر کے آپؐ کی ولادت پر اس کا خاتمہ کیا ہے اور اس کے ساتھ سلسلۂ نسب پیش کیا ہے آپ کے آبا و اجداد کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ سلسلۂ نسب کو آپؐ سے لے کر معد بن عدنان تک لکھ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں تک تو سلسلۂ نسب میں اتفاق پایا جاتا ہے اس کے بعد حضرت اسماعیلؑ تک کے سلسلے میں اختلاف ہے۔

مولانا نے واقعات کو اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ سیرتِ رسولؐ کی حیات کا ایک ایک پہلو آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور واقعات میں تسلسل کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ آپؐ کی پیدائش کا بیان قدرے تفصیل سے ہے ان میں وہی روایات پیش کی گئی ہیں جو قدیم سیرت کی کتابوں میں درج ہیں۔ ولادت کے مفصل بیان کے بعد ہجرت مدینہ تک کے تمام واقعات اختصار سے بیان کر دیے ہیں۔ جس سے حیات مقدسہ پر روشنی پڑتی ہے ہجرت مدینہ تک کے واقعات ذرا تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ ہجرت سے پہلے کی قریش کی سازشوں کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ہجرت کے بیان پر باب اول کی پہلی فصل کا اختتام ہوتا ہے دوسری فصل میں ہجرت سے وصال تک کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اس فصل کی خصوصیت یہ ہے کہ سال ہجری کی ابتداء سے تاریخ وار واقعات کو ترتیب دیا گیا ہے اور ہر سال رونما ہونے والے اہم واقعات پر زور قلم صرف کیا گیا ہے۔

پہلے سال ہجری میں مسجد نبوی کی تعمیر، اذاں کا حکم، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا اور جہاد کا حکم وغیرہ پر مختصراً اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ دوسرے سال کے اہم واقعات میں فاطمہ الزہرہ کا نکاح، کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، رمضان کے روزوں کا فرض ہونا، زکواۃ و فطرہ کا فرض ہونا، عید الفطر کی نماز مقرر

Marfat.com

قینقاع

ہونا علاوہ ازیں غزوات میں غزوۂ بدر، غزوۂ بنی قبقاع اور غزوۂ سویق پر مختصر بحث کی ہے۔
تیسرے اور چوتھے سال ہجری میں رونماہونے والے واقعات میں امِ کلثوم کا نکاح، بی بی حفصہ کا نکاح، امام حسن کی پیدائش، احد کا غزوہ، بنی نضیر کا غزوہ، غزوۂ ذات الرقاع، شراب کا حرام ہونا، حضرت عائشہ کا ہار گم ہونا، تیمم کا حکم، حضرت حسین کی ولادت، بی بی زینب، خزیمہ اور ام سلمہ کا نکاح، فاطمہ بنت اسد اور بی بی زینب کا انتقال وغیرہ۔
پانچویں سال ہجری میں چار غزوات کا ذکر ہے۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ غزوۂ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ چھٹے سال ہجری میں زیادہ تر غزوات کا ذکر ہے جس میں غزوۂ حدیبیہ (صلح حدیبیہ) اور غزوۂ خیبر کو اہمیت دے کر کافی بحث کی گئی ہے۔
علاوہ ازیں حج کا صاحبِ نصاب پر فرض ہونا، سورج گہن، ابوہریرہ کا ایمان لانا، بی بی صفیہ ومیمونہ اور ام حبیبہ کا نکاح اور گدھوں کا کھانا حرام ہونا وغیرہ پر اختصار سے کام لیا ہے
آٹھویں اور نویں سال ہجری کے واقعات میں حضرت خالد بن الولید کا اسلام قبول کرنا، فتح مکہ، غزوۂ حنین وغزوہ طائف قابلِ ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں غزوہ تبوک اور اس زمانے کے وفود کا ذکر کیا گیا ہے دسویں سال ہجری کے واقعات میں وفود کے علاوہ ''حجۃ الوداع'' اور آپؐ کے انتقال پر پہلے باب کا اختتام کیا ہے۔

دوسرا باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک اور سیرت با کمال کے بیان میں ہے۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل میں قدرے تفصیل سے چہرۂ مبارک کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ احاطہ کرتی ہے۔ تیسری فصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غذاؤں کے بیان میں ہے۔ چوتھی آپؐ کے لباس اور پانچویں فصل آپؐ کے سونے کے بیان میں ہے۔

تیسرا باب : اس باب کی پہلی فصل میں آنحضرتؐ کے نبوت کے دلائل اور معجزات کا تذکرہ ہے جہاں مولانا صبغت اللہ نے سابقہ آسمانی کتابوں میں آپؐ کی آمد کے سلسلے میں جو بشارتیں موجود تھیں وہ بیان کی ہیں اور علمائے یہود ونصاریٰ کی پیش گوئیوں

Marfat.com

کا ذکر کیا ہے۔ دوسری فصل کے تحت آپؐ کے معجزات کا بیان ہے۔

چوتھا باب : اس باب میں مولانا نے چار فصلیں قائم کی ہیں، پہلی فصل آپؐ کے آداب واحترام کے بیان میں ہے۔ دوسری فصل میں آپؐ کے حقوق جوامت پر لازم ہیں بیان ہوئے ہیں۔ تیسری فصل آپؐ سے محبت کرنے والوں کے بیان میں ہے۔ چوتھی فصل میں درود کی اہمیت اور اس کے ورد کے فوائد پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد صحت نامہ فوائد بدریہ کے عنوان سے کتاب کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

مجموعی طور پر فوائد بدریہ سیرت نبویؐ پر تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی ایک اہم تصنیف ہے جو قدیم زمانے کے عربی اور فارسی مواد سے اردو میں تیار ہوئی ہے۔ جہاں تک ان میں پیش کردہ روایات ہیں ان سے اختلاف ہوسکتا ہے تاہم پیش ترصحیح روایات پیش کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ قرآنی آیات سے بھی استدلال کیا ہے اور احادیث نبویؐ کے حوالوں سے ہر صفحہ مزین ہے۔

فوائد بدریہ کی زبان بھی کافی سلیس ہے، اگرچہ کہ اس کی تالیف ہوئے ڈھائی سو سال کا عرصہ ہو چکا ہے، آگاہ کی "ہشت بہشت" کی زبان کا مقابلہ فوائد بدریہ سے کیا جائے تو بھی اندازہ ہوتا ہے کہ فوائد بدریہ کی زبان زیادہ فصیح ہے زبان کے حوالے سے اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا صبغت اللہ نے اس بات کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے کہ عربی الفاظ کا اردو ترجمہ نہایت مناسب الفاظ سے کیا جائے دراصل سیرت کا مقصد اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ واقعات کو قاری کی مادری زبان میں پیش کیا جائے۔

فوائد بدریہ کی زبان میں اس دور کی تمام لسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اس زمانے میں تذکیروتانیث اور واحد وجمع بنانے کے جو طریقے رائج تھے۔ انہی طریقوں پر مولانا صبغت اللہ نے عمل کیا ہے اور املا بھی اسی طرح لکھا ہے جیسے اس دور کا رواج تھا۔

بہ حیثیت مجموعی فوائد بدریہ سیرت کے موضوع پر ایک اہم قدیم و نایاب کتاب ہے اور اردو سیرت نگاری میں اس کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ــــــ "مدارج النبوت"

اکبر اعظم کے آخری زمانے میں وہ بزرگ ہستی ظہور میں آئی جس نے عہدِ جہانگیری میں اپنی علمی و دینی کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کے لیے مذہبی وعلوم دین کا دارالسلطنت بنادیا۔ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ فرد ہیں جنھوں نے ہند میں رہ کر حدیث کے خزانوں کو وقف عام کیا اور اپنی ہر دلعزیز محققانہ ومنصفانہ تصانیف کے ذریعے علماء ظاہر دباطن کی محفلوں سے دادِ تحسین وصول کی۔

مولانا کا اسم گرامی محمد عبدالحق بن سیف۔ بن سعد اللہ ترک دہلوی بخاری ہے آپ کے آبا اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جنھوں نے دہلی آکر سکونت اختیار کی یہیں ۹۵۸ھ میں محدث دہلوی پیدا ہوئے۔ ابتداء ًمیں تحصیل علم اپنے والد بزرگوار سے کی پھر مکہ معظمہ جاکر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقۂ درس میں زانوئے ادب تہہ کیا اور ان سے صحاح ستہ کا درس حاصل کیا۔ محدث دہلوی کو اپنے استاد اور پیر سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ ہمیں اخبارالاخیار کے صفحات سے ہوتا ہے۔ مولانا نے ہندوستان آکر دہلی میں مقیم ہوئے اور اپنی تخلیقات عالیہ کے ذریعے حدیث کے فن کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا اور تقریباً سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں یہ کتابیں رسالے طریقہ تصوف،

توحید، تفسیر، شرح حدیث اور شاعری پر مبنی ہیں۔

آپ کی قابلِ ذکر تصانیف میں ''لمعات التنقیح فی شرح مشکواۃ المصابیح (عربی) اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ (فارسی) شرح سفر السعادۃ، اخبار الاخیار، جذب القلوب الٰی دیارِ المحبوب، جامع البرکات، مرج البحرین، زبدہ الاثار، زاد المتقین، فتح المنان فی مناقب النعمان، شرح فتوح الغیب، تکمیل الایمان وتقویت الایقان کا شمار ہوتا ہے۔

حیاتِ مقدسہ پر آپ کی شہرآفاق تصنیف ''مدارج النبوت'' فارسی زبان میں ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا الحاج مفتی معین الدین نعیمی نے کیا ہے۔ جو ۱۹۸۹ء میں دہلی سے شائع ہوئی اس کتاب کا اردو ترجمہ ۳۰ رجون ۱۹۶۷ء میں ہوا تھا۔

''مدارج النبوۃ'' سن ۱۲۶۹ھ میں فخر المطابع دہلی سے پھر ۱۲۷۴ھ ہجری میں مظہر العجائب پریس سے شائع ہوئی تھی۔ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۰ء میں لکھنؤ سے اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس سیرت کے مخطوطے انڈیا آفس (کتاب نمبر ۱۷ ۱۰۹۵ھ کا نسخہ ہے بانکی پور (کتاب نمبر ۴۹ جلد۔ ۶ ۱۱۶۲ھ کا نسخہ ہے) جرمنی کتاب نمبر ۹۰۰ برٹش (کتاب نمبر Rien 863) میوزیم کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

زیرِ مطالعہ کتاب 'مدارج النبوۃ'' دو جلدوں میں ہے یہ سیرت جس عہد میں لکھی گئی یہ وہ عہد تھا جب دنیا پرستی کی لعنت نے عزم وراستی کی روح کو مکدر کر دیا تھا۔ شریعت وسنت سے بے اعتنائی برتی جاتی تھی۔ شیطان کا سیاہ پرچم لہرا رہا تھا اکبری عہد کے ملحدانہ افکار و خیالات کی رو میں جاہ پرست ونفس پرست علماء کے قدم لرزاں تھے۔

ایسے پُرآشوب دور میں مولانا محدث دہلوی نے ایمان کی شمع فروزاں روشن کی۔ آپ نے بردرانِ مسلمانانِ ہند کے بکھیرے ہوئے شیرازے اور خلفشار کو درس حدیث کے ذریعے یکجا کی اور انھیں دینی حمیت کی صلاحیتیں ابھاریں۔ یہی وہ حالات تھے جو ''مدارج النبوۃ'' کی تخلیق کا محرک بنے۔ ایسے پیچیدہ حالات میں اس بات کی اشد ضرورت تھی کے آپ کی حیات طیبہ کو مکمل طور پر پیش فرما کر الحاد وکفر کے طلسم کو توڑا جائے۔

Marfat.com

جلد اول : اس جلد کو عبدالحق محدث دہلوی نے دو شقوں میں تقسیم کیا ہے پہلی مشق میں گیارہ ابواب قائم کیے ہیں اور دوسری شق میں چار ابواب باندھے ہیں۔ کتاب کا آغاز شانِ نبی کی توضیح سے ہوا ہے جس میں آپؐ کی اولیت و آخریت اور شان ظاہر و باطن کو ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کی ابتدا مشق اول کے باب اول سے ہوتی ہے جس میں آپؐ کے فضائل و کمالات کا بیان ہے۔ اس میں مولانا نے انتیس ذیلی عنوانات بنائے ہیں یہ ایسے عنوانات ہیں جن کے ذریعے آپؐ کا سراپا نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے جیسے چہرۂ انور، تبسم آواز مبارک، وغیرہ ہیں۔ دوسرے باب میں اخلاق عالیہ و صفات جلیلہ کا احاطہ کیا ہے نیز قرآن مجید میں مذکورہ صفات و فضائل پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ تیسرے باب میں وہ فضائل و شمائل کا ذکر کیا ہے جن کی تصدیق قرآن مجید و حدیث شریفہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً نور و سراج منیرا کا بیان درود و سلام، تفسیرِ سورۂ فتح، سورۂ کوثر اور سطوت و غلبۂ ربوبیت وغیرہ۔

چوتھا باب آپؐ اور امت محمدی کا وہ ذکر جو گذشتہ آسمانی کتابوں میں مذکور ہے کا احاطہ کیا ہے۔ پانچویں باب میں ان فضائل کا احاطہ کیا ہے جو آپؐ اور دیگر انبیائے کرام نے مشترک ہیں۔ علاوہ ازیں معجزات، خواب میں آپؐ کے دیدار کا مسئلہ، آپؐ کے ناموں پر نام رکھنے کی افضلیت، دربارِ نبوی میں با آواز بلند گفتگو کرنے کی ممانعت امت محمدیہ کے فضائل و خصائص اور معراج پر روشنی ڈالی ہے۔ معراج کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آپؐ جسمانی اور بیداری میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔

چھٹے باب میں صرف ان کمالات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو آپؐ کے ساتھ خاص ہیں اس میں ان معجزات کا مفصل بیان ہے جو صحت نبوت و رسالت پر دال ہیں۔

ساتویں باب میں اسمائے خدا تعالیٰ سے آپؐ کو مشرف کرنے کا بیان ہے۔ یہ باب نہایت مختصر ہے آٹھویں باب میں عالمِ آخرت کے مخصوص کمالات، فضائل و درجات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جس میں حوضِ کوثر پر تقسیم اور آپؐ کی شفاعت پر روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

نویں باب میں ان حقائق کا بیان ہے جس کی رعایت و پاس داری تمام مخلوقات پر واجب ہے دسواں باب آپ کی عبادات وریاضت پر مبنی ہے۔ اس باب میں شیخ عبدالحق نے پہلے عبادت کی تعریف وتوضیح بیان کی ہے پھر دینِ اسلام میں اس کی اہمیت وافادیت کا ذکر کیا ہے۔ پھر آپ کا طریقہ عبادت قبل البعثت کیا تھا اس کی وضاحت کی ہے اور اس ضمن میں مختلف علمائے کرام کا جو اختلاف ہے اس کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اس کے بعد محدث دہلوی نے عبادت کی سات قسمیں بیان فرمائی ہے اور ان پر تفصیل سے اظہارِ خیال کیا ہے۔ اول طہارت پر روشنی ڈالی ہے دوم نماز کا بیان ہے، سوم زکواۃ کا بیان ہے، چہارم روزے کا ذکر کیا ہے پنجم: حج وعمرہ کا بیان ہے ششم: عبادات واذکار دعوت استغفار کے بیان میں ہے اور ہفتم تلاوت کے بیان پر روشنی ڈالی۔ گیارھویں باب میں کھانے پینے کے آداب، نکاح کرنے اور سونے کے آداب بتائے گئے ہیں۔ پھر آپؐ کے لباس، انگشتری، نعلین مبارک اور بستر مبارک کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے نکاح مبارک کا ذکر کیا ہے اور کثرت تزویجِ رسولؐ پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے خواب واستراحت کا جائزہ لیا ہے۔

جلد دوم : اس میں شیخ محدث دہلوی نے چار شقوں میں چار ابواب بنائے ہیں اور سیرت کا اختتام مکمل انداز میں کیا ہے حصہ دوم کی ابتداء باب اول سے ہوتی ہے جس میں آپؐ کے حسب ونسب، ایام حمل، ولادت وایام رضاعت وغیرہ سے بحث کی ہے۔ اس کے بعد آپ کا نسب عدنان تک بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے بعد کے سلسلے میں نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس بات میں جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ آپؐ اولادِ حضرت اسماعیلؑ سے ہیں اور پھر حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ادریسؑ، آپؐ کے اجداد میں سے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کے اجداد حضرت وعبدالمطلب ہاشم، عبدالمناف، قصی، کلاب، مرہ بن کعب، لوی بن غالب، فہر، مدرکہ، الیاس، مضر، نزار، معد بن عدنان کا مختصر ذکر کیا ہے

اسی باب میں واقعۂ فیل چاہِ زم زم کی دوبارہ تلاش، حضرت عبداللہ کا حسن و جمال حضرت آمنہ سے آپ کا نکاح، ایام حمل اور آپ ؐ کی ولادت مبارکہ سے متعلق کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ولادتِ مبارک کے تمام واقعات پر زور قلم صرف کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایام رضاعت پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس میں آپ ؐ کا دائی حلیمہ کے پاس قیام اور شقِ صدر کے واقعات کو تفصیل سے ترتیب دیا ہے۔

باب دوم میں آپ ؐ کی کفالت، عبدالمطلب کے انتقال، ابو طالب کی پرورش اور ان کے ساتھ آپ ؐ کے سفر وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں حضرت آمنہ کی وفات کے بعد حضرت عبدالمطلب کی پرورش اور ان کی آپ ؐ سے محبت و الفت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ابو طالب کے ہمراہ سفر اور اس سفر میں بحیرہ راہب نے آپ ؐ کے متعلق جو پیشن گوئیاں کی تھیں ان پر بھی اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ ؐ کا حضرت خدیجہ کا سامان تجارت لے جانا حضرت خدیجہ کا آپ ؐ کو نکاح کا پیغام بھیجنا اور نکاح کے واقعات وغیرہ بیان کیے ہیں۔ اس کے اسی باب میں کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کے نصب کرنے کا بیان بھی ہوا ہے۔

باب سوم میں وہ تمام واقعات یکجا کیے گئے ہیں جو ابتداء وحی سے لے کر ہجرت تک ظہور میں آئے تھے۔ باب چہارم اس باب میں ہجرت اور اس کے ابتدائی واقعات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں ہجرت کے سفر کی ساری تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔

شق دوم : اس شق میں مدینہ منورہ کو آپ ؐ کی ہجرت اور اس کے متعلق تمام واقعات کو یکجا کیا گیا ہے۔

شق سوم : شق سوم سے مدنی زندگی کے واقعات کا آغاز ہوتا ہے اس شق میں محدث دہلوی نے ہجرت کے بعد کے تمام واقعات کو سن ہجری کی ترتیب سے مزین کیا ہے اس لیے ہر سن کے واقعات کو مستقل ایک ایک باب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی ہجری میں جو واقعات پیش آئے ان میں مسجد قبا کی تعمیر، مسجد نبوی کی تعمیر، اذاں کا حکم، نماز کی تعداد میں اضافہ اور عاشورہ کے روزہ وغیرہ کا ذکر اہمیت کا حامل ہے۔

دوسری ہجری کے واقعات میں تحویل قبلہ حضرت فاطمہ زہرہؓ کا نکاح، زکواۃ، رمضان کے روزے، نمازِ عیدالفطر اور صدقہ فطر کی فرضیت، جہاد و قتال کا حکم، غزوۂ بدر، نماز عیدالضحیٰ و قربانی وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسری ہجری کے واقعات میں غزوہ غطفان، غزوہ احد نیز اس باب میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت، مسلمان خواتین کی خدمت گذاریاں اور آپ کا زخمی ہونا وغیرہ تک کے تمام واقعات بھی آ گئے ہیں۔

چوتھی ہجری کے واقعات میں سریہ، بئر، معونہ، بدر صغریٰ کے علاوہ زانی پر رجم کرنا، چوری پر ہاتھ کاٹ دینا اور شراب کی حرمت جیسے اہم واقعات و احکامات اسی ہجری میں صادر ہوئے۔

پانچویں ہجری کے اہم واقعات میں حضرت عائشہ کے ہار کی گم شدگی، غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ، احکام شرع میں آپ کا اختیار وغیرہ کے واقعات ہیں جس کو مصنف موصوف نے بڑے ہی حسین دلکش پیرائے میں ان تمام واقعات کو ترتیب دیا ہے جو اس سن ہجری میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

چھٹی ہجری میں زیادہ تر واقعات میں غزوات و سرایے شامل ہیں۔ ان میں غزوۂ ذات، الرقاع، سریہ عبداللہ بن رواحہؓ پر محدث دہلوی نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں اس باب میں فرضیت حج، عمرہ، صلح حدیبیہ، امراء کی طرف وفود کا روانہ کرنا، مکتوبِ نبیؐ بنام بخاشی شاہ حبشہ، ہرقل شاہِ روم، قیصر شاہ فارس، حارث بن ابی شمر غسانی، مکتوبِ رسولؐ بہ جانب ملکِ عمان، ملک بحرین اور ام رومانؓ کی وفات کی تفصیلات بھی آئی ہیں یہ باب قدرے تفصیلی ہے۔

ساتویں ہجری کے جن اہم واقعات کا محدث دہلوی نے انتخاب کیا ہے ان میں غزوۂ خیبر، حضرت صفیہؓ اور ام حبیبہؓ کا آپؐ سے نکاح، یہود کا آپ کو زہر دینا، گدھے کا گوشت کا حرام ہونا وغیرہ کی تفصیل ملتی ہے۔

Marfat.com

آٹھویں ہجری کے واقعات میں سریہ غالبؓ، سریہ موتہ، سریہ عمرو بن العاص، فتح مکہ، کعبۃ اللہ سے بتوں کا ہٹانا، مکہ کی فتح کے بعد اقامت کی مدت اور فیصلہ جات مقدمات غزوۂ حنین، فتح قلعہ طائف، حضرت ابراہیم بن محمد کی ولادت، سیدہ زینب بنت رسولؐ کی وفات، منبر کی تعمیر اور وفد عبدالقیس کی آمد وغیرہ پر بحث کی ہے۔ اس باب میں مولانا نے سریہ موتہ، فتح مکہ اور غزوہ حنین پر تفصیل سے کام لیا ہے۔ علاوہ ازیں عنوانات پر قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔

نویں ہجری کے واقعات میں زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عمال کی روانگی اور واقعہ ایلاء پر روشنی ڈالی ہے۔ مصنف نے واقعہ ایلاء پر محققانہ اور مدلل بحث کی ہے۔ یہ بحث انتہائی دلچسپ ہے۔ یہ باب غزوہ تبوک، غزوۂ جیش العسرت، مسجدِ ضرار کے گرانے کا حکم، غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والوں کا ذکر، منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کی موت، شاہِ حبشہ نجاشی کی وفات، حج مبارک درامارت حضرت ابوبکر صدیق اور قضیہ لعان پر مشتمل ہے۔

دسویں صدی ہجری کے جن اہم واقعات کا مصنف نے انتخاب کیا ہے ان میں سریہ حضرت خالد بن ولید، حجۃ الوداع، جیش جریرؓ بن عبداللہ، حضرت ابراہیمؓ بن محمد کی وفات اور انسانی شکل میں حضرت جبرئیل کی آمد پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

شق سوم : کا آخری باب گیارھویں ہجری میں رونما ہونے والے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں محدث دہلوی نے آپؐ کی حیات میں پیش آنے والے دیگر واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ مسلمہ کذاب کے حالات قلم بند کیے ہیں جس نے آپ کی حیات ہی میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ پھر اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد، سجاح بنت الحارث، جو مدعیان نبوت تھے ذکر کیا ہے اس کے بعد سریہ زید بن اسامہ کا تذکرہ پر اس مشق کو ختم کیا ہے۔

شق چہارم : اس میں مولانا نے آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات کا احاطہ کیا ہے جس میں آپؐ کے دنیا سے رخصت ہونے کے سلسلے میں جو واقعات پیش

آ ئے ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

شق پنجم : مدارج النبوۃ جلد دوم کی آخری شق ہے۔ جس میں دس ابواب ترتیب دیے گئے ہیں اور اختصار سے ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب اول میں اولادِ النبیؐ باب دوم میں آپ کے ازواج مطہرات اور باندیوں کا ذکر، باب سوم میں آپ کے چچا پھوپی اور رضاعی بھائیوں کا ذکر باب چہارم میں آپ کے خادمیں اور دربارِ نبوت کے خادماؤں کے حالات باب پنجم میں دوست، مددگار، غلام اور ہمسائیوں کا ذکر ہے باب ششم میں مخالفینِ رسول کا بیان ہے۔ باب ہفتم میں کاتبانِ رسول کا بیان ہے۔ باب ہشتم میں آپؐ کے سفرا اور قاصدوں کا بیان ہے باب نہم میں آپؐ کے اعمال کا ذکر ہے۔ باب دہم میں آپؐ کے موذن، خطیب، شعراء اور حدی خوانوں کا ذکر ہے اور باب یازدہم میں آپ کے اسلحہ و آلاتِ حرب، مویشی گھریلو سامان، انگشتری، موزے اور عمامہ مبارک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مشق پنجم میں محدث دہلوی نے جتنی تحقیقی معلومات فراہم کی ہیں غالباً کسی بھی سیرت نگار نے اتنی معلومات یکجا نہیں کی ہے۔ اس ناحیہ سے مدارج النبوۃ کے آخری ابواب کافی اہمیت کے حامل ہیں۔

جیسا کہ شمش بریلوی رقم طراز ہیں:

"۔۔۔جلد دوم کے آخری ابواب۔۔۔ میں تفحیص اور ان کا استقصاء قابلِ داد ہے، حضرت محدث دہلوی سے پہلے اس مہم کو کوئی دوسرا سیرت نگار سر نہیں کر سکا تھا۔۔۔" (۳۰)

اختتام میں مصنف نے "تکملہ" کے تحت مدارج النبوت کا اختتام کیا ہے۔ یہ تکملہ آپؐ کے ان صفاتِ کاملہ وطیبہ پر مبنی ہے۔ جن کو اہلِ علم و معرفت نے اپنی زبان میں بیان کیا ہے۔

اس کتاب کی چار خصوصیات قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں پہلی خصوصیت یہ ہے اس تصنیف کے موضوعات بڑی تحقیق و جستجو کے بعد ہی قلم بند کیے گئے ہیں۔ اس کا اندازہ

Marfat.com

ہمیں محدث دہلوی کے جابجا حوالوں کی کتابوں سے ہوتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اگر واقعہ کا تاریخ یا مقام پر کئی روایاتیں یا مختلف آراء موجود ہوں تو مصنف موصوف نے بغیر کسی جھجک کے ان مختلف روایتوں کو جوں کا توں پیش کر دیا ہے تیسری خصوصیت یہ ہے کہ محدث دہلوی نے اپنی اس تصنیف میں حیات طیبہ کے ہر پہلو کو پیش کیا ہے اور حیاتِ طیبہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر آپ نے محققانہ روشنی نہ ڈالی ہو چوتھی اور آخری خصوصیت یہ ہے کہ اس سیرت مبارکہ کے ذریعے شیخ محدث دہلوی نے عہد اکبری میں اٹھنے والے فتنوں کا سد باب کیا ہے۔

Marfat.com

سرسید احمد خاں ـــــــ "خطباتِ احمدیہ"

سید احمد خاں بن میر متقی بن ھادی شاہ عالم ۵/ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب چھتیس واسطوں سے حضورِ اکرم تک پہنچتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ان کا نام احمد رکھا تھا اور ان کی بسم اللہ کی تقریب بھی انھیں کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ سرسید کی تعلیم پرانے اسلامی اصولوں پر ہوئی۔ پہلے قرآن مجید پڑھا پھر فارسی، عربی کی درسی کتابیں مختلف اساتذہ فن سے پڑھیں شاہ عبدالعزیز کے جانشین شاہ محمد اسحٰق اور مولانا قاسم نانوتوی کے استاد مولانا مملوک علی نانوتوی سے فیض حاصل کیا۔ ملازمت کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں مقیم رہے۔ سرکاری فرائض کے علاوہ تصنیف تالیف اور ترویج علوم کے لیے بھی وقت نکالا۔ تاریخی اور مذہبی مباحث سے انھیں خاص دلچسپی تھی۔ ان کی اہم تاریخی کتاب "آثار الصنادید" ہے جس میں دہلی و اطرافِ دہلی کی عمارات کی تاریخ بڑی محنت اور عرق ریزی سے لکھی۔ مذہبی تصانیف بھی

Marfat.com

بہت زیادہ ہیں جن سے مولانا حالی کے اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔ ''مذہب ہی کی آغوش میں انھوں نے پرورش پائی تھی اور مذہب کی گود میں ہوش سنبھالا تھا۔ اشاعت تعلیم کے لیے مرادآباد غازی پور اسکول کھولے اور غازی پور میں ایک سائنٹفک سوسائٹی کا افتتاح کیا جس کا مقصد مغربی علوم کو ہندوستان میں رائج کرنا تھا۔ یکم اپریل ۱۸۶۹ء کو ولایت روانہ ہوئے اور اکتوبر ۱۸۷۰ء کو واپس آئے۔ اس دوران ان کا قیام زیادہ تر لندن میں رہا انھوں نے یہ وقت ''خطبات احمدیہ'' کے لیے مواد جمع کرنے میں صرف کیا۔ واپسی کے بعد تہذیب الاخلاق پرچہ نکالا جو کئی مرتبہ بند ہوتا نکلتا رہا اور کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمان قائم کی اور آپ نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک کالج کھولا جائے چنانچہ یم۔ اے۔ او کالج کھولا گیا اور کالج نے روز بروز ترقی شروع کی جو آج کل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور قوم وملت کی خدمت کر رہی ہے آپ کی وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی گڑھ میں ہوئی۔

ان کے بعض عقائد وخیالات سے اختلاف کرنا آسان ہے لیکن مذہب اسلام اور بانی اسلام سے جو محبت تھی اس کا اعتراف نہ کرنا بھی بے انصافی ہے۔ (۳۱)

جلاء القلوب بذکر المحبوب : سیرت نبویؐ پر سرسید احمد خان کا یہ پہلا مختصر رسالہ ہے جو کل باسٹھ صفحات پر مشتمل ہے اب یہ رسالہ ''تصانیف احمدیہ'' مطبوعہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس اور ''مقالات سرسید'' مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی حصہ ہفتم مطبوعہ مجلس ادب لاہور دونوں میں شامل ہے۔

اس رسالے کی تالیف کا سبب یہ تھا مسلمان میلاد نبی کے موقع پر متعدد بدعات و خرافات میں مبتلا تھے اور من گھڑت روایات رسولؐ کے لیے منسوب کیے جاتے تھے یہ چیز سرسید کو ناپسند تھی ان کی اصلاح کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا۔ ڈاکٹر مشتاق احمد لکھتے ہیں:

''اپنے عہد میں محفل میلاد نبی کے لیے یہ ایک اہم اور معتبر رسالہ ثابت ہوا'' (۳۲)

Marfat.com

سرسید نے اس رسالے میں آپ کی پیدائش کی تفصیل کے ساتھ رسولؐ کے مختلف نام شکل وصورت وضع وقطع، عادت واطوار، کردار وسیرت پر اختصار سے روشنی ڈالی ہے علاوہ ازیں آپؐ کے اصحاب کرام کے حالاتِ زندگی کو پیش کیا ہے۔

اس مختصر رسالے کا بیشتر مواد سرسید نے شاہ ولی اللہ کی مشہور تصنیف "سرور المحزون" اور محدث عبدالحق دہلوی کی معرکتہ آلآرا تصنیف "مدارج النبوت" سے اخذ کیا ہے۔ جس کا خود انھوں نے اعتراف بھی کیا ہے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اس کی اشاعت کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولانا محمد نورالحسن نے اس پر نظر ثانی کی تھی۔" (۳۳)

ان کی اصلاح کے بعد سرسید احمد نے یہ کتاب شائع کی۔

خطباتِ احمدیہ : سیرتِ نبویؐ پر سید احمد خاں کی دوسری اور اہم تصنیف "خطباتِ احمدیہ" ہے اس تصنیف نے موجودہ زمانے میں اسلامی فکر کی بقا اور ترویج کی جو خدمت انجام دی ہے شاید اس کا اندازہ ابھی تک لگایا نہیں گیا ہے۔ یہ تصنیف سرسید ہی کی نہیں بلکہ اردو زبان کی مشہور زمانہ اور معرکتہ الآرا تصنیف ہے اور سیرت النبوی کے حوالے سے ہماری زبان میں تنقیدی اور تحقیقی نگارش کی اولین کوشش بھی۔

سیرت ختم الرسل پر بدنہاد اذہان کی طرف سے مختلف اعتراضات ہونے لگے آپ کی حیات مبارک میں بھی اور آپ کے وفات کے بعد بھی۔ سرولیم میور (1819-1905) نے ایک کتاب بہ زبان انگریزی بنام "The life of Mohammed" (1858-1861) میں پہلی بار چار جلدوں میں شائع کیا۔ ولیم میور مشہور انگریزی مستشرق، انگریزی سرکار کا نمائندہ، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں آگرہ میں شعبۂ جاسوسی کا سربراہ عربی کا ماہر اور متعدد کتابوں کا مصنف تھا۔ ولیم میور نے یہ کتاب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو جانے اور مسلمانوں کی خود مختارانہ حکومت اور سیاسی اقتدار کے خاتمہ کے بعد اسلام کے تفوق کو مٹانے کے لیے مسیحی کوششوں کے ضمن میں ایک

Marfat.com

یورپی پادری فنڈر کی فرمائش اور اصرار پر لکھی تھی۔

مولانا حالی نے ''حیاتِ جاوید'' میں اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''۔۔۔ درحقیقت یہ کتاب (لائف آف محمدؐ) صرف عیسائیوں ہی کو اسلام اور بانی اسلام کی طرف سے گمراہ کرنے والی نہ تھی بلکہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کو بھی اسلام کی طرف سے شک میں ڈالنے والی تھی۔'' (۳۴)

سرسید نے خالص علمی طور پر میور کی کتاب پر تنقید و محاکمہ کر کے ایک جوابی کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا جو مناظرانہ رنگ سے پاک تاریخی حقائق و اسناد پر مبنی ہو۔ گویا سرسید نے مستشرقین کے مقابلے میں ایک جوابی علمی تحریک کا آغاز کیا اس طرح انھوں نے اس سنگین فتنہ کو روکنے اور ساری عالمی اور اسلامی برادری کے وقار کو مجروح ہونے سے بچالیا۔

اس سلسلہ میں سرسید نے سب سے پہلے اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کروایا۔ سرسید نے جس قسم کی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تھا اس کے لیے نہ صرف انگریزی اور عربی جاننا ضروری تھا بلکہ یونانی، لاطینی، عبرانی اور شاید جرمنی اور فرانسیسی بھی تاکہ اعتراضات کی تردید کے ساتھ ساتھ عیسائیوں اور یہودیوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جائے اس کے لیے انھوں نے تقابلی مطالعہ کو کافی اہمیت دی۔

ولایت سے واپسی کے بعد سرسید کا سب سے اہم مقصد ایک ایسی کتاب لکھنا اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کروا کر شائع کرنا تھا جس سے اسلام کی اصلیت عیسائی قوموں پر ظاہر ہو اور جو غلطیاں اکثر عیسائی مصنفین خاص کر ''سر ولیم میور'' نے اپنی کتاب ''لائف آف محمدؐ'' میں اسلام کی حقیقت اور بانی اسلام کے کیرکٹر ظاہر کرنے میں کی ہے اس کو رفع کیا جائے۔ اس کے لیے انھوں نے لندن کا سفر کیا اور تقریباً اٹھارہ، انیس مہینے وہیں گزارے اور انڈیا آفس کے کتب خانہ اور برٹش میوزیم کی لائبریری سے بہت سی اطلاعات و کتابیں حاصل کیں۔ عربی کتابیں جو مصر و فرانس و جرمنی میں شائع ہوئی تھیں

منگوائیں اور بہت سی انگریزی کی پرانی کتابیں جو نایاب تھیں بہت گراں قیمت پر خریدیں پھر بارہ خطبے یا مضمون مختلف عنوان سے لکھ کر ایک انگریز سے انگریزی میں ترجمہ کرا کے لندن ہی میں ۱۸۷۰ء میں خطباتِ احمدیہ کے نام سے شائع کر دیا۔

الخطبات الاحمدیہ : یہ کتاب مطبوعہ نول کشور پریس لاہور سے غالباً ۱۸۷۰ء میں شائع ہوا ہے اور سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی نمبر ۳۷ پیش کش ہے۔

سر سید نے پوری کتاب کو ۱۲ خطبات میں تقسیم کیا ہے یہ کتاب اسلام پر اور عربوں کے تمدن پر ان کی تاریخ اور ان کے جغرافیہ پر نہایت عالمانہ دستاویز ہے جس میں سر سید نے قوائے ذہنیہ کا اعلیٰ مظاہرہ کیا ہے۔

پہلا خطبہ : مشرقی مورخین اور سیرت نگاروں کی طرح اس کتاب کی ابتداء قدیم عرب اور اس کے اہم قبائل اور اقوام کے ذکر سے کی ہے۔

دوسرا خطبہ : سر سید نے عرب کے رسومات و عادات اسلام سے قبل بنایا ہے۔

تیسرا خطبہ : اس خطبے میں ۹ ذیلی عنوان ہیں۔ عرب کے مذاہب قبل اسلام، بت پرستی، مذہبی، خدا پرستی، الہامی مذہب، مذہب صابئی، ابراہیم یا دیگر انبیائے عرب کا مذہب یہودی مذہب اور عیسوی مذہب۔ یعنی یہ خطبہ جاہلی عرب کے مختلف مذاہب و ادیان کے لیے وقف ہے۔

چوتھا خطبہ : اسلام انسان کے لیے رحمت ہے اور تمام انبیا کے مذاہب کی پشت و پناہ یہ اس خطبہ کا عنوان ہے۔ یہ خطبہ تیسرے خطبہ ہی کی توسیع ہے۔

پانچواں خطبہ : اس خطبے میں نہایت تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی کتابوں پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور اس میں کتب وحدیث، کتب سیر، کتب تفسیر اور کتب فقہ کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش ہوا ہے۔

چھٹا خطبہ : یہ پانچواں خطبے کی توسیع ہے جو اسلام کی روایات سے بحث کرتا

Marfat.com

ہے۔اس کے علاوہ اس خطبے میں اسلام میں منقول و مروی روایات کی ماہیئت پر اظہار کیا گیا ہے

ساتواں خطبہ : اس خطبے میں نزول قرآن کی اہم بحث پر ہے۔

آٹھواں خطبہ : یہ خطبہ خانۂ کعبہ، حجر اسود، مختلف عہدوں میں خانۂ کعبہ کی تاریخ، غلاف کعبہ اصنام کعبہ، زم زم اور واقعہ اصحابِ فیل، مقام قربانی اور سکونت اسماعیلؑ وغیرہ کے متعلقہ مسائل سے بحث کرتا ہے۔

نواں خطبہ : نویں خطبہ میں رسولؐ کے حسب ونسب سے بحث کی ہے۔یہ بہت ہی مختصر خطبہ ہے۔

دسواں خطبہ: دسویں خطبے میں ان بشارتوں و پیش گوئیوں سے ہے جو حضورؐ کی بعثت سے متعلق آسمانی کتابوں یعنی توریت وانجیل میں پائی جاتی ہیں۔

گیارھواں خطبہ: اس خطبہ میں سرسید نے ''شق صدر کی حقیقت اور معراج کی ماہیئت کے بیان میں'' بنایا ہے۔

بارھواں خطبہ : یہ اس کتاب کا آخری اور بارھواں خطبہ ہے جو رسولؐ کی ولادت باسعادت اور آپؐ کی ابتدائی بارہ سالہ زندگی پر مبنی ہے۔

سرسید نے ان خطبات کا مسودہ تیار کرلیا تو ۱۸۷۰ء میں ان بارہ مقالوں کو مع چارٹ ، نقشوں اور تصاویر بہ زبان انگریزی "Essays on the life of Mohammad" کے نام سے شائع کیا۔اس کتاب کی اشاعت کے بعد سرسید ہندوستان چلے آئے انگریزی کتاب کے شائع ہونے کے ۱۷ سال بعد یعنی ۱۸۸۷ء میں اردو مسودے کو شائع کیا۔لندن میں انھوں نے اس کا نام ''مواعظ احمدیہ'' تجویز کیا تھا،مگر جب کتاب منظرِ عام پر آئی تو یہ ...''الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' سے موسوم تھی۔

اس کتاب میں معروف کتب سیرت سے ہی استفادہ نہ کیا گیا بلکہ قرآن مجید

Marfat.com

احادیث اور کتب علوم اسلامیہ سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ اس میں سرسید نے دوسرے سیرت نگاروں کے مقابلے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ علمی اور تنقیدی سطح پر دوسرے آسمانی کتابوں خاص کر توریت وانجیل کے آیات سے بھی بہت عمدہ کام لیا ہے ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اردو میں معقول اور معتبر سیرت نگاری کی بنیاد ڈالی اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ولیم میور اور اس کے حوالے سے دوسرے مستشرقین اور مخالفین اسلام کے الزامات پر مبنی نگارشات کی قلعی کھول دی اور جس اصول پر ولیم میور نے اپنے تمام اعتراضات کی بنیاد قائم کی ہے خطبات میں اس کی جڑ کاٹ دی گئی۔

بحر کیف سرسید نے خطبات احمدیہ میں جس حکیمانہ انداز سے اسلام کی ترجمانی کی ہے اس کی بناء پر دور جدید میں ان کو علم کلام کا کہنا سزاوار ہے۔

اس کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں:

1. سرسید سے پہلے دنیا کے کسی مسلمان نے یورپ کا سفر محض اس غرض سے نہیں کیا کہ وہاں جا کر اسلام کی حمایت کے لیے وہاں کے بڑے بڑے کتب خانوں سے مواد جمع کر کے اسلام کی تائید اور عیسائیوں کی تردید میں کوئی کتاب لکھے۔
2. مناظرہ کے مخاصمانہ طریقہ کی جگہ ایک ایسا دوستانہ طریقہ اختیار کیا جو کسی کو ناگوار نہیں لگتا۔
3. قدیم وفرسودہ اور بوسیدہ طریقہ جس کے بموجب مشرکین اسلام پر نکتہ چینی کرتے تھے ان تمام مغالطوں کو نہایت معقول و دل نشین دلائل سے رفع کیا ہے۔
4. اس میں الزامی جوابوں سے اعتراض کیا گیا ہے اور ہر ایک اعتراض کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔ (۳۵)

Marfat.com

علامہ محمد شبلی نعمانی ________ ''سیرۃ النبیؐ''

یو پی کے ضلع اعظم گڑھ میں ایک قصبہ ہے بندول جس کو مولانا شبلی کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہاں راجپوتوں کی آبادی تھی جس کے مورث اعلیٰ مسلمان ہوئے تھے۔ مولانا کا خاندانی سلسلہ اسی نومسلم راجپوت سے ہے جو ''راوت'' کہلاتے تھے۔ مولانا کی ولادت ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ مطابق مئی ۱۸۵۷ء میں اسی ہنگامہ خیز زمانے میں ہوئی جو عام طور سے غدر کے نام سے مشہور ہے والدین نے مولانا کا نام ''محمد شبلی'' رکھا۔ ابتدائی تحریروں میں مولانا اپنا نام ''محمد شبلی'' ہی لکھتے تھے۔ بعد میں صرف ''شبلی'' کر دیا اور نام کے ساتھ ''نعمانی'' لکھنے لگے۔ اردو میں اپنا تخلص ''تسنیم'' رکھا تھا۔ فارسی میں ''شبلی'' اور ایک آدھ غزل میں ''نعمانی'' بھی رکھا۔ مولانا کا بچپن بہت ناز ونعم میں گزرا۔ فطرتاً ذہین تھے حافظہ بھی قوی تھا۔ مولانا کے والدین مذہبی تھے اس لیے اپنی اولاد کو خدا کا نام لے کر علم دین کی خدمت کے لیے وقف کیا۔ قرآنِ پاک اور فارسی کی ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں

حاصل کیا۔ پھر اعظم گڑھ کے مدرسۂ عربیہ میں عربی کی کتابیں پڑھیں پھر مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی پھر اس دور کے اساتذہ فن مولانا محمد فاروقی چریا کوٹی، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے فیض حاصل کیا کیا عجیب بات ہے کہ ہندی نژاد راجپوت آگے بڑھ کر اس قابل ہوا کہ رسول مطلبی و ہاشمی کے مدارج و معارف سے دنیا کو آشنا کرے۔ فاروقِ اعظم کی سطوت و عظمت کا دلوں میں سکہ بٹھائے۔ نعمان بن ثابت کے فقہ و قانون کے مصالح و حکم کو نیا جلوہ دے۔ فصحائے عرب و ایران کی نکتہ سنجیوں کی شناسانہ داد دے غزالی و رازی اور مولانا روم کے اسرارِ حقیقت کو برملا فاش کرے۔ مولانا نے مختلف تعلیمی اداروں مدرسہ الاصلاح سرائے میر، ندوۃ العلماء لکھنو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، دارالمصنفین اعظم گڑھ وغیرہ میں تعلیمی و تصنیفی خدمات انجام دیں۔ محمڈن کالج علی گڑھ کے طلبہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ حسن عقیدت اور واقفیت پیدا کرنے کے لیے عربی میں مختصر سا رسالہ لکھا جس کا نام ''بدء الاسلام'' رکھا۔
مولانا ان نادر الوجود اساتذہ میں سے تھے جو نہ صرف کسی مضمون کو پڑھا اور سمجھا دیتے بلکہ اس مضمون کے ساتھ شاگردوں میں حقیقی دلچسپی پیدا کرنے میں ملکہ رکھتے تھے۔ مولانا بڑے مصنف، مترجم، بڑے علم دوست، اشاعتِ علم، بڑے مربی تھے۔ سیرت النبی کے نامکمل ہونے کا ان کو بڑا افسوس تھا چنانچہ وفات سے تین دن پہلے مولانا حمید الدین صاحب کو حیدر آباد، مولانا ابوالکلام آزاد کو کلکتہ اور سید سلیمان کو کلکتہ اور پونہ کے پتہ سے تار دیے۔ مولانا آزاد کو جو تار دیا اس کا مضمون یہ تھا ''اگر آپ اس اثنا میں مل جاتے تو سیرت نبوی ﷺ کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا ورنہ سب کارروائی بیکار ہو جائے گی۔ سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا پلان سمجھا دیتا'' اور جب سید سلیمان ندوی پہنچے تو ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: سیرت میری تمام عمر کی کمائی ہے۔ سب کام چھوڑ کر سیرت تیار کر دو تو انھوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ''ضرور۔۔ضرور'' ۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کی صبح ساڑھے پانچ بجے بروزِ چہار شنبہ اس دارِ فانی سے رخصت

Marfat.com

ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ استغناو بے نیازی، دولت کی بے قدری، راست بازی، نفاست پسندی، خاکساری، اظہار رائے میں بے باکی، رحمدلی، ذکاوت، حسن غیرت دینی پابندی اوقات، کتب بینی وغیرہ آپ کے اخلاق وعادات تھے (۳۶)

سیرت النبی کا سلسلہ سات ضخیم حصوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی دو حصے علامہ شبلی نعمانی کے قلم سے ہیں اور بقیہ حصے سید سلیمان ندوی کے اسلوبِ نگارش کا شاہ کار ہیں جنھوں نے اپنے محبوب استاد کی آخری تصنیف کی ترتیب وتہذیب وتکمیل کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جلد اول : اس میں سیرت کے موضوع پر ایک مقدمہ ہے جس میں سیرت النبیؐ کی اہمیت ضرورت، سیرت نگاری کی مختصر تاریخ ہے اور سیرت کے قدیمی ماخذ کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے اور سیرت نگاری کے متعلق بھی محدثانہ اصول وضوابط کے تحت احادیث ومغازی وسیرت اور تاریخی روایات کے رد وقبول سے بحث کی گئی ہے اور یورپین سیرت نگاروں کی تصانیف پر تبصرہ ہے۔ قدیم عرب کی سیاسی و مذہبی وتاریخی حقیقت کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب (برائے راست سیرت نبویؐ) کا آغاز ہوتا ہے ابتداء میں نبی رحمت کا شجرۂ نسب اور آپؐ کے آبا واجداد کا مختصر احوال ہے۔ اس تفصیل کو مصنف نے ''ظہور قدسی'' کے زیرِ عنوان لکھا ہے۔

''آفتابِ رسالت کا طلوع'' کے عنوان کے تحت نبوت سے قبل کے واقعات ہیں۔ اسی باب میں دعوت اسلام کا آغاز سے لے کر حبش اور نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر کی تقریر اور اس کا اثر اور اہلِ مکہ کی ایذا رسانی کا قدرے تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔ آغاز کے ان واقعات کے بعد مدینہ کی طرف آپؐ کا سفر کرنا اور آپؐ کی مدینہ آمد اور استقبال، قبا میں نزول، قبا میں مسجد کی تعمیر سے لے کر اہلِ صفہ اور مدینہ کے یہودیوں کے معاہدوں تک کی تفصیل ہے۔ بعد ازاں اس سنہ کے متفرق واقعات کا مختصر ذکر ہے۔ ہجرت کے واقعات سے ''سیرت النبیؐ'' کی پہلی جلد میں سنۂ ہجری کے مطابق ترتیب وار واقعات وغزوۃ کا ذکر ہوا ہے۔

Marfat.com

بہر کیف سیرۃ النبی جلداول میں فن سیرت نگاری پر بحث کرتے ہوئے آپ کی ولادت سے لے کر پہلے حج تک اور غزوات وسراپا کے مفصل اور محققانہ حالات پر شبلی نے مدلل بحث کی ہے۔

جلد دوم (حصہ دوم): اس میں نبوت کے پرامن دور کی تفصیلات درج ہیں۔ اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے اثرات، ہجرت مدینہ اور اسلامی حکومت کے سادہ نظام شریعت کی تکمیل، عبادات، معاملات، حجۃ الوداع وخطبۂ الوداع، وفات نبوی، آپ کے اخلاق و عادات، ازواج مطہرات اولاد اور اہلِ بیت کی زندگی کے حالات کو اس طریقے سے پیش کیا گیا ہے کہ حضور کی پیغمبرانہ صداقت اور انسانی عظمت پورے طور پر سامنے آجاتی ہے۔

سیرۃ النبی کی تمام جلدوں میں یہ مختصر جلد ہے اس میں مصنف نے ۱۸ ذیلی باب قائم کیے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

اسلام کی امن کی زندگی (قیامِ امن) اشاعتِ اسلام، مقاماتِ دعوت وفود عرب، تاسیس حکومتِ الٰہی، مذہبی انتظامات، عقائد اور اسلام کی اصول اولین، سالِ آخر حجۃ الوداع اختتام فرض نبوت، وفات، متروکات، شمائل، معمولات مجالس نبوی، خطابت نبوی، عبادات نبوی، اخلاق نبوی، ازواجِ مطہرات، اولاد اور ازواج مطہرات کے ساتھ برتاؤ پہلی جلد نبوت سے قبل کے واقعات ونبوت کے پرآشوب عہد غزوات پر مشتمل تھی اور دوسری جلد کے مندرجہ بالا مشمولات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جلد نبوت کی سہ سالہ پر امن زندگی کی تاریخ ہے پہلی جلد میں نبوت کے ۲۰ سال کے کارناموں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری جلد میں بقیہ آخری تین سال کے واقعات کی تفصیل ہے۔

جلد سوم (تیسرا حصہ): دلائل ومعجزاتِ نبوی پر مشتمل ہے جس میں سید سلیمان ندوی نے قدیم وجدید فلسفہ، علم کلام اور خالص عقلی بنیادوں پر معجزات کی ضرورت حقیقت، اہمیت غرض وغایت کی حقیقت پر اس طرح بحث کی ہے کہ معجزات نبوی پر ہونے والے اعتراضات کی تردید ہوگئی ہے انھوں نے ایسے زبردست دلائل پیش کیے ہیں کہ

معترضین و مستشرقین دیگر یورپین، محققین انگشت، بدنداں رہ گئے (۳۷)۔ شاہ معین الدین ندوی نے اس حصے کے بارے میں لکھا ہے کہ ''سید صاحب نے اس جامعیت اور استقصاء کے ساتھ معجزات پر بحث کی ہے کہ اس کا کوئی گوشہ چھوٹنے نہیں پایا ہے۔'' (۳۸)

جلد چہارم (چوتھا حصہ) : اس میں ان مسائل سے بحث کی گئی ہے جو تعلیماتِ اسلامی کا بنیادی جزاور عقیدہ ایمان کی اساس ہیں عرب کے ریگستان میں حضورؐ کی ذاتِ عالی سے جو عظیم انقلاب آیا ہے اس پر بھی تفصیلی گفتگو کی ہے جس سے شخصیت اول کی عظمت اور فریضۂ ادارئے رسالت کے لیے جدوجہد کا پتہ چلتا ہے۔

جلد پنجم (پانچواں حصہ) : اس میں عبادت کا وسیع مفہوم پیش کیا گیا ہے جس کی رو سے پوری زندگی عبادت بن سکتی ہے۔ اس ضمن میں دیگر مذاہب کی عبادات اور طریقۂ عبادات کا موازنہ کیا گیا ہے اسلامی کتب خانہ میں اسلامی عبادات کے موضوع پر سیرت کا یہ حصہ منفرد ہے۔

جلد ششم (چھٹا حصہ) : اس میں اسلامی اخلاق کا جامع بیان آ گیا ہے اس ضمن میں دنیا کے مختلف مذاہب کے اخلاقی نظاموں اور فلسفۂ اخلاق کا جائزہ لے کر اسلامی اخلاق سے ان کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فلسفۂ اخلاق کی تمام جزئیات سے بحث کی گئی ہے اور دنیا بھر کے معلمین اخلاق کے نظریات و تعلیمات کا جائزہ لینے کے بعد حضور اکرمؐ کو سب سے بڑا اور ممتاز معلم اخلاق ثابت کیا گیا ہے۔ اس حصے کے آخر میں آدابِ معاشرت کے عنوان سے ایک تفصیلی باب ہے۔ یہ حصہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ایک مرقع ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کتنی جامع، کامل، آسان، مفید و دوررس ہیں۔

جلد ہفتم (ساتواں حصہ) : یہ نامکمل ہے۔ سید صاحب نے اس کے لیے نقشہ و حدود متعین کرایا تھا اس حصہ کو معاملات اور اس کی سینکڑوں قسموں، سیاسیات، معاشرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس وقت برصغیر میں سید صاحب

کی اہمیت و مرکزیت و مصروفیات نے یکسوئی و سکون چھین لی تھی ۔ مزید یہ ہوا کہ سید صاحب نے پاکستان ہجرت فرمائی۔ ورنہ ممکن تھا کہ یہ عظیم کارنامہ تکمیل کے مراحل طے کر لیتا مگر پھر بھی اس میں اسلامی قانون و سیاست کے بہت سے بنیادی مباحث آ گئے ہیں۔

امتیازی خصوصیات: (۱) سیرت نگاری میں جذبات کا عنصر اتنا ہی رکھا گیا ہے جتنی اس کی ضرورت تھی۔ دل سے زیادہ دماغ کو پیش کیا گیا ہے۔ (۲) سیرت نگاری کے لیے بڑی دقت نظری اور دور بینی سے کام لے کر ردو قدح کے بہت اہم اور بنیادی اصول مرتب کیے ہیں۔ (۳) روایات حدیث میں محققانہ و ناقدانہ انداز ہر جگہ نمایاں ہے کمزور و موضوع روایات کو ترک کر دیا گیا ہے۔ (۴) مغربی مفکرین و معترضین کی متعصبانہ نکتہ چینیوں کا بھرپور معقول جواب دیا ہے۔ (۵) شخصیت رسول کو ایک مقدس مجموعہ بنا کر نہیں پیش کیا گیا ہے بلکہ آپ کی سیرت کو انسانی زندگی کے مختلف زاویوں سے پرکھا ہے صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے ہوش مند انسانوں کے لیے شخصیتِ رسول کو اسوہ قرار دے کر سبھی کو شخصیت رسول کے سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ (۶) ذاتِ رسول سے ہٹ کر اپنا قلم تعلیماتِ نبوی کی طرف بھی پھیرا ہے کہ سیرتِ رسول کی تکمیل دعوتِ رسول کے بغیر ممکن نہیں۔ (۷) سیرت النبی کا پورا سلسلہ اردو زبان و ادب، اسلوب نگارش و انشاء کا بہترین مرقع ہے۔ اس حیثیت سے اسلامی ادب کا بہترین شاہ کار ہے۔ (۸) سید صاحب کو مصنف کے نظریے سے جہاں اختلاف ہے وہاں حاشیہ بڑھا کر اختلاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ اجمال کی تفصیل دفعِ شبہ کی ضرورت تھی وہاں اس کو پورا کر دیا۔ بعض مسالحات پر تنبیہ ضروری تھی وہ پوری کر دی۔ (۳۹)

براعظم ایشیا میں سیرت پر ہونے والے کام میں اگر سیرت النبی کا حوالہ یا تذکرہ نہ ہو تو وہ ناقص سمجھا جائے گا۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں "مصنف شبلی نعمانیؒ اور جامع سید سلیمان کی سیرت النبیؐ ابھی تک اردو، عربی اور انگریزی میں موجود مواد سیرت کی صفِ اول میں بھی سرِ فہرست ہے۔ اردو اور عربی میں اس سے بہتر سیرت النبوی پر کوئی کتاب

Marfat.com

نہیں لکھی گئی ہے وہ اپنی تحقیق و تدقیق، ترتیب و تبویب، بحث و تمحیص، تنقید و تنقیح، زبان و بیاں، اسلوب ادا، تاریخی معیار کے لحاظ سے بڑھی ہوئی ہے اور جب بھی اضافہ کیا جائے گا اس کی تعمیر و تشکیل میں خونِ شبلی اور جگر سلیمانی کی پختہ بنیاد ضرور ہوگی۔ (۴۰)

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری_ "رحمتہ للعلمین ؐ"

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری بن حاجی مولوی قاضی احمد شاہ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج رہ چکے ہیں۔ ندوۃ العلماء کی مجلس کے رکن تھے موصوف میں روشن خیالی کے ساتھ روشن ضمیری اور دماغی قابلیت کے ساتھ روحانی کیفیت یکجا تھی۔ قاضی صاحب علم وعمل، زہد وکمال اور فضل وورع دونوں کے جامع تھے۔ ان کے جدید وقدیم دونوں خیالات حد اعتدال پر تھے۔ عربی زبان اور علمِ دین کے متبحر عالم تھے۔ توریت وانجیل پر فاضلانہ وناقدانہ نگاہ تھی۔ غیر مسلموں سے مناظرہ کے شائق تھے مگر ان کے مناظرہ کا طرز سنجیدگی، متانت اور عالمانہ وقار کے ساتھ تھا۔ مسلکاً اہلِ حدیث تھے مگر اماموں، مجتہدوں کی دل سے عزت اور ان کی محنتوں کی قدر کرتے تھے صاف ستھرے، تبلیغ کے دلدادہ تھے، صلح پسند اور متواضع تھے۔ علم کی نمائش پسند خاطر نہ تھی ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شیفتگی اور عقیدت تھی۔ دو حج کیے اور دوسرے حج میں دیارِ حبیب میں اپنی جان جانِ

آفریں کے سپرد کردی۔ اس موقع پر سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے "افسوس کہ یہ چشمۂ فیض اب ہمیشہ کے لیے خشک ہوگیا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ جب تک ہندوستان میں اسلام کا دریا لہریں لیتا رہے گا رحمۃ للعلمین کے یہ کاغذی سفینے مسلمانوں کی سلامتی ایمان کے لیے اس میں چلتے پھرتے، تیرتے ابھرتے رہیں گے۔ اگر اس دنیا کی مقبولیت سے اس دنیا کے اجر جزیل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو یہ کہنے میں قلم کو باک نہیں کے اللہ کی بارگاہ میں مرحوم کے جلائلِ اعمال میں اس تصنیف (رحمۃ للعلمین) کا شمار ہوا ہوگا اور غالباً یہی ان کا ایک کام ان کی مغفرت ونجات کے لیے کافی ہوگا" (۴۱)۔ اسلام کے فضائل وتفسیر وتاریخ میں متعدد یادگاریں چھوڑیں۔ مثلاً الجمال والکمال (تفسیر سورہ یوسف)، سفر نامہ حجاز، مگر ان سب میں بہتر اور جامع رحمۃ للعلمین ہے۔

قاضی صاحب کی یہ آرزو تھی کہ سیرت پر تین کتابیں لکھیں مختصر، متوسط، مطلول۔ ۱۸۹۹ء میں مختصر کتاب "مہر نبوت" لکھی جو شائع ہو چکی ہے۔ رحمۃ للعلمین متوسط کتاب کا نام ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ دو جلدیں ان کی حیات میں چھپی ہیں اور تیسری ان کی وفات کے بعد اردو میں سیرتِ رسول پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں رحمۃ للعلمین کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ تاریخ نگاری کا بہترین اصول یہ ہے کہ موضوع کے متعلق جتنی کتابیں جس قدر زبانوں میں مل سکیں سب کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے اور صرف وہی واقعات اخذ کیے جائیں جو تحقیق کے معیار پر پورے اتریں۔ رحمۃ للعلمین میں یہی اصول پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مؤلف کو حضورؐ کے ساتھ انتہائی عقیدت وشیفتگی ہے اسی کے تقاضے کے تحت انھوں نے دورانِ تحریر تحقیق وتوثیق کے آئینہ سے مصدقہ ومستند واقعات کی چہرہ کشائی میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ مؤلف نے بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اسلامی کتابوں کے علاوہ غیر مذاہب کی بہت سی معتبر ومقدس کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے مثلاً توریت، زبور، انجیل نیز ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط دلائل بہم پہنچا کر آنحضرت کی بے مثال فضیلت وعظمت پر مہر تصدیق ثبت کی گئی ہے۔ سیرت کے علاوہ

Marfat.com

دوسرے اہم مذہبی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن کریم کا دوسرے آسمانی صحیفوں سے موازنہ کیا ہے اور غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ کتاب کی افادی حیثیت میں اضافہ کررہے ہیں۔ جگہ جگہ ناقابلِ تردید دلائل و واقعات کی بنا پر ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس تمام انبیاء کرام کے محاسن کی جامع تھی لیکن حضورؐ کے رحمتہ للعلمین ہونے کا وصف وہ وصف ہے جس میں آپؐ کے مقابل میں کوئی نہیں۔ زبان سادہ و فصیح، اندازِ بیاں شستہ و شگفتہ اور طرزِ استدلال عام فہم، دلچسپ اور متین صرف تین جلدوں میں سیرتِ نبوی کے بحرِ بے پایاں کو دریا در کوزہ کا مصداق بنا دیا گیا ہے۔ رحمتہ اللعلمین کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف کے ذوق کے مطابق سوانح و واقعات کے ساتھ غیر مذاہب کے اعتراضات کے جوابات اور دوسرے صحف آسمانی کے ساتھ موازنہ خصوصیت سے یہود و نصاریٰ کے دعاوی کا ابطال ہی اس میں جابجا ہے (۴۲)۔ تیسری جلد کہنے کو تو خصائص محمدی کے بیان میں ہے مگر حقیقت میں اس میں اسلام کے ان امتیازات و خصوصیات کی تفصیل ہے جس کی بنا پر اس کو دینِ کامل کا خطاب ملا ہے۔ اس طرح اس میں آنحضرتؐ کے وہ فضائل و محامد درج ہیں جن کی بنا پر آپ کو خاتم النبین اور مکمل دین کا طرہ امتیاز باری تعالیٰ سے عطا ہوا۔ اسلام و پیغمبرِ اسلام کے وہ تمام امتیازات و محاسن جو اس دور میں کسی حیثیت سے بھی پیش کرنے کے لائق تھے انھوں نے ان کا پورا استقصا کیا ہے اور کسی کارآمد نکتہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ سیرت لکھنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے (۴۳) ''سیرتِ النبی کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا بلکہ جملہ علماء کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایماں، فواد کو ایقان، روح کو راح اور صدر کو انشراح حاصل ہو جائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو حسن و خاشاک علائق سے دب گیا تھا۔ یا سنگلاخ جہل میں رک گیا تھا اس کا فوارہ پھر اسی بلندی تک موجزن ہو جائے جس بلندی سے چلا تھا۔ سیرت کی سب سے زیادہ مقبول کتاب رحمتہ اللعلمین ہے۔ اسلامی مدرسوں اور کالجوں میں

Marfat.com

داخل کورس ہے۔ بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔
رحمتہ للعلمین تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ رحمتہ للعلمین کے مقدمے میں خود قاضی صاحب نے سنہ اشاعت ۱۹۱۲ء بتائی ہے۔

رحمتہ للعلمین جلد اول : آپ کی یہ پہلی جلد ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ پریس دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ زیرِ نظر سیرت اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئیوالان دہلی نے خاص اہتمام کے ساتھ پہلی بار اگست ۱۹۸۰ء میں شائع کی تھی قارئین کی سہولت و آسانی کے لیے ناشر نے تینوں جلدوں کو ایک ہی کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ مولانا نے سیرت کی ابتداء میں ایک مربوط مقدمہ لکھا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ دو ہزار سال قبل کے واقعات قلم بند کیے ہیں۔ سب سے پہلے آپؐ کے اسمِ مبارک کی تفصیل ہے اس کے بعد قرب زمانہ بعثت کے عنوان کے تحت آپؐ کی غارِ حرا میں عبادتوں کا ذکر اشارتاً ہوا ہے اس کے بعد بعثت و نبوت کے زیرِ عنوان قاضی صاحب نے چند اہم موضوعات پر تبصرہ کیا ہے۔ ابتدائی صفحات مکہ کی نبوت سے قبل اور بعد اعلانِ نبوت کے واقعات و حالات کے بیان کرنے میں صرف ہوئے ہیں یہاں سے سلیمان منصور پوری نے سیرت کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب : پہلے باب میں آپؐ کا استحکام امن کے لیے بین الاقوامی معاہدے کرنا وغیرہ مضامین سے لے کر سفر تبوک میں آپؐ کا وعظ جنگ اور اسلام اسیرانِ جنگ اور اسلام کے مضامین پر بحث کے ساتھ باب اول اختتام پذیر ہوتا ہے۔

دوسرا باب : جس میں سلاطین عرب و عجم کو اسلام کی دعوت دینے کی کوشش کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ باب انتہائی مختصر ہے۔

تیسرا باب : اس میں ان وفود کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے جو مکہ و مدینہ کے اطراف واکناف علاقوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔

چوتھا باب : یہ آپؐ کے مدینہ منورہ کے دس سال کے اہم واقعات سے بحث کرتا ہے۔

پانچواں باب : اس میں آپؐ کے خلق مبارک سے متعلق بعض اہم باتیں پیش ہوتی ہیں۔

رحمۃ للعلمین جلد دوم : ترتیب مضامین کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے جلد دوم میں اسے ضروری مضامین کا احاطہ کیا ہے جن کو بعض سیرت نگار آغاز کتاب میں ہی بیان کرتے ہیں مصنف کی مختصر تمہید کے بعد ''النسب'' کے عنوان سے باب اول کا آغاز ہوتا ہے۔ باب دوم ''امہات المومنین'' کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ باب سوم ''غزوات وسرایا'' پر محیط ہے۔ باب چہارم کی ابتداء میں ''اساطیر'' کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ باب پنجم میں آپ کی افضلیت، عظمت ووقار کو بتایا گیا ہے۔ باب ششم میں آپ کے اس وصف پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دوسرے نبیوں کے حصے میں نہیں آیا۔ (رحمۃ للعلمین) باب ہفتم ''حب النبی'' پر ہے۔ باب ہشتم میں سنہ ہجری سے متعلق چند بنیادی اور دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

رحمۃ للعلمین جلد سوم : یہ مصنف کی حیات میں یہ جلد منظرِ عام پر نہ آسکی گرچہ کہ اس کا مسودہ مصنف نے انتقال سے بہت پہلے تیار کر لیا تھا۔ اسی اثناء میں سفر حج اختیار کیا اور وہ مسودہ نظر ثانی کے لیے اپنے ساتھ ہی لے گئے چنانچہ ریل اور جہاز میں یہی کام کرتے رہے اور اس مسودے میں چند نئے ابواب کا بھی اضافہ کر دیا۔ فرائض حج کی ادائیگی کے بعد وطن واپسی پر جہاز ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ زیرِ نظر جلد کا موضوع اسلام اور پیغمبر اسلام کے امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس جلد کا آغاز مولانا سید سلیمان ندوی کے مقدمے سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے مصنف سے اپنے مراسم کا ذکر کر کے رحمۃ للعلمین کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ اصل کتاب کی ابتداء باب اول سے ''خصائص النبی'' کے عنوان سے ہوتی ہے۔ کہنے کو یہ ساری جلد خصائص محمدیؐ کے بیان میں رہے مگر درحقیقت اس میں اسلام کے ان امتیازات اور خصوصیات کا خاکہ پیش ہوا ہے جس کی بناء پر اس کو دین کامل کہا گیا ہے۔

Marfat.com

رحمتہ للعلمین جلد سوم آخری باب یعنی باب سوم ''خصائص الاسلام'' سے بحث کرتا ہے۔اس کی زبان سادہ، فصیح ہے انداز ہ بیان شستہ ،شگفتہ ،طرزِ استدلال عام فہم دلچسپ اور متین ہے۔

سید سلیمان ندوی ــــــ ''خطباتِ مدراس''

سید سلیمان بن سید ابوالحسن پٹنہ (بہار) سے سولہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ''دیسنہ'' میں صفر ۱۳۰۲ھ موافق نومبر ۱۸۸۴ء جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سینتیس واسطوں سے امامِ حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ دستور کے مطابق گاؤں کے ایک مکتب میں تعلیم پائی۔ اپنے بڑے بھائی سید ابو حبیب سے فارسی کی درسیات و عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور وہاں کے اساتذہ خصوصاً مولانا فاروق صاحب چریاکوٹی، مفتی عبداللطیف سے استفادہ کیا پھر علامہ شبلی سے تعلق ہوا۔ ان سے خصوصی استفادہ کیا اور ان کے چہیتے شاگرد بن گئے۔ سید صاحب تاریخِ اسلام کے ممتاز ترین سیرت نگاروں میں شمار کیے جانے لگے۔

سید صاحب کی زندگی کا سب سے نمایاں اور ممتاز پہلو طبقۂ علمائے میں ان کی جامعیت اور ان کے علوم و مضامین کا تنوع ہے ان کی ذات اور علمی زندگی میں قدیم و جدید

کی واقفیت، علمی تبحر، ادبی ذوق، نقاد و مورخ کی حقیقت پسندی اور سنجیدگی اس طرح جمع ہوگئی تھی جو شاذ و نادر ہی یکجا ہوتی ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ سیرت النبیؐ کی تکمیل ہے جو ایک ایسا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی زبان میں ملنی مشکل ہے۔ آپ کی وفات ۲۲ رنومبر ۱۹۵۳ء کراچی میں ہوئی۔ (۴۴)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یہ کتاب ۷ سات جلدوں پر مشتمل ہے جس کی اولین دو جلدیں مولانا شبلی کی ترتیب و تزئین فکر کا نتیجہ ہیں گرچہ کہ یہ دونوں جلدیں شبلی کی حیات میں شائع نہیں ہوئیں لیکن سید سلیمان ندوی نے ان دونوں جلدوں کو مولانا شبلی کے نام سے شائع کیا۔

سیرت النبیؐ جلد سوم : از سید سلیمان ندوی ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء جلد سوم کی تدوین میں مشغول رہے تین سالوں کی فکر و کاوش کے بعد ۱۹۲۴ء میں یہ جلد شائع ہوئی۔ سیرت النبیؐ جلد سوم میں سب سے اہم بحث دلائل و معجزات کی ہے۔ کتاب کا آغاز مولانا سید سلیمان ندوی کے مختصر مقدمہ سے ہوتا ہے پھر اصل کتاب کی ابتداء دلائل و معجزات کے عنوان سے ہوتی ہے۔

جلد چہارم : سیرت کی یہ جلد ۱۹۳۲ء میں مکمل ہوئی اور شائع بھی ہوئی۔ اس جلد کا موضوع ''منصبِ نبوت'' ہے۔ اس کی ابتداء ایک طویل مقدمے سے ہوتی ہے جس میں نبوت کی حقیقت اور اس کے لوازمات و خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے۔ بعد ازاں آپؐ کے تعلیمات و ارشادات کی تفصیل سے اصل کتاب کا آغاز ہوا ہے۔

اس میں خصوصیت سے ان عقائد اسلامی پر بحث کی گئی ہے جن پر ایمان لانے کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے یعنی (۱) اللہ پر ایمان لانا، (۲) فرشتوں پر ایمان لانا، (۳) رسولوں پر ایمان لانا، (۴) آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، (۵) آخری دن اور قضا و قدر پر ایمان لانا، (۶) جزا اور سزا وغیرہ۔

جلد پنجم : جلد چہارم کے شائع ہونے کے تین سال بعد یعنی ۱۳۵۴ھ مطابق

Marfat.com

۱۹۳۵ء میں سید سلیمان ندوی نے سیرت کی پانچویں جلد شائع کی ۔ اس کا موضوع "عبادات" ہے جو اسلام کی اصل روح ہے ۔ اس جلد کا آغاز حسبِ معمول مولانا سید سلیمان ندوی کے دیباچے سے ہوا ہے جس میں اس موضوع کی اہمیت وضرورت کا اظہار کیا گیا ہے ۔ اصل موضوع کی ابتداء "عملِ صالح" کے عنوان سے ہوتی ہے ۔

عباداتِ قلبیہ کے تحت تقویٰ ، اخلاص ، توکل ، صبر وشکر وغیرہ کی تفصیل بیان کی ہے اور ان کی باطنی کیفیات کے حصول کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں سید سلیمان ندوی نے بڑی تفصیلی روشنی ڈالی ہے ۔

جلد ششم : سیرت النبیؐ کی چھٹی جلد ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی ۔ اس جلد میں اسلامی فلسفۂ اخلاق کی توضیح وتشریح کی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے یہ سیرت النبیؐ کی سلسلے کی اہم جلد ہے اس جلد کی ترتیب یہ رکھی کہ پہلے ایک مقدمہ ہے جس میں اخلاق کی مذہبی اہمیت ظاہر کی گئی ہے بعد ازاں "تعلیم اخلاق کے طریقے اور اسلوب" کے عنوان کے تحت اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی تفصیل دی گئی ہے الغرض جلد ششم میں ان اخلاقی تعلیمات کی تفصیل اور تشریح ہے جو آپؐ کے ذریعے سے مسلمانوں کو بتائی اور سکھائی گئیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ملت کی تعمیر کا اہم جز اخلاق کی صحیح تربیت ہے ۔

جلد ہفتم : مولانا سید سلیمان ندوی کی آخری یادگار سیرت النبیؐ کی یہ ساتویں اور آخری جلد ہے ۔ اس جلد کا موضوع "معاملات" ہے ۔ معاملات سے مقصود اسلام کے وہ مسائل ہیں جن کی حیثیت قانون کی ہے ۔

اس مختصر کتاب کی ابتداء مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیش لفظ سے ہوتی ہے ۔ جس میں انھوں نے اس کتاب کے موضوع سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ پھر مولانا سید سلیمان ندوی کے مقدمے سے اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے ۔ مقدمے میں موضوع کی وضاحت پورے تحقیقی انداز میں کی گئی ہے ۔

خطباتِ مدراس : مولانا سلیمان ندوی کے آٹھ خطبات کا مجموعہ ہے جو

Marfat.com

انھوں نے رسول اللہؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مدراس میں دیے تھے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے عالمگیر اور دائمی نمونہ صرف محمد رسول اللہؐ کی سیرت ہے کسی کی زندگی کا نمونہ کامل ہوتا اور ہر نقص سے بری ہونا اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زندگی کے تمام اجزاء سامنے نہ ہوں۔ پیغمبرِ اسلام کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے وفات تک آپؐ کے زمانے کے لوگوں کے سامنے رہا۔ آپؐ کی زندگی کامل کہی جا سکتی ہے اس لیے کہ اس میں تمام انبیاء کی خصوصیات جمع کر دی گئی تھیں۔ اس کتاب کی تیاری میں انہی ماخذوں سے استفادہ کیا گیا ہے جس سے سیرت النبی لکھی جا رہی تھی۔ اس کی اصل خوبی اس کا انشاء پردازانہ اندازِ بیاں ہے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کو یہ کہنے میں تامل نہ ہوگا ع

شاہد مضمون تصدیق ہے ترے انداز پر

دنیا کے ادب و انشاء کے شاہ کار کی کوئی فہرست تیار ہوگئی تو اس میں یہ کتاب ضرور شامل ہوگی۔ (۴۵)

علی میاں ایک جگہ رقم طراز ہیں: میرے محدود علم میں کسی اسلامی زبان میں سیرت پر طاقتور، دل آویز، دل پذیر، ایماں آفریں کتاب دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں اور سلیم الطبع وجویائے حق غیر مسلموں کو دینے کے لیے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں۔

سید سلیمان ندوی نے مسلم ایجوکیشنل اسوسی ایشن آف سدرن انڈیا کی دعوت وفرمائش پر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو شہر مدراس میں سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر چند خطبات پیش کیے تھے جنھیں ۱۹۴۶ء میں کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ یہ کتاب کل ۸ خطبات پر مشتمل ہے۔ یہ سیرت کے موضوع پر ایک انوکھی کتاب ہے اس میں سیرت النبویؐ پر جس ڈھنگ سے گفتگو کی گئی ہے سید سلیمان ندوی سے قبل اور مابعد کی تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

پہلا خطبہ : "انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے"

کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

دوسرا خطبہ : عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمدؐ کی سیرت ہے۔

تیسرا خطبہ : اس خطبے کا عنوان ''سیرتِ محمدؐ کا تاریخی پہلو ہے''

چوتھا خطبہ : چوتھا اور پانچویں خطبوں کا تعلق ایک ہی چیز سے ہے۔ یعنی کاملیت اور جامعیت یہ دونوں چیزیں درحقیقت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ تاہم انھوں نے دو الگ الگ خطبوں میں اسے بانٹ دیا ہے اس خطبے میں کاملیت سے یہ مراد ہے کہ آپؐ کی ابتداء زندگی سے وصال تک کے ہر واقعہ کو محفوظ کرلیا گیا ہے۔

پانچواں خطبہ : یہ خطبہ سیرت کی جامعیت پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ مختلف انسانی طبقات اور ان کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر انسانی ضرورت کے متعلق آپؐ کی زندگی میں اسوۂ عمل موجود ہے۔

چھٹا خطبہ : یہ خطبہ پانچویں خطبے کی تشریح ہے اس خطبے میں ''محمد رسولؐ کی پیروی کس چیز میں اور کیوں کر کرنی چاہیے۔

ساتواں خطبہ : اس خطبے کا عنوان سید سلیمان ندوی نے ''پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کا پیغام'' بنایا ہے۔

اس خطبے میں مصنف نے دوسرے مذاہب کے مقابل میں پیغامِ محمدیؐ کی جامعیت و عالمگیریت اور اسی کی پیدا کردہ اصلاحات اور دوسری انقلاب انگیز خصوصیات پر بحث کی ہے۔

آٹھواں خطبہ : یہ خطبہ اسلام کے تصور توحید کا احاطہ کرتا ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ یہ آٹھواں خطبات سید سلیمان ندوی نے مدراس میں ایک مہینے کے قیام کے دوران دیے یہ خطبات اپنے موضوع و مباحث، ادب و انشاء اور زورِ خطابت کے لحاظ سے اردو لٹریچر کے شاہکار سمجھے جاتے ہیں۔

بہر کیف یہ خطبات مدراس کے مباحث کا اجمالی خلاصہ ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

رحمتِ عالم : سیرت النبیؐ اور خطبات مدراس بڑوں کے لیے لکھی گئی تھیں۔ بچوں کے لیے بھی سید صاحب نے رحمتِ عالمؐ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں عبارت کی سادگی طرزِ ادا کی سہولت اور واقعات کے سلجھاؤ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب ''رحمت للعالمین'' کی ایک نعت سے ابتدا کی گئی ہے اس کتاب کا ہندی، گجراتی اور بنگالی میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔(۴۶)

مولانا ابوالکلام آزاد ـــــ ''رسولِ رحمتؐ''

آزاد کا اصل نام احمد اور تاریخی نام فیروز بخت ہے۔ ابوالکلام اور محی الدین لقب ہے۔ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ اگست یا ستمبر ۱۸۸۸ء میں بمقام مکہ مکرمہ پیدا ہوئے۔ مولانا کے والد صوفی، بزرگ مولوی خیرالدین تھے۔ مولانا کی ننھیال مدینہ منورہ تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ عربی آپ کی مادری زبان تھی۔ اردو والد سے وراثت میں ملی۔ دونوں زبانوں پر قابلیت کے بعد فارسی میں قابلیت پیدا کرنا مشکل کام نہ تھا۔ مولانا کی شخصیت گوناگوں خصوصیات کی حامل تھی۔ ان میں علم وعمل کی متعدد نادرہ روزگار صفات غیر معمولی طور پر جمع ہوگئی تھیں۔ وہ بیک وقت عالمِ دین، مفسر، محدث، مورخ، مفکر، مصنف، صحافی، سیاسی، دینی منتظم غرض بہت کچھ تھے۔ مولانا کا دامنِ حیات، علم وعمل دونوں کے رنگا رنگ جواہر پاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی ایک زندگی میں کئی زندگیوں کی گرم جوشیوں اور ہنگامہ آفرینیوں کی بجلیاں کارفرما تھیں۔ پندرہ برس کی عمر میں ''لسان الصدق'' کے نام سے ایک

رسالہ جاری کیا۔ جس کے بھی مداح تھے، ان کا ہفتہ وار ''الہلال'' ابرِ بہار کی طرح فضاء کلکتہ پر نمودار ہوا۔ پھر اس کے بند ہونے کے بعد ''البلاغ'' نے اس کی جگہ لے لی۔ انھوں نے حقائقِ کتاب وسنت جس دل پذیر انداز میں پیش کیے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔علم وفضل کے ہر شعبے میں انھیں یگانہ حیثیت حاصل تھی۔ ان کی تصانیف میں ''ترجمان القرآن''، ''غبار خاطر'' اور ''تذکرہ'' رہتی دنیا تک ان کے ہم وطنوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی۔ (۴۷)

رسولِ رحمت : رحمت للعلمین کی سیرت طیبہؐ پر ایک جامع کتاب ہے جو مولانا آزاد کے مقالات وتحریرات کی بنا پر مولانا غلام رسول مہر نے مرتب کی ہے جہاں جہاں خلامحسوس ہوا وہاں اسے مرتب کتاب نے اپنی نگارشات سے پُر کیا۔ ہر باب میں اس کا خاص لحاظ رکھا کہ تمام معلومات مستند ہوں۔ کوئی ایسا جز نظر انداز نہ ہونے پائے جس سے حضور اکرمؐ کی شانِ رحمت پر روشنی پڑتی ہو اور عالمِ انسانیت کے لیے اس روشنی سے فائدہ اٹھانا ضروری ہو۔ بیشتر معلومات حسنِ ترتیب سے جمع کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ جغرافیائی تشریحات کا اہتمام کیا گیا ہے اور کتاب میں ضروری نقشے بھی دیے گئے ہیں۔ ''رسولِ رحمتؐ'' اس اعتبار سے بھی ایک منفرد کتاب ہے جس کا بیشتر حصہ قرآن حکیم ہی کی روشنی میں مرتب ہوا ہے۔

مولانا آزاد نے خود لکھا ہے ''حیات وسیرت کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہے جس کے لیے قرآن پاک میں ایک سے زیادہ آیات نہ ہوں۔ صرف قرآن ہی بس کرتا ہے کہ دنیا کو بتلا دے اس کا لانے والا کون تھا؟ کیسے زمانے میں آیا؟ کس ملک میں پیدا ہوا ہو؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی؟ گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس نے دن کیسے کاٹے؟ راتیں کیوں بسر کیں؟

یہ کتاب قرآن مجید سے سیرت طیبہؐ کے استنباط کا سلیقہ بتاتی ہے بلکہ مقصد نبوت و تعلیمات ونظریات اسلام کے اصل اصول کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔

''رسولِ رحمت'' ۲۱ عنوانات کے تحت ۱۰۵ ابواب قائم کیے گئے ہیں صرف آغاز کے عنوان سے کتاب کی ابتداء ہوئی ہے جس میں مولف نے ترتیب کتاب کی سرگزشت بیان کی ہے اس کے فوراً بعد مقدمہ سے اصل سیرت کے مقدمے میں ۵ ابواب آئے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

باب اول : ''سیرتِ نبوی کا مقام''، باب دوم : ''سیرتِ نبویؐ کا مقام''، باب سوم : ''قرآن اور سیرتِ نبویؐ''، باب چہارم : ''اشاعت سیرتِ طیبہ''، باب پنجم : ''رسولؐ کا احترام اور اس کا مقام''

''رسولِ رحمت'' مولانا ابوالکلام آزاد کے مختلف اوقات میں مختلف عنوانات کے تحت لکھے گئے مقالات کا مجموعہ جو انھوں نے الہلال اور البلاغ عید میلاد النبی کے موقع پر لکھے تھے۔ الہلال والبلاغ میں بکھیرے ہوئے مقالات کو یکجا کرنے کی مولانا آزاد کو فرصت نہیں ملی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا رسول مہؔر کو خیال پیدا ہوا کہ ان کی دینی افادات کو جن کا تعلق قرآن وصاحب قرآن سے ہے یکجا کر کے اس کو کتابی شکل میں نئی نسل کے سامنے پیش کیا جائے۔ زیرِ نظر کتاب رسولِ رحمت کو مولانا غلام رسول مہؔر نے مرتب کر کے شائع کیا نیز جہاں انھوں نے ضرورت محسوس کی وہاں اضافے بھی کر دیے۔ یہ اضافے صفات کی صورت میں نہیں بلکہ ابواب کی شکل میں ہے۔

مقدمے میں مولانا ابوالکلام آزاد نے سیرتِ نبوی کے مقام پر بحث کی ہے۔ قرآن وسیرت نبویہ کے باب میں ابوالکلام آزاد نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ترتیب سیرتِ نبویؐ میں صرف قرآن کریم سے رجوع کر کے بھی آپؐ کی سیرت وحیات پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے'' قرآن وسیرتِ محمدیہؐ'' میں صرف آیاتِ قرآنیہ کو بہ ربط وترتیب جمع کر کے دکھلائے کہ خود قرآن سے کہاں تک آپ کی شخصیت اور آپ کے وقائع وایام معلوم ہوسکے ہیں۔'' (۴۸)

''اشاعتِ سیرت طیبہ'' کے باب میں مولانا آزاد نے سیرتِ نبویؐ کی اشاعت

Marfat.com

کے لیے ایک ادارے کے قیام پر زور دیا ہے۔ مقدمے کے آخری باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم کرنے تقریروں اور تحریروں میں احترام کو ملحوظ رکھنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

''رسولِ رحمت'' سیرت پر ایک ضخیم کتاب ہے جو متعدد مقالات پر مشتمل ہے اور مصنف نے ۸۰۰ صفحات میں آپ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ اس سے مولانا ابوالکلام آزاد کے حسنِ انتخاب کا پتہ چلتا ہے نیز مرتب غلام رسول مہر کی ترتیب و تزئین کی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ مرتب نے ان مقالوں پر ضروری حواشی بھی لکھے ہیں اور تمہیدی عبارتیں بھی تحریر کی ہیں۔

''رسولِ رحمت'' آنحضرتؐ کی حیاتِ جمیل پر ہر پہلو سے ایک جامع کتاب ہے۔ جو مولانا آزاد کے مقالات و تحریرات کی بناء پر مرتب ہوئی ہے۔

Marfat.com

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ______ "نبی رحمتؐ"

آپ کا تعلق مشہور صاحبِ عزیمت وصاحب تاثیر داعی ومجاہد سید احمد الشہید کے خانوادے سے ہے۔ عالمِ اسلام کی مشہور شخصیت ہیں بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ مسلم پرسنل لا کے صدر، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے روح رواں ہیں۔ فیصل ایوارڈ بھی موصوف کو مل چکا ہے۔(۴۹)

آپ کی ولادت ۶ محرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء بمقام دائرۃ شاہِ علم تکیہ کلاں، رائے بریلی میں ہوئی۔ ۱۹۲۷ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے فاضل ادب کی سند حاصل کی۔ ۱۹۲۹ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء میں محدث حیدر حسن خان کے درس حدیث میں شریک

Marfat.com

ہوئے اور مکمل دو سال تک ان کی صحبت میں رہ کر فن حدیث سے خصوصی استفادہ کیا۔ جولائی ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس تقرر ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں ندوۃ العلماء کی مجلسِ انتظامی کے رکن منتخب کیے گئے اور ۱۹۵۱ء میں سید سلیمان ندوی کی تجویز پر نائب معتمد تعلیم کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۵۴ء میں سید سلیمان ندوی کی وفات کے بعد بالاتفاق معتمد قرار پائے۔ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر عبدالعلی حسنی صاحب کی وفات کے بعد ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے۔ مولانا نے ۱۹۵۹ء میں مجلسِ تحقیقات ونشریات قائم کیا۔ ۱۹۶۰ء میں دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش ۱۹۶۴ء میں مسلم مجلس مشاورت اور ۱۹۷۲ء میں مسلم پرسنل لابورڈ کے قیام میں شریک رہے۔

سیرت النبیؐ کے حوالے سے ان کی چار کتابیں مقبول عام وخاص ہوئیں ان میں سب سے پہلی کتاب ''نبی رحمتؐ'' ہے۔ زیرِ نظر تصنیف مولانا کی مایہ ناز تصنیف ''السیرۃ النبویہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔ دراصل مولانا موصوف نے یہ کتاب عربی میں لکھی تھی جو ۱۹۷۵ء میں مکمل ہوئی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی اس عربی کتاب کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن قاہرہ اور قطر سے شائع ہوا۔ اس کے بعد سے اب تک دارالشرق، جدہ سے کتاب کے دس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

''نبی رحمتؐ'' : کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جسے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے ۱۹۹۷ء میں لکھنو سے شائع کیا۔ اس کے علاوہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوا ہے اور اب تک اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں وہ اضافے شامل ہیں جو مصنف نے عربی ایڈیشن میں کیے تھے۔ اس کتاب کا آغاز مصنف نے ''عہد جاہلیت'' سے کیا ہے۔ اس سے پہلے مصنف کا پیش لفظ دو دیباچے اور ناشر کا ایک دیباچہ اس کتاب میں شامل ہے۔ نبی رحمتؐ میں بعثت سے پہلے دنیا کا حال جتنا مفصل لکھا ہے سیرت کی کتابوں میں کم نظر آتا ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے واقعات کو ذہن نشین کرانے کے

لیے (خاص کر غزوات کے باب میں) نقشوں کا سہارا لیا ہے۔ مصنف نے صرف واقعات و معلومات کی بے جان وخشک فہرست مرتب کر کے اکتفا نہیں کیا بلکہ ان واقعات سے ان دور رس اور حکیمانہ نتائج اور ان بلیغ و عمیق کی طرف بھی متوجہ کیا ہے جو آپ کی سیرت و دعوت کے مطالعہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ سید محمد الحسنی نے کیا ہے ترجمہ کے مطالعہ سے کہیں بھی ایسا نہیں لگتا یہ عربی کا ترجمہ ہے۔

منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین : یہ کتاب دراصل ان خطبات کا مجموعہ ہے جن کو سید ابوالحسن ندوی نے مدینہ یونیورسٹی کے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی خصوصی دعوت پر مارچ ۱۹۲۳ء میں عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے طلبہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ موصوف نے ان خطبات کا موضوع ''النبوۃ الانبیاء فی ضوء القرآن'' منتخب کیا۔ ان خطبات کی تحریر و ترتیب میں قرآن مجید کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ خطبات عربی زبان میں دیے گئے تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ ان خطبات کا آزاد اردو ترجمہ مولوی نور عظیم صاحب ندوی اور مولوی شمس تبریز خان رفیق ندوی نے اس انداز میں کیا ہے کہ اس ترجمے نے ایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کرلی ہے۔ زیر نظر کتاب میں کل ۸ خطبات ہیں ہر خطبہ میں مصنف نے ذیلی سرخیاں بھی قائم کی ہیں کتاب کا آغاز خود مصنف کے مقدمے سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے ان خطبات کے لکھے جانے کے اسباب و محرکات پر روشنی ڈالی ہے۔

☆ پہلا خطبہ : ''نبوت انسانیت کو اس کی ضرورت اور تمدن پر اس کا احسان'' کے عنوان ہے۔ اس میں مصنف نے ۲۱ سرخیاں قائم کی ہیں۔

☆ دوسرا خطبہ : اس خطبے کا عنوان ''انبیاء کرام کی امتیازی خصوصیات، مزاج و منہاج'' قائم کیا گیا ہے جس میں ۱۸ سرخیوں کے تحت نبوت کے خصوصی مزاج اور اس کے حاملین کے بنیادی امتیازات کو موثر اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ تیسرا خطبہ : اس کا عنوان ہے "ہدایت کے امام اور انسانیت کے قائد" اس خطبہ میں سترہ سرخیاں قائم کی گئی ہیں۔

☆ چوتھا خطبہ : "ارادۂ الٰہی اور اسباب مادی" اس کا عنوان ہے۔

☆ پانچواں خطبہ: "رسالتِ محمدیؐ کی عظمت" اس کا عنوان ہے اس میں ۱۳ سرخیاں ہیں

☆ چھٹا خطبہ : "نبوتِ محمدیؐ کا کارنامہ" ہے۔

☆ ساتواں خطبہ اور آٹھواں خطبہ : "ختمِ نبوت" کے عنوان سے تحریر کیے ہیں۔

سیرتِ رسول اکرمؐ : سیرت النبیؐ پر لکھی گئی ابوالحسن ندوی کی آخری تصنیف ہے مولانا نے ۲۷ سال قبل زیرِ نظر کتاب کے مضامین تبلیغی مراکز کے ہفتہ واری اجتماع میں پڑھنے کے لیے لکھے تھے ۱۹۹۸ء میں سید بلال عبدالحئی حسنی ندوی نے اس مسودے کو مولانا کی اجازت سے کتابی شکل میں شائع کیا جس میں ۱۱۱ عنوانات میں تقسیم ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء میں سید احمد شہید اکیڈیمی دارِ عرفات رائے بریلوی سے شائع ہوئی۔ اکثر واقعات کا انتخاب علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف سیرۃ النبیؐ اور مولانا قاضی سلیمان منصور پوری کی تصنیف رحمت للعلمین کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ تاکہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لیے یہ رہنما ہو۔

کاروانِ مدینہ : علی میاں ندوی کی مختلف تقریروں اور مضامین کا مجموعہ ہے جن کا تعلق ذاتِ نبویؐ اور آپ کی سیرتِ طیبہ، تعلیمات، احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج واثرات سے ہے۔ کتاب کے اخیر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ ہے۔ جس میں فارسی و اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہِ نبویؐ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ کتاب عربی و انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے اس طرح "النبی الخاتم" کے نام سے بھی شائع ہوئی ہے اور محسنِ عالم مولانا کی وہ تقریر ہے جو ۱۹۷۵ء کو اسلامک اسٹڈی سرکل کے زیر اہتمام گنگا پرشاد میموریل

Marfat.com

ہال لکھنؤ میں کی گئی جس میں تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحیح معنی میں رحمت عالم و محسنِ انسانیت ہیں اور آپ کا احسان نسلِ انسانی اور تمدن و تہذیب پر ناقابلِ فراموش ہے۔

Marfat.com

مولانا مودودی ـــــــ "سیرتِ سرورِ عالمؐ"

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بن سید احمد حسن ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر مدرسۂ اورنگ آباد میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد مختلف اساتذہ فن سے استفادہ کیا۔ جمیعۃ العلماء ہند کے اخبار "مسلم" کے ایڈیٹر رہے۔

۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی تاسیس عمل میں آئی تو مولانا اس کے امیر منتخب ہوئے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ان کی وفات ہوئی۔ (۵۰)

سیرتِ سرورِ عالمؐ : یہ کتاب درحقیقت مولانا مودودی کی مختلف تصانیف میں سے سیرت النبیؐ سے متعلق عبارتوں کو منتخب کر کے مختلف عنوانات کے تحت اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ مضمون پوری طرح مربوط اور ضروری معلومات اور مناسب ترتیب کے ساتھ سامنے آجائیں۔ چند مقامات پر مرتبین کو اپنی طرف سے یا کسی کتاب سے اخذ کر کے زائد عبارت شامل کرنی پڑتی ہے۔ کتاب کی پہلی جلد کا تعلق بنیادی مباحث، منصب

Marfat.com

نبوت، نظامِ وحی، بعثت اور ما قبل بعثت کا ماحول، دعوت کی مخاطب قوم اور عرب کی مختلف گروہوں کے احوال سے ہے۔ دوسری جلد حضور کی پیدائش سے لے کر ہجرتِ مدینہ تک کے احوال و واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد میں اس انتہائی سرگرم تحریکی زندگی کا مرقع سامنے آتا ہے جو لمحہ وصال تک حضورؐ نے مدینہ منورہ میں گزاری چوتھی جلد میں حضور کی اصلاحات، تعلیمات اور نظام زندگی مختلف شعبوں میں دیئے جانے والے تغیرات کا نقشہ ہے گویا پوری کتاب نبی کریم کا مقام آپ کے کارناموں اور تعلیمات موثر انداز میں ایک گلدستہ ہے (۵۱)۔ اس کتاب کے علاوہ مولانا مودودیؒ کے سیرتِ طیبہ پر مختلف عناوین سے متعدد کتابچے شائع ہوئے ہیں جن کے نام یہ ہیں: ''رحمتہ للعٰلمین''، ''سیرت کا پیغام''، ''سرورِ عالم کا اصلی کارنامہ''، ''سیرت ختم الرسولؐ''، ''قرآن اور پیغمبر''، ''معراج کا پیغام''، ''معراج کی رات''، ''معراج کا سفرنامہ''، ''سرورِ عالم''، ''سیرتِ رسول''۔

Marfat.com

مولانا اشرف علی تھانوی ___ "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب"

تاریخی نام کرم عظیم سال ولادت ۱۲۸۰ھ تھانہ بھون کے شیوخ فاروقی میں سے تھے حافظ قرآن تھے فاسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں وطن میں حضرت مولانا فتح محمد تھانوی سے پڑھیں ۱۲۹۵ھ کے اواخر میں تکمیل علوم کی غرض سے دار العلوم میں داخلہ لیا۔ ۱۲۹۹ھ میں دار العلوم سے فراغت حاصل کی مدرسہ فیضِ عام کانپور میں ۱۳۰۱ھ صدر مدرس مقرر ہوئے۔ پھر مدرسہ جامع العلوم کی مسندِ صدارت کو زینت بخشا۔ ۱۳۱۵ھ میں ملازمت ترک کر کے تھانہ بھون میں تادم واپسیں ۴۷ سال تک تبلیغِ دین، تزکیۂ نفس، تصنیف وتالیف کی ایسی عظیم الشان گراں قدر خدمات انجام دیں جس کی مثال اس دور کی کسی دوسری شخصیت میں نہیں ملتی۔ علم نہایت وسیع و گہرا تھا جس کا ثبوت آپ کی تصانیف کا ہر صفحہ سے عیاں ہے۔ دین کا کوئی شعبہ نہیں ہے جس میں ان کی تصانیف موجود نہ ہوں۔ کثرت تصانیف اور افادیت کے لحاظ سے ہندوستانی مصنفین میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

Marfat.com

آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ۳۵۰ ہے ان کے علاوہ ۳۰۰ سے زائد مواعظ ہیں جو چھپ چکے ہیں۔ امتیازی خصوصیات یہ ہے کہ اپنی تصانیف سے کبھی ایک پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا تمام کتابوں کے حقوق عام تھے جس کا جی چاہے انھیں چھاپ سکتا۔ ان کی تصانیف ومواعظ سے لاکھوں افراد کو علمی و عملی فیض پہنچا۔ عوام وخواص کا جتنا بڑا طبقہ مستفیض ہوا اس کی مثال کم ہی ملے گی۔ ان کی ذات ایسا چشمہ تھا جس سے نصف صدی تک برِ صغیر کے بڑے بڑے صاحبِ علم وفضل اہلِ کمال سیراب ہوتے رہے۔ (۵۲)

ان کی تصنیف کردہ کتابوں کی تعداد ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ یہ کتابیں زیادہ تر تفسیر قرآن، شرح حدیث، منطق الکلام، عقائد التصوف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی تصنیف "زیر و بم" تھی جو طالبِ علمی کی یادگار ہے۔ ان کی آخری تصنیف "البوادر والنوادر" ہے۔

النشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب : مقدمہ، اکتالیس فصول اور خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں کتاب کے طرز اور ماخذ کی صراحت ہے۔ فصول میں مقاصد مختلف مذکور ہیں اور خاتمہ میں مضمون ضروریہ متعلقہ مذکور ہے۔ کتاب کی تیاری میں مشکوٰۃ المصابیح، صحاحِ ستہ مع شمائل الترمذی، مواہب لدنیہ، زاد المعاد، سیرت ابن ہشام، للشمائۃ، البشریہ فی مولد خیر البریہ وغیرہ سے مدد لی گئی ہے۔ کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کتاب کو شروع کرنے کے وقت دو محرک سامنے تھے پہلا یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّی بہ شمیم الحبیب تصنیف مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی نظر سے گزرا۔ اس کا انداز بیان اور اختصار پسند آیا اور خیال ہوا کہ اس کو اپنے رسالہ کا جزِ اعظم بنالیا جائے۔ دوسرا مولوی فتح محمد خاں صاحب رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالے کی تکمیل کی جائے۔

Marfat.com

اللہ کا نام لے کر رمضان ۱۳۲۸ھ میں اس کا ارادہ کیا اور ربیع الاول ۱۳۲۹ء میں ختم ہوا۔ کتاب میں ایک درخواست ہے کہ "بعض مقام پر شوق میں اشعار رکھ دیے ہیں۔ اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جائیں۔" (۵۴)

باب ہشتم
منظوم سیرت نگاری

غازی غلام علی مہری ـــــ "مصباح المجالس"

قاضی غلام علی مہری کے حالاتِ زندگی پردۂ خفا میں ہے ان کی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ "مصباح المجالس" کی تکمیل ۱۲۶۰ھ میں ہوئی۔ خاتمہ کتاب میں اس کتاب کی تاریخ ملتی ہے وہ کہتے ہیں:

سو یہ تاریخ خوش دل نے کہی ہے
کہ احسن روضۂ مدح نبیؐ ہے (۵۴)

یہ منظوم سیرت پہلی مرتبہ ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی۔ کاتب کتاب رکن الدین بن شیخ احمد تمنا نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

تجسس میں ہے کیوں کہدے تمنا
یہ باغ معطر سال زیبا (۵۵)

Marfat.com

یہ سیرت اتنی مشہور ہوئی کہ چار مرتبہ اس کی اشاعت عمل میں آئی۔

مصباح المجالس : کو مصنف موصوف نے ۱۲ مجلسوں میں تقسیم کیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاول تسلیم کر لی گئی ہے اور مصنف کے خیال میں یہ بات اظہر ہو چکی تھی کہ ربیع الاول کے ابتداء سے ہی ذکر رسول کی ابتداء ہو اور جشن میلاد النبیؐ پر یہ ۱۲ مجلسیں ختم کی جائیں۔

اس سیرت کی ابتداء "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے عنوان سے ہوئی ہے جس میں شاعرِ مصنف نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی ہے جس میں انھوں نے خدا کی متعدد صفات کا ذکر کیا ہے پھر مناجات کہی ہے اور اس کے صلہ میں اپنی کامیابی وکامرانی کی دعا کی ہے۔ نعتِ نبیؐ اور مناجات در سیہ کائناتؐ کے عنوان سے آپؐ کے دربار میں نذرانہ عقیدت پیش کر کے دعا مانگی ہے۔

میں ہوں فدوی تمھارا سخت عاصی
سراپا المدد نبیں ، غم خوار امت
کرو آسان سب مشکل کو میرے
کشش بخشو تمھاری دل کو میرے (۵۶)

بعد ازیں وجہ تالیف مجالس پر اظہارِ خیال کر کے اصل مضمون کو نظمایا ہے۔

پہلی مجلس : اس میں (۵۷۰) پانچ سو ستر ابیات ہیں۔ جس میں شاعر نے نورِ محمدی کا ذکر کیا ہے۔

یہاں ہے بادشاہِ سرمدی کا
ہے جلوہ نورِ ذاتِ محمدی کا (۵۷)

نورِ محمدیؐ کے بیان کے بعد ارشاداتِ انبیاء کی تفصیل لکھی ہے۔ جو آپؐ سے متعلق آسمانی کتابوں میں مذکور تھی۔ نیز آپ کی عظمت سے متعلق سیرت کی کتابوں میں جو واقعات آئے ہیں ان کو بھی پیش کیا ہے اسی طرح اس مجلس میں آپؐ کے اسمِ مبارک کی

Marfat.com

خصوصیات اور اس اسم کے فیوض و برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے تفصیلی بحث کی ہے۔

دوسری مجلس: یہ مجلس پہلی مجلس کی تفصیل ہے جس میں شاعر نے آپؐ کی عظمت و توقیر بیان کی ہے۔ شاعر نے متعدد واقعات کو پیش کر کے آپ کے جلال و جمال کو بتایا ہے پھر آپؐ کے اسمِ گرامی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اس مجلس میں جو واقعات پیش ہوئے ہیں ان کا تعلق آپؐ سے قبل کے عہد سے بھی ہے۔

تیسری مجلس: اس میں غلام علی مہر نے نورِ مصطفٰے کی فضیلت پر روشنی ڈالی ہے پھر آدمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ تک کے مختلف واقعات کو ترتیب دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہؓ کی سیرت و صورت پر روشنی ڈالتے ہوئے دونوں کی شادی کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر آپؐ کے حضرت آمنہؓ کے پیٹ میں جلوہ گر ہونے کا بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں کئی واقعات نقل کیے ہیں۔ جو قدیم سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

چوتھی مجلس: اس میں نبی کی ولادت باسعادت پر تفصیلی بحث کی ہے۔

ولادت کا بھی اس میں بیان ہے

طلوعِ آفتاب دو جہاں ہے (۵۸)

شاعر نے اس مجلس کے تحت بہت سے اہم نکات و معلومات فراہم کی ہیں۔ اس مجلس میں شاعر کی منظر کشی انتہائی حسین ہے اور تمام جزئیات کا گھیراؤ کیا ہے۔ جس کو عام طور پر سیرت نگار آپؐ کی ولادت کے موقع پر بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کی آمد کا تذکرہ کیا ہے جس میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ شاعر نے اس مجلس کو حضرت آمنہ کے ایام حمل سے لے کر آپؐ کی ولادت باسعادت اور اس کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے لیے مختص کیا ہے۔

پانچویں مجلس: اس میں شاعر نے آپؐ کی ولادت کے بعد جو اعجاز و کرامات ظاہر ہوئے اور آپؐ کی نشو و نما دائی حلیمہ کے گھر کی حالات اور کیسے ہوئی اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس مجلس میں راہبوں کی پیشن گوئیوں کے علاوہ

ثُوَیْبَہ

حضرت ثوبیہ اور حضرت حلیمہ کے دودھ پلانے کا تذکرہ بھی کیا ہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ کے حسب ونسب پر روشنی ڈالی ہے پھر آپ کی بدولت حلیمہ سعدیہ کا گھرانہ تنگی سے خوش حالی میں کیسے تبدیل ہوا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے بچپن کے حالات کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے ہاں پیش آئے تھے۔

چھٹی مجلس : اس میں نبوت کے واقعات کا گھیراؤ کیا گیا ہے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے قبولِ اسلام کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر نبوت کے روشن دلائل پر بحث کی ہے اس سلسلے میں سابق انبیائے کرام کی خصوصیات کا ذکر کر کے آپ کی عظمت وتوقیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ساتویں مجلس : اس مجلس میں آپ کی خوبیوں اور شمائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس ضمن میں کئی روایات نقل کی ہیں۔

آٹھویں مجلس : اس مجلس میں غلام علی مہر نے معجزات نبیؐ کے لیے مختص کیا ہے جس میں مصنف نے معجزات کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ پہلی دو کا تعلق آپ کی ذاتِ گرامی سے مختص ہے اور تیسری قسم کا اولیائے کرام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے عرف عام میں کرامات کہتے ہیں شاعر نے اس مجلس میں یہ بات بتانے کی کوشش کی ہے کہ معجزات کی وجہ سے تبلیغ اسلام میں آسانیاں پیدا ہوئیں اور کفار جوق در جوق مسلمان ہوئے۔

نویں مجلس : اس مجلس میں شاعر نے آپؐ کے فیوض وبرکات پر روشنی ڈالی ہے اس مجلس میں شاعر نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ جس کا تعلق آپ کی فیوض وبرکات سے تھا۔

دسویں مجلس : اس مجلس میں بھی شاعر نے آپؐ کے معجزات، آپؐ کے فیوض اور نظرِ عنایت کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔

گیارھویں مجلس : اس مجلس میں بھی آپ کی فضیلت، برتری اور بزرگی کا حال پیش کیا گیا ہے۔ شاعر نے ان واقعات پر بہت زیادہ زور قلم صرف کیا ہے۔ جس سے آپؐ کے فضائل ومناقب ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مجلس میں شاعر نے معراج کے واقعہ کو کافی

Marfat.com

اہمیت دیتے ہوئے بیان کیا ہے اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معراج آپؐ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ اس مجلس کے آخر میں شفاعت رسولؐ سے بحث کی ہے۔

بارھویں مجلس : اس مجلس کو شاعر نے وفات نبیؐ کی تفصیلات کے لیے مختص کیا ہے اور اس وقت کے غمگین حالات اور واقعات کو انتہائی موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ پھر آپؐ کے انتقال کے بعد کے واقعات بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے بعد شاعر نے صحابہ کرام ازواجِ مطہرات، شہزادی اسلام حضرت فاطمہؓ، امامِ حسنؓ، امامِ حسینؓ اور دیگر بچوں وخواتین کے اضطراب کا حال بیان کیا ہے۔

ہر مجلس کے اختتام پر شاعر قاری اور سامع کو آپؐ پر درود وسلام پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور ہر مجلس کا اختتام درود وسلام پر ہوا ہے۔ اس سیرت کے بیشتر واقعات کو شاعر نے سیرت کی مشہور کتابوں سے اخذ کیا ہے جن میں مدارج النبوت، شواہد النبوت، معارج النبوت قابلِ ذکر ہیں۔ مثنوی عام فہم زبان میں ترتیب دی گئی ہے عربی وفارسی کے مانوس الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں اور بقدر ضرورت مثنوی میں عربی وفارسی اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں۔ الفاظ کا املا قدیم طریقے پر لکھا گیا ہے۔ دو لفظوں کو ملا کر لکھنے کی روایت کو شاعر نے ساری سیرت میں برقرار رکھا ہے۔ اسی طرح واقعات کے درمیان بقدر ضرورت، قرآنی آیات بھی پیش کی گئی ہیں۔ مشکل الفاظ کے معنی شاعر نے حاشیے میں درج کر دی ہیں۔ فی الجملہ یہ قدیم منظوم سیرت النبوی ہے جس کے زبان اگرچہ ڈیڑھ سو سال پرانی ہے لیکن اس کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔

Marfat.com

علامہ شاہ عبدالحئ احقر بنگلوری ــــ ''جنان السیر''

علامہ شاہ عبدالحی کا اصل نام بڈھن بیگ تھا اور تخلص احقرؔ تھا ان کے اساتذہ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالحی رکھا ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قرینِ قیاس ہے کہ آپ جمادی الاول ۱۲۳۲ھ میں بنگلور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاری سید باقر اور مولوی سید غوث سے حاصل کی۔ پھر ایک ممتاز عالم سید شاہ سجاد شطاری سے صرف ونحو علمِ کلام و بدیع اور نفسیات کے علاوہ تفسیر و حدیث، فقہ و تاریخ جیسے علوم کو پڑھا۔ ویلور کے مدرسے لطیفیہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسی مدرسے میں بہ حیثیت استاد کام کیا۔

علامہ شاہ عبدالحی کا شمار جنوبی ہند کی ایکتائے روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے وہ اپنے زمانے کے ایک جید عالم تھے۔ قادر الکلام شاعر و ادیب کثیر التصانیف شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے نثر و نظم میں ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تصانیف میں فیض الباری ترجمہ تیسیر القاری، التاریخ الخلفاء، جنان السیر، حدیقۃ الاحباب، روضۃ الابرار،

Marfat.com

قرۃ العینین، گلشنِ غم، حاشئ شریعت، تحفۂ مرغوب، تذکرہ المجتہدین، تذکرہ المحدثین، تذکرہ اولیاء دو جلد قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا نعتیہ کلام بھی قابلِ داد و تحسین ہے۔

جنان السیر : دکن میں سیرتِ طیبہ پر لکھی گئی ایک ضخیم منظوم سیرۃ نبوی ہے جس میں ۲۰ ہزار ابیات ہیں کرناٹک کے علاقے میں اس سیرت کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے بعد اسی سیرت کا سب سے زیادہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ماہِ ربیع الاول میں میلاد النبی کے محفلوں میں یہی سیرت کثرت سے پڑھی جاتی ہے اور ایک جید عالم اس کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔

علامہ موصوف نے ''جنان السیر'' کی تصنیف میں علامہ باقر آگاہ مدراسی کی تصنیف ''ہشت بہشت'' سے کافی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ ''جنان السیر'' کی ابتداء میں فرماتے ہیں:

ہے ہشت بہشت اسی جنان السیر اندر
آگاہ سے پوچھے تو میں واعظ کو دکھا دوں (۵۸)

علامہ عبدالحی نے ''جنان السیر'' کی تصنیف میں ہشت بہشت کے علاوہ شرح مشکوۃ شریف، مواہب علیہ روضۃ الاحباب، مدارج النبوت، شواہد النبوۃ، معارج النبوت سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علامہ عبدالحی نے جنان السیر کے نام کی مطابقت میں ابواب کو چمن سے تعبیر کیا ہے۔ شاعر نے اس میں دو دفتر قائم کیے ہیں۔ پہلے دفتر کا نام جنان السیر فی احوال سید البشر اور دوسرے دفتر کا نام جنان السیر فی فضائلِ سید البشر رکھا ہے۔ دفتر اول میں چار چمن اور دفتر دوم میں چھے چمن شامل ہیں۔

جنان السیر کا دفتر اول : چار چمنوں پر مشتمل ہے جس میں تیرہ ہزار سات سو پینتالیس اشعار ہیں۔ اس منظوم سیرت کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح و توضیح اور اس کے فضائل سے کی گئی ہے بعد ازیں حمد، نعت، منقبت، مدح شیخ طریقت اور سبب تالیف کا ذکر کیا گیا ہے۔

چمن اول : اس چمن کو مصنف نے انوارِ نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے اس چمن میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپؐ کے نور کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اسے ثابت کرنے کے لیے موصوف نے متعدد روایات کا سہارا لیا ہے اس کے بعد روزِ میثاق کا ذکر کیا ہے اس کے آغاز کائنات سے آپ کی پیدائش کے قریبی واقعات کو اس چمن میں شامل کیا ہے ۔ سیرت کی مختلف کتابوں کی طرح مصنف موصوف نے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ تک کے تمام اہم واقعات کا گھیراؤ بھی اس چمن میں کیا ہے۔

چمن دوم : مصنف نے اس چمن کو گلزارِ نبوت سے موسوم کیا ہے۔ اس چمن میں آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ کی نبوت کے گیارھویں سال تک کے جو واقعات پیش آئے ہیں ان کو نظم کیا ہے اس کے علاوہ مصنف نے نبوت سے قبل کی عبادات نبوی اور شق صدر کا واقعہ نقل کیا ہے پھر آپ کی بعثت کا ذکر کر کے ان صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے آپؐ پر ایمان لایا تھا۔ پھر تبلیغ اسلام اور کفارِ قریش کے سارے حالات بیان کیے ہیں ۔ نبوت کے پانچویں سال کے حالات کو مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے واقعات کو نظم کیا ہے۔ نبوت کے ساتویں سال پیش آنے والے اہم واقعات میں شعیب ابی طالب کا مختصر ذکر کیا ہے۔ پھر ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات اور طائف کے سفر کے حالات نقل کیے ہیں ۔ نبوت کے گیارھویں سال کے احوال اور ابتدائے ایمان انصارؓ کے مختلف واقعات نظم کیے گئے ہیں ۔

چمن سوم : اس چمن کو مصنف نے بہار نبوت سے موسوم کیا ہے جس میں معراج النبیؐ کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ ابتدا سورۂ بنی اسرائیل سے کی گئی ہے تاکہ قرآن مجید سے معراج النبی کی تصدیق ہو اور نثر میں اس کی تفصیل پیش کی گئی ہے ۔ قرآنی شہادات کے بعد احادیث کے حوالے بھی دیے ہیں ۔ پھر واقعۂ اسرا کو پیش کیا گیا ہے اور اس میں وہ سبھی واقعات نظم کیے گئے ہیں ۔ جو قدیم سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں اس چمن کے

Marfat.com

اختتام پر مصنف موصوف نے ایک ضخیم تکملہ اور ایک ضمیمہ شامل کیا ہے۔ جس میں آپؐ کے سوالوں اور اللہ تعالیٰ کے جوابات کے ساتھ ساتھ سیر جنت و دوزخ کا مفصل احوال بیان کیا گیا ہے پھر عطیاتِ معراج اور شرفِ نزول کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ پھر واقعۂ معراج سے متعلق کفارۂ مکہ کے سوالوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ معراج کی حکمتِ عملی اور آپ کو عالمِ آخرت میں اللہ کی طرف سے جو نعمتیں اور فضیلتیں ملیں ان کا احاطہ کر کے اس چمن کو ختم کیا ہے۔

چمن چہارم : اس چمن کو مصنف نے اخبارِ نبوت سے منسوب کیا ہے۔ اس میں نبوت کے بارھویں سال کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ اس سن میں اسلام کا ایک عظیم واقعہ ہجرت کی شکل میں پیش آیا۔ اس کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جس میں نبی کریمؐ کی ہجرت کے تمام واقعات کو بڑی خوبصورتی سے نظم کیا گیا ہے۔ مصنف نے ان معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جو ہجرت کے وقت ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اس چمن میں ہجرت کے واقعات کے ساتھ نزول مدینہ منورہ قیام مدینہ منورہ کے بعد مسلمانوں کو جو حکم جہاد ملا تھا اس کا ذکر کر کے اسلامی غزوات و سرایا کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ پھر بیعت رضوان اور آپؐ کے پیغامات و احکامات جو دعوتِ اسلام کی شکل میں سلاطین کو دیے گئے اس کی تفصیل بھی پیش کی گئی ہے۔ پھر جنگ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک کے واقعات کو تفصیل سے نظم کیا ہے اور اس چمن کو آپؐ کے وفات کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے۔ صحابہ کرام کو آپؐ سے جو والہانہ محبت تھی اس کا بھی احاطہ کیا گیا ہے اور آخر میں آپ کی تجہیز و تکفین کے واقعات نقل کیے ہیں۔ اس چمن میں ہجرت کے بعد کے واقعات کو مصنف نے سن وار لکھے ہیں اور ذیلی سرخیوں کا استعمال بھی کیا ہے۔

دوسرا دفتر : یہ دفتر چھے چمنوں پر مشتمل ہے۔ جس کے اولین تین چمن کو خود مصنف موصوفؒ نے نظم کیا ہے باقی تین چمن فرزند کے ہاتھوں لکھوائے۔ دفتر دوم انتہائی مختصر ہے اس لیے سیرت النبیؐ کے تمام واقعات پہلے دفتر ہی میں آ گئے ہیں اور دوسرے

دفتر میں نبیؐ کے فضائل کی وضاحت پر اکتفا کیا ہے۔

دفتر ثانی میں گر چاہے خدا
کچھ فضائل مصطفیٰ کے لاؤں گا (۵۹)

چمن پنجم : اس چمن کو موصوف نے بشارت محمدیؐ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس میں مولانا نے آپؐ سے متعلق جو بشارتیں و پیشن گوئیاں پچھلی آسمانی کتابوں میں آئی ہیں اور اہلِ کتاب کے علماء نے جن کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے اس کا احاطہ کیا ہے۔ اس چمن کا آغاز حمد، پھر نعت سے کیا ہے۔ اس کے بعد بشارت محمدیؐ کی ابتداء حضرت موسیٰؑ کی تمنا سے کی ہے آگے آپؐ کا نام جن آسمانی کتب میں آیا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں آپؐ کے ناموں کے فضائل پر روشنی ڈالی ہے ''فضائلِ اسماء محمدی'' کا عنوان قائم کر کے آپ کے دو نام ''محمد''، ''احمد'' کی فضیلت بیان کی ہے۔

چمن ششم : اس چمن کو مصنف موصوف نے آپؐ کے جسم اطہر کے لیے مختص کیا ہے۔

چمن ہفتم : اس چمن کو مولانا نے عباداتِ محمدی کے نام سے موسوم کیا ہے جس میں آپؐ کی باتوں کا ذکر ہے اور اس امر سے تعلق رکھنے والے تمام مباحث پر بحث کی ہے اور آخر میں آدابِ زیارتِ روضۂ اقدسؐ بیان کر کے اس چمن کو ختم کیا ہے۔

چمن ہشتم : اس چمن کو موصوف نے معجزات نبوی سے آراستہ کیا ہے۔ اس چمن کو بھی حمد و نعت کے بعد معجزہ کی تعریف و توضیح بیان کرتے ہوئے کی ہے۔ پھر آپؐ کے معجزات کا ذکر کیا ہے۔ اس چمن میں مصنف نے کل ۹۷ معجزوں کا ذکر کیا ہے۔

چمن نہم : اس چمن کو موصوف نے آثارِ نبوت سے آراستہ کیا ہے۔ اس چمن کو چمن ہشتم ہی کا جز و کہنا چاہیے کیوں کہ اس میں مصنف نے معجزات کو ہی موضوع سخن بنایا ہے۔

چمن دہم : اس چمن کو موصوف نے ''اطوارِ نبوت'' سے موسوم کیا ہے۔ اس چمن کی ابتداء حسب معمول حمد و نعت سے کی ہے پھر خلقِ عظیم کی توضیح بیان کی ہے پھر آپؐ

Marfat.com

نے جو اخلاقی تعلیم اپنے صحابہ کو دی تھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس چمن کے اختتام پر آپؐ کی شدت عبادت کا ذکر کیا ہے۔

اس منظوم سیرت کی خصوصیت یہ ہے کہ شاعر نے ہر چمن کے لیے ایک الگ بحر اپنائی ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ سارے واقعات کا ماخذ قرآن وحدیث کو بنایا ہے۔ بغیر تحقیق وتصدیق کے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔ انتہائی صاف شفاف اور سلیس انداز میں عربی فارسی اور اردو زبان کے امتزاج سے اس مثنوی کو آراستہ کیا گیا ہے۔ جنان السیر کی زبان پر مقامی رنگ کی چھاپ گہری ہے۔ دوسو سال قدیم زبان کی جو لسانی خصوصیات ہیں وہ اس تصنیف کے ہر صفحہ پر موجود ہیں۔ اس تصنیف میں دکنی تلفظ کی طرح متعدد الفاظ کے املے پر دکنی کا گہرا اثر ہے۔ علاوہ ازیں تراکیب اور دو لفظوں کو ملا کر لکھنے کا عمل بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔

Marfat.com

حافظ عبدالرزاق حافظ باقوی ـــــ ''قمر نامۂ اسلام''

حافظ عبدالرزاق حافظ کا شمار ٹامل ناڈو کے مخصوص شعراء میں ہوتا ہے۔ مدراس یونیورسٹی سے آپ نے ایم۔اے، ایم۔فل کیا عہد شباب ہی سے آپ کا رجحان مذہبی وادبی تعلیم کی طرف تھا۔ اپنی زندگی کے ۲۲ ویں سال وشارم کو اپنا وطن ثانی بنایا اور یہاں کی زرخیز ادب کی سرزمین نے ان کی ادبی زندگی کو پروان چڑھایا اور متعدد تخلیقات نظم ونثر کے ذریعے عام کیا۔ نثری تخلیقات میں ''وشارم میں اردو'' کے عنوان سے دو کتابیں لکھی اور اصناف نظم میں غزل، نظم اور نعت میں طبع آزمائی کی غزلیات کا مجموعہ ''بہارِ سخن'' نعتوں کا مجموعہ ''ذکرِ حبیب'' اور شعری مجموعہ ''نور علی نور'' قابلِ ذکر ہے۔ بچوں کے ادب پر خصوصی توجہ مبذول کی اور ان کے لیے نظمیں لکھیں جو بعد میں کتابی شکل میں ''نئی کلیاں''، ''ننھے پھول''، ''چاند تارے'' اور ''پھلواری'' کے نام سے شائع ہوئی۔

قمر نامۂ اسلام : زیرِ مطالعہ تصنیف ایک منظوم سیرت النبوی ہے جو تقریباً ۲/۱ ۱ ڈیڑھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ منظوم سیرت آپؐ کے زندگی کے مختلف اور اہم گوشوں کا احاطہ کرتی ہے۔ حافظ صاحب نے اپنی اس تصنیف کو بچوں کی نفسیات کا لحاظ

Marfat.com

رکھتے ہوئے عام فہم انداز میں نظم کیا ہے۔ کتاب کے اختتام پر حافظ صاحب نے قطعۂ تاریخ رقم کیا ہے۔

ثنائے شہ کی خوشبو سے فضا ساری معطر ہے
بہار عشق احمدؐ سے ریاضِ دل معنبر ہے!
کہی حافظ نے اس تصنیف کی تاریخ برجستہ
گراں مایہ دیارِ عنا قمر نامہ منور ہے! (٦٠)

اس سیرت کا آغاز مولانا الحاج نیر ربانی کے مقدمہ مولانا اشرف سعودی کے پیش لفظ اور ڈاکٹر مختار الدین احمد کے حرفِ چند کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ہوتا ہے اس کے بعد سیرت کی ابتداء نورِ محمدیؐ سے کی ہے۔ جس میں انھوں نے نورِ محمدی کو تخلیقِ کائنات کا باعث بتایا ہے۔

خاندانِ قریش کا تعارف اختصار سے بیان کرنے کے بعد قبل از ولادت نبویؐ کے عرب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد آپؐ کی پیدائش کے واقعات کو نظم کیا ہے آپؐ کی ولادت کے بعد آپؐ کے بچپن اور جوانی کے عنوانات قائم کر کے مختلف واقعات بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد نبوت کے عنوان سے نبوت سے قبل آپؐ کی غارِ حرا میں عبادات اور نزول قرآن پھر اہل و عیال میں اسلام کی اشاعت اور نبوت کے عام اعلان کے ساتھ قریش کی مخالفت اور ایذا رسانی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد حبشہ کی ہجرت اور حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا ایمان لانا کفار کا آل نبیؐ کا بائیکاٹ کرنا حضرت ابوطالب کی وفات معراج اور طائف کے سفر کا مختصر احاطہ کیا ہے۔ حافظ عبدالرزاق نے ہجرت کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے پھر اس کے بعد جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اسلام کے مختلف جنگوں کا ذکر کیا ہے شاعر نے کفار کی مختلف سازشوں کا ذکر کر کے جنگِ احزاب، بنو قریظہ کا خاتمہ، صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، جنگِ خیبر، جنگِ موتہ اور فتح مکہ کے واقعات کو مختصراً بیان کیا ہے۔ بعد ازیں جنگِ حنین، جنگِ تبوک، حجۃ الوداع اور خطبہ حجۃ الوداع کو مختصر اور جامع

Marfat.com

انداز میں پیش کیا ہے اوران احکامات کا بھی ذکر کیا جس کو آپؐ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا تھا اس کے بعد آپؐ کی وفات کا ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں ان تمام جزوی واقعات کا احاطہ کیا ہے جو آپ کے وصال سے متعلق تھیں۔

کتاب کے خاتمہ پر خلقِ عظیم کے عنوان کے تحت آپؐ کے اخلاق بیان کیے گئے ہیں۔ پھر آپ کی شخصیت آپ کے عادات اور آپؐ کے ارشاد کا مختصر ذکر کر کے سلام کے ساتھ کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچایا ہے۔

Marfat.com

حفیظ جالندھری ـــــــــــ "شاہنامۂ اسلام"

حفیظ جالندھری کی ولادت ۱۹۰۰ء میں جالندھر میں ہوئی ان کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ جن میں "سوز وساز" اور "تلخی بہ شیریں" اور "نغمہ زار" مجموعہ شائع ہوئے ہیں اور یہ تین مجموعے قابلِ ذکر ہیں۔ لیکن آپ کی معرکتہ الآرا مثنوی "شاہنامۂ اسلام" ہے۔

شاہنامہ اسلام : یہ چار حصوں پر مشتمل ہے یہ ایک ایسی منظوم سیرت تاریخ ہے جو نہ صرف اپنے ادبی خوبیوں کے اعتبار سے دیرپا معلوم ہوتی ہے بلکہ مذہبی و اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے چراغ ہدایت ہوسکتی ہے۔ "شاہنامہ اسلام" کو چار ضخیم جلدوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر جلد خوب سے سے خوب تر ہے۔

جلد اول : شاہنامہ اسلام کی جلد اول ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ جلد کل سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۹۹۳ اشعار موجود ہیں خدا کی حمد وثنا اور بارگلِ رسالت مآب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد سبب تالیف اور مناجات

Marfat.com

کو پیش کیا ہے۔ شاہنامۂ اسلام باب اول کا آغاز بسم اللہ کے بعد قرآن کی مشہور آیت انی جاعل فی الارض خلیفه کے ساتھ پہلے باب کی ابتداء کی ہے۔ اس باب میں ۱۹۵ ابیات ہیں ۔ دوسرا باب اس باب میں شاعر نے حضرت ابراہیمؑ کی وفات حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کی اولادوں کا ذکر کر کے حضورؐ کی بعثت سے پہلے کا منظر پیش کیا ہے اور زمانہ جاہلیت کے عرب کی خصوصیات گنوائی ہیں اس باب میں ۲۸۸ اشعار ہیں۔ باب سوم: اس میں نبیؐ کی ولادت سے قبل کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اس باب میں شاعر نے ۲۳۷ اشعار لکھے ہیں۔ باب چہارم میں آپؐ کے جدِ اعلیٰ والدین اور اصحابِ فیل کے واقعات کے بعد ان واقعات کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق براہ راست سیرتِ مقدسہ ہے اس باب کا عنوان شاعر نے ''ختم المرسلین رحمتہ للعلمین'' (ولادت باسعادت) قائم کیا ہے۔ اس باب میں کل ۲۲۸ اشعار ہیں۔ باب پنجم: یہ بات بہت طویل ہے اس باب میں مقصد بعثت پر روشنی ڈالی گئی ہے اس باب میں ۴۲۲ اشعار آئے ہیں۔ باب ششم: یہ جلد اول کا سب سے مختصر باب ہے اس میں ۱۸۴ ابیات ہیں۔ جس میں ہجرت نبوی کے مختلف واقعات کو نہایت موثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ باب ہفتم یہ جلد اول کا آخری باب ہے۔ جس میں ۳۱۱ اشعار ہیں۔ اس باب کا عنوان شاعر نے ''مدینہ پر جنگ کے بادل: قریش مکہ کا جوشِ غضب'' رکھا ہے۔

حفیظ جالندھری نے اس پہلی جلد میں حضرت آدمؑ کی تخلیق سے لے کر آپ کی مکی زندگی اور غزوۂ بدر کے آغاز تک کی مدنی زندگی کی مرقع کشی کی ہے۔

اس جلد کے آخری صفحہ پر قطعۂ تاریخ درج کیا گیا ہے۔ یہ تاریخ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم نے نکالی ہے۔ ۱۳۴۷ھ

جلد دوم : حفیظ جالندھری نے دوسری جلد کو چار سال بعد یعنی ۱۹۳۳ میں شائع کیا پہلی جلد کی طرح اس میں بھی ۱۹۴۳ اشعار موجود ہیں ۔ یہ جلد جنگ بدر کے سرخروشانہ کارنامے مدینے میں یہودیوں اور منافقوں کی شرارتیں مکہ میں جوش انتقام غزوۂ سویق اور غزوۂ احد تک ہی احاطہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

اسی جلد کو شاعر نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب میں کئی ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔ تاکہ واقعات کے فہم میں آسانی پیدا ہو۔۔۔ کتاب کا آغاز ''سخن ہائے گفتنی در پیرایہ سرگزشت مصنف'' کے عنوان سے ہوا ہے۔ باب اول میں ۹۳۵ اشعار ہیں۔ باب دوم یہ باب ان واقعات کا احاطہ کرتا ہے جو جنگِ بدر اور جنگِ احد کے درمیانی وقفے میں رونما ہوئے باب سوم شاہنامہ اسلام جلد دوم کے آخری باب میں مکہ والوں کے انتقامی حملے کا جائزہ لیا گیا ہے۔

جلد سوم : جلد سوم دس ابواب پر مشتمل ہے اس میں کل ۱۹۷۶ اشعار موجود ہیں۔ باب اول منظر صبح احد سے شروع کیا گیا ہے۔ باب دوم اس باب کا عنوان شاعر نے ''نور ونار وظلمت'' قائم کیا ہے۔ باب سوم اس باب میں شاعر نے قریش مسلمان اور منافقین کی خصوصیات بیان فرمائی ہے۔ اس میں کل ۱۴۷ اشعار ہیں۔ باب چہارم یہ باب اُحد میں لشکروں کی ترتیب کا احاطہ کرتا ہے اس میں ۱۴۳ اشعار ہیں۔ باب پنجم اس میں اول آغاز جنگ سے پہلے کی ساعت کو نظمایا گیا ہے۔ باب ششم اس میں باقاعدہ جنگ کا آغاز کے احوال بیان کیے گئے ہیں باب ہفتم میں شاعر نے اس المناک منظر کو دکھایا جو مالِ غنیمت کو وقت سے پہلے لوٹنے کی وجہ سے پیش آیا تھا۔ باب ہشتم یہ باب شہادت رسول کی افواہوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ باب نہم ''آفتاب اور برج عقرب'' کے زیرِ عنوان شاعر نے جنگِ احد کے واقعہ کو آگے بڑھایا ہے۔ باب دہم یہ باب جلد سوم کا آخری باب ہے اس میں حفیظ جالندھری نے خاتمۂ جنگ احد کا نقشہ کھینچا ہے۔

جلد چہارم : یہ آخری جلد ہے حفیظ جالندھری کا ارادہ ۵ جلدیں لکھنے کا تھا اس جلد کو شاعر نے ۵ ابواب میں تقسیم کیا ہے باب اول میں جنگِ احد میں ہونے والے واقعات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

باب دوم میں ''شامِ احد کی صبح'' کے تحت مجاہدین احد کے کارناموں کو نظمایا گیا ہے باب سوم جنگِ احد کے بعد کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ باب چہارم یہ باب

Marfat.com

دشمنانِ اسلام کی دغابازیوں اور تباہ کاریوں اور مدینے پر کفار کے چاروں طرف سے حملوں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ باب پنجم یہ بات فتنۂ اقوام یہود پر روشنی ڈالتا ہے۔ باب ششم اس باب میں دو اسلامی جنگوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پہلے جنگِ احزاب پر روشنی ڈالی گئی ہے آخر میں ''مدینہ کی صبح'' کے عنوان پر شاہنامۂ اسلام کو چوتھی اور آخری جلد اختتام کو پہنچی ہے۔
شاہنامۂ اسلام کی چوتھی جلد میں ۱۸۵۷ ابیات شامل ہیں۔ شاہنامۂ اسلام کی چاروں جلدوں میں ۷۶۴۱ اشعار ہیں۔ شاہنامۂ اسلام معرکۂ حیات ہے یہ شاعر کا کمال ہے کہ تاریخی واقعات میں رنگینی و تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

Marfat.com

دانش فرازی ـــــــــ "محسنِ اعظم"

جنوبی ہندوستان کے ادباء وشعراء میں دانش فرازی کا نام انتہائی اہمیت کا حامل ہے جن کا اصل نام بانگی عبدالقادر تھا یکم جولائی ۱۹۲۴ء کو آمبور میں پیدا ہوئے ۲۵ر جنوری ۱۹۸۱ء میں مدراس میں وفات پائی۔ موصوف نے ۵ شعری تصانیف اور ایک نثری تصنیف یادگار چھوڑی ہے (۱) مرگِ سنگ ، (۲) آیاتِ فطرت ، (۳) نالۂ فرات ، (۴) محسنِ اعظم (۵) خدنگِ جستہ، (۶) فروغِ ادب وانمباڑی۔

مولانا نیاز فتح پوری اور وزیر آغا نے دانش فرازی کی نظموں کو ہمیشہ صف اول میں جگہ دی ہے۔

محسنِ اعظم : زیرِ نظر مختصر سیرت طیبہ "محسنِ اعظم" دانش فرازی کی اولین خدمت ہے اگر چہ کہ انھوں نے آپ کی تعریف وتوصیف میں متعدد نعتوں کا نذرانہ پیش کیا ہے لیکن یہ پہلی طویل نظم ہے جس میں آپ کی مختصر حیات مقدسہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طویل نظم میں ۱۵۴۱ اشعار ہیں "محسنِ اعظم" منظوم حیاتِ طیبہ ہے جو ۱۹۷۴ء میں شائع ہوئی۔

قیصرالجعفری ـــــــــ ''چراغِ حرا''

جدید دور کے جن شعراء نے صنفِ غزل کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری میں بھی اپنی شناخت و پہچان بنائی، ان میں اہم نام قیصرالجعفری کا ہے۔ ان کا اصل نام سید زبیر احمد جعفری تھا لیکن ادبی دنیا میں قیصرالجعفری کے نام سے معروف ہیں۔ یہ دراصل غزل کے شاعر ہیں۔ ان کا پہلا مجموعۂ کلام ''رنگ ضیا'' کے نام سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں ''سنگِ آشنا'' اور ۱۹۸۷ء میں ''دشتِ بے تمنا'' کے نام سے دو اور مجموعے شائع ہوئے قیصرالجعفری کو نعت گوئی سے بھی دلچسپی تھی اور یہ دلچسپی صرف اس حد تک نہیں جیسا کہ دوسرے شعراء کے ہاں ہوا کرتی ہے یعنی ہر مجموعے اور کلیات میں نعت و قصائد تبرکاً شامل کیے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ ابتداء ہی سے اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''رنگ حنا'' جب چھپا، اسی سال ان کی نعتوں کا مجموعہ ''نبوت کے چراغ'' شائع ہوا۔

چراغِ حرا : زیرِ نظر سیرت نبوی ''چراغ حرا'' کی ابتداء قیصرالجعفری نے ۷

Marfat.com

رمارچ ۱۹۹۶ء میں کتاب کے ابتدائیہ سے کی۔ اس ابتدائیہ کو ایک رسالے "ذہنِ جدید" میں شائع کیا۔ "چراغ حرا" ۱۹۹۷ء میں ادارہ ادب اسلامی ہند دہلی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔ عنوان کی مناسبت سے سرورق پر پس منظر میں چراغ کی لو دکھائی گئی ہے۔ اس میں شاعر نے ۵۵ عنوانات قائم کیے ہیں۔

اس کا ہر عنوان قاری کو متوجہ کرتا ہے کتاب کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں روانی و آمد نہ ہو۔ شفیق الرحمٰن شارق لکھتے ہیں: "قیصر الجعفر نے "چراغِ حرا" لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ نظم میں نعت نگاری کے بہت سے زاویے ہو سکتے ہیں جو ذہن رسا طبع رواں، پختہ مشقی، قدرتِ کلام، تازہ بیانی اور لہجے کی شگفتگی کے منتظر ہیں۔ (۶۱)

اردو کے شعراء کی ایک بڑی تعداد نے نبی کریم کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ذیل میں چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ذکرِ جمیل ______ ''ماہر القادری''

یہ ماہر القادری کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے جس میں ان کا مقبول سلام ہے جس کے بارے میں مولانا سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: ماہر نے اس میں حتی الوسع پیغمبرِ اسلام کی طرف اس قسم کے صفات منسوب کرنے سے احتراز کیا ہے۔ جس میں شانِ نبوت سے کوئی مناسب نہیں۔ انھوں نے سیرتِ طیبہ کی مستند کتابوں اور احادیث کے ذخیروں سے سچے واقعات کا انتخاب کیا ہے جن کی تصدیق وتوثیق پر محدثین وعلماء سیر کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔ پھر ان واقعات کو اپنے خاص اچھوت انداز میں نظم کا لباس پہنایا ہے۔ (۶۲)

Marfat.com

مولانا عبدالقادر مصباحی ______ ''بادۂ حجاز''

یہ مولانا عبدالقادر مصباحی کی ایمان افروز نعتوں منقبتوں اور حمد وسلام کا روح پرور مجموعہ ہے جو شعروادب خصوصاً نعتِ رسول سے تعلق رکھنے والوں کے لیے پیش قیمت تحفہ ہے مولانا کی نعتوں اور منقبتوں اور حمد وسلام کا دوسرا مقبول مجموعہ ''جمیل الشیم'' ہے

نعتِ رسول پر مبنی دیگر شعراء کی تصانیف میں ''عرب کا چاند ایک تاریک غار میں'' حضرت مولائی شعیب احمد ندرت ''گلشنِ سیرت'' ضیاء الدین احمد امانی ''نعتِ حضور'' جناب بہزاد لکھنوی ''حسام الاسلام'' سید عبدالرزاق حسنی رائے بریلوی ''نظم الدار'' سید علیم اللہ حسینی جالندھری ''گوہر مخزون'' سید عبدالرزاق رائے بریلوی ''بہار خلد'' مولوی کفایت اللہ مراد آبادی ''نسیم جنت'' مولانا کفایت اللہ مراد آبادی ''ارمغانِ نعت'' ضیاء الدین اصلاحی ''زمزمہ حق'' عبدالمبین منظر بستوی قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب نہم

غیر منقوط سیرت نگاری

سیرتِ طیبہ ایک وسیع موضوع ہے جس کو مختلف ادوار میں مختلف ادیب وشاعر نے مختلف انداز میں مختلف اسلوب میں بیان فرما کر اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا ہے۔ کسی سیرت نگار نے قافیہ بند نثر استعمال کی ہے تو کسی نے سیرت کو منظوم پیرائے میں بیان کیا ہے اور کسی نے دوسری ادبی صنف کا استعمال کر کے اپنی تحریروں میں انفرادیت و جاذبیت پیدا کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔

اردو ادب میں بھی ادبی صنعتوں کے کامیاب کوششیں کی گئی ہیں خصوصیت کے ساتھ اردو شاعری کا دامن ایسی بیشمار صنعتوں سے بکھرا پڑا ہے مثلاً صنف حذف: نثر یا نظم میں کسی حرف کے لانے کا التزام کرنا، صنف قطال: عبارت یا مصرعہ یا پوری غزل میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک حرفِ نقطہ دار الگ ترتیب واقع ہو۔ صنعت فوقانیہ: عبارت یا نظم میں قدرِ عام حروف اوپری نقطہ دار ہوں۔ اسی قسم سے صفت منقوطہ اور صنف عاطلہ یا غیر منقوطہ بھی ہیں۔ غیر منقوطہ یعنی ایسی عبارت یا نظم جس میں منقوط حروف نہ ہوں۔ اس سلسلے کی پہلی سعی فارسی میں ابوالفیضی نے "سواطع الالہام" کے نام سے قرآن کی تفسیر بیان کی تھی۔ اردو میں بھی کئی شعراء نے صفت غیر منقوطہ کو اپنایا ہے جن میں میرانیس، مرزا سلامت علی دبیر اور انشاء اللہ خاں انشاء قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

مولانا محمد ولی رازی ــــــ "ہادیٔ عالم"

مولانا محمد ولی رازی کا تعلق علمی و مذہبی خاندان سے ہے۔ ان کے والد بزرگ وار مولانا محمد شفیع حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی کے مخصوص خلفاء میں سے تھے۔ مولانا محمد ولی رازی نے مذہبی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ کراچی یونیورسٹی سے اسلامی علوم میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ زیرِ نظر تصنیف "ہادیٔ عالم" مولانا رازی کی وہ شاہکار تصنیف ہے جس کی اشاعت نے موصوف کو اردو زبان و ادب نے زندہ جاوید کر دیا۔ یہ ۱۹۸۳ء میں ادارۂ علم و حکمت دیوبند سے شائع ہوئی اور اب تک اس کے کئی متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس ضخیم کتاب کی ترتیب و تزئین میں مصنف نے سیرت نگاری کے بیشتر لوازمات کو بروئے کار لا کر علم بدیع کی ایک مشکل ترین صنف کا استعمال کیا ہے۔ اہلِ اردو اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ عربی زبان کے مقابلے میں اردو زبان قواعد تراکیب اور ذخیرہ الفاظ کے اعتبار کتنی غریب زبان ہے۔ اردو کی اسی تنگ دامنی کے باوجود اس میں سیرت طیبہ پر ایسی کتاب تصنیف کرنا مصنف کا کارنامہ ہے۔

زیرِ مطالعہ کتاب ادارے علم و حکمت دیوبند نے چوتھی بار (اشاعت چہارم) ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق جنوری ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ ہادی عالم اپنی انفرادیت میں ایک

Marfat.com

شاہکار تصنیف ہے۔ جو پونے دوسو عنوانات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں بیشتر لوازمات سیرت نگاری سے متصف ہوتے ہوئے اپنے طرز کی ندرت وجدت کی حیثیت سے اردو زبان کے خزینۂ ادب کے لیے ایک حسین اور نادر سرمایہ ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ابتداء سے آخر تک جس قدر مضامین ضبطِ تحریر میں آئے ہیں۔ ان کے کسی حرف پر بھی نقطہ نہیں ہے۔ یعنی پوری تصنیف صنعتِ غیر منقوط سے مرصع ومزین ہے۔ باوجود اس کے کسی جملہ یا عبارت یا بیان کے تسلسل یا تفہیم میں یا واقعات کی تفصیل میں غرض کہ کسی بھی مقام پر کوئی ابہام یا خلش نہیں ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحئی اس تصنیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''قاہرینِ علم وادب ونکتہ سنجانِ فکر ونظر جب اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان کو جس طرح ادبِ اردو کی وسعت وجامعیت پر تعجب ہوگا، اسی طرح ادبِ اردو پر مصنف کے عبورِ کامل اور اسلوبِ نگارش کی جدت پر بھی حیرت ہوگی۔'' (٦٣)

مصنف نے صحتِ واقعات کا پورا خیال رکھا ہے معمولی چیز کو بھی بغیر چھان بین کے اپنی کتاب میں شامل نہیں کیا ہے۔ انھوں نے جابجا حواشی کے ذریعہ مبہم شاذ ونادر مقامات کو سہل اور قابلِ فہم بنادیا ہے جس کی بدولت یہ تصنیف ہر خاص وعام کے لیے مفید و مستند ہوگئی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید عبداللہ صدر شعبۂ اردو، دائرۂ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور رقم طراز ہیں:

''مصنف نے واقعات کی صحت کا پورا اہتمام کیا ہے اور اس بات کا خیال رکھا ہے کہ معمولی سے معمولی جز کی بھی تحقیق اور صداقت واقعہ کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اس نگارخانۂ عجائب پر محمد ولی رازی جملہ اہلِ علم کی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے جہاں حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے واقعاتِ زندگی رواں اور عام فہم زبان میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے، وہاں علم بدیع کی ایک مشکل صفت (غیر منقوط) کو مکمل طور سے بامعنی عبارتوں میں استعمال کر کے جانفشانی کا ایک ایسا نادر نمونہ پیش کیا ہے جسے اردو

زبان کے ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔'' (۶۴)

کئی فن کار و تخلیق کار سیرتِ طیبہؐ کے میدان میں مختلف زبانوں میں اپنی انفرادیت اور اپنی فن کارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے نذرانۂ عقیدت کے ذریعے اس ذرخیز میدان کے حسن و جمال میں نباتی لحاظ سے گل و نسترن کا مقابلہ کیا ہے تو دوسری طرف حسنِ یوسفؑ کی مثال قائم کی ہے اور سنگ لاخ اصناف کی وادیوں میں ید بیضا اور دم عیسیٰؑ کا سہارا لیتے ہوئے اپنی جولانیوں کو ثابت کیا۔ چنانچہ جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی رقم طراز ہیں:

''کسی نے پوری سیرتِ طیبہ کو شعر و نظم کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ کسی نے اس کے لیے قافیہ بند نثر استعمال کی ہے۔ کسی نے اسے دوسری ادبی صنعتوں سے سجا کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ عربی کے متعدد علماء اور شعراء نے تو سیرتِ طیبہ کو ایسے قصیدوں میں نظم کیا ہے جن کا ہر شعر ایک نئی ادبی صنعت پر مشتمل ہے۔ ان میں صفی الدین الحلّی (متوفی ۷۵۰ھ)، ابنِ جابر اندلسی (ولادت ۶۹۸ھ)، شرف الدین سعدی (متوفی ۸۰۷ھ) اور زین الدین آثاریؒ (متوفی ۸۲۸ھ) بطورِ خاص مشہور ہیں۔۔۔ احقر کے برادرِ معظم جناب محمد ولی رازی صاحب۔۔۔ ان کے دل میں یہ داعیہ بڑی قوت کے ساتھ پیدا ہوا کہ وہ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ غیر منقوط نثر میں تحریر فرمائیں اور انھوں نے اس مشکل کام کا بیڑہ اٹھالیا۔'' (۶۵)

محمد ولی رازی نے اس تصنیف میں احتیاط سے کام لیتے ہوئے واقعات کے بیان مکالموں کی نقل اور آیات و احادیث کے افہام و تفہیم میں اپنی جانب سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ متعدد مقامات پر عربی عبارتوں کے جو ترجمے کیے ہیں وہ تقریباً من و عن ہیں یہ ایک مکمل سیرتِ رسولؐ ہے جس میں تمام تر سیرت کے واقعات ہی کا بیان ہے۔ دورانِ تحریر سیرت کے متعلق ایسی جزوی تفصیلات تک بیان کی گئی ہیں جن سے مختصر سیرت نگاران بلکہ متوسط سیرت نگاران کی تصانیف بھی خالی ہیں۔

تمام مذکورہ واقعات مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں اور متعدد مقامات پر ان کے مراجع بھی حاشیے پر مذکور ہیں۔ بعض جگہوں پر غیر منقوط الفاظ کی بناء پر عبارت میں گنجلک یا اشارات کا استعمال ناگزیر تھا تو ایسے مقامات پر ان اشارات کی تشریح کے لیے حواشی استعمال کیے گئے ہیں۔

بہر کیف یہ ایک گراں قدر تصنیف ہے اور اردو زبان وادب کے لیے تو ایک ایسا شہ پارہ ہے جس پر اردو زبان کو یقیناً ناز ہوگا۔

اس تصنیف کے بارے میں خود مصنف کے تاثرات لائقِ تحسین ہیں۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

"ہادیٔ عالم" کی اردو سہل ہی لکھی گئی مگر گاہ گاہ اس طرح کے کلمے آ گئے کہ اہلِ مطالعہ کے لیے گراں ہوں گے۔ اس لیے وہ کمی اس طرح دور کی گئی کہ اس طرح کے محال کلموں، اسماء اور احوال کی اصل مراد الگ حصہ الگ کر کے لکھ دی گئی اور سرِ کلمہ اعداد لکھے گئے کہ ہر عدد کے واسطے سے اس کلمہ کی اصل مراد معلوم ہو۔۔۔ ہادیٔ عالم دو طرح سے اہم ہے۔ اول اس لیے کہ اس کو "اردوئے معرا" کا وہ کمال حاصل ہے کہ اردو کا ہر رسالہ اس کمال سے محروم رہا۔ دوسرے اس لیے کہ اس کے سارے احوال اور مسطورہ امور علمی طور سے محکم کر کے لکھے گئے اس طرح ہادیٔ عالم موٹے موٹے اور محال الحصول علمی وسائل کا اک عمدہ ماحصل ہوگا۔" (٦٦)

اس کتاب کی ابتداء محمد ولی رازی نے ایک نعت بعنوان "مدحِ رسول ؐ" سے کی ہے جس کا پہلا شعر ہے:

ہر دم درود سرورِ عالم کہا کروں
ہر لحظہ محوِ روئے مکرم رہا کروں

اس نعت کے آخری شعر میں ولی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں و ٓلی
لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالم عطا کروں

اس تصنیف کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ۱۷۴ ذیلی سرخیاں ہیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

حصۂ اول

رسول اللہ کی عمر کا دورِ اول

مکہ مکرمہ اور اردگرد کا ماحول
رسول اللہؐ کے گھر والے
رسول اللہؐ کے دادا
اک حاکمِ مردود کا حملہ
مولودِ مسعود
رسولِ اکرمؐ کے اسمائے گرامی
رسول اکرمؐ کی دائی ماں
ملائک کی آمد
والدہ مکرمہ کا وصال
رسول اللہؐ کے دادا کا وصال
عمِ سردار کے مالی احوال
اک عالمِ وحی کی اطلاع
رسول اللہ کی عروسِ مکرمہ
رسولِ اکرمؐ کی اولاد
اہلِ مکہ کا حکم

Marfat.com

رسولِ اکرمؐ کا دوبارہ پاس
رسول اللہ کی دعا گاہ
ولدِ عمر سے مکالمہ

حصۂ دوم

رسولِ اکرمؐ کا مکی دور

وحی اول کی آمد
وہ لوگ کہ اول اسلام لائے
رسول اللہ کا دورِ ملال
کھلم کھلا امرِ اسلام کا حکم
اہلِ اسلام کا دورِ آلام
اک مملوکہ صالحہ کا معاملہ
عمِ سردار کا حوصلہ
عمِ سردار سے اہلِ مکہ کا مکالمہ
عمِ سردار سے دوسرا مکالمہ
اس سال کا موسمِ احرام
عمِ رسول والدِ عمارہ کا اسلام
اک مکی سردار سے رسول اللہ کا مکالمہ
اسرائلی علماء سے اہلِ مکہ کے سوال
ماہِ کامل کے دو ٹکڑے
اہلِ اسلام کا رحلۂ اول
رحلۂ دوم

Marfat.com

حاکمِ اصحمہ کا عمدہ سلوک
ہمدمِ رسول عمر کا اسلام
اہلِ مکہ کا معاہدۂ عدمِ سلوک
ہمدمِ رسول دوسی کا اسلام
مصارعۂ رسول
صدموں کا سال
رسول اللہ سے اہلِ کہسار کا سلوک
احوالِ اسراء
وادئ اُحد کے لوگوں کا اسلام
رسول اللہؐ کے مددگاروں کا عہد
اہلِ اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم
اہلِ مکہ کی کارروائی
رسولِ اکرمؐ کو وداعِ مکہ کا حکم
ہمدمِ مکرم کی حوصلہ وری
راہ کے مراحل
اک صدائے لامعلوم
اک گھوڑے سوار کا معاملہ
اسلمی سہمی کا اسلام

حصۂ سوم

اعلائے اسلام کا دور

رسول اللہؐ کی آمد آمد
اللہ کے گھر کی معماری

Marfat.com

اسلامی سال کا سلسلہ
رسولِ اکرمؐ کی معمورۂ رسول آمد
رسولِ اکرمؐ کا گھر
معمورۂ رسول کے لوگ
اسرائلی علماء کی آمد
حرمِ رسول کی معماری
ہمدموں سے عمدہ سلوک کا معاہدہ
رسولِ اکرمؐ کا وہاں کے لوگوں سے معاہدہ
مکاروں کا گروہ
اس سال کے دوسرے احوال
اک اہم حکمِ الٰہی
کردار و عمل کی اول درس گاہ
ماہِ صوم کے احکام
مکاروں کے گروہ کی اک کارروائی
اسلام کے لیے لڑائی کا حکم
اسلام کی مہموں اور معرکوں کا سلسلہ
معرکۂ اول کے اعلام
اسلام کا معرکۂ اول
آرام گاہِ رسول
رسولِ اکرمؐ کی دعا
اہلِ اسلام کی مدد کے لیے ملائکہ کی آمد
معرکۂ اول کی گہما گہمی

Marfat.com

معرکۂ عام
"محروم علم" عمرو کی ہلاکی
محصوروں سے رسول اللہ کا سلوک
مالِ رہائی کی وصولی کی رائے
اس سال کے دوسرے احوال
معرکۂ الکدر
اک عدوئے رسول کی ہلاکی
اسرائلی گروہ سے معرکۂ اسلام
اہلِ مکہ کی اک اور کارروائی
معرکۂ اُحد
عمِ گرامی کا مراسلہ
رسول اللہ اور مسلموں کی رائے
اسلامی علم
مکاروں کی اک اور کارروائی
حُسامِ رسول
معرکۂ عام سے اول کے احوال
والدِ عامر کی اک مکروہ سعی
سرداروں کی الگ الگ لڑائی
معرکۂ عام
عمِ اسد اللہ کی دلاوری اور وصال
گھاٹی والوں کی حکم عدولی
علمدارِ اسلام کا وصال

رسول اللہ کو گھاؤ کا صدمہ

رسولِ اکرمؐ کے لیے گمراہوں کا حملہ

رسول اللہ کی اک دلدادہ کا حال

معرکۂ حمراء الاسد

سالِ سوم کے دوسرے احوال

والدِ سلمہ کی مہم

اک عدو اللہ کی ہلاکی

عصائے رسول کی عطا

گمراہوں کا ایک اور دھوکہ

ولد عمرو الساعدی کی مہم

دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ

اسرائلی گروہ کا محاصرہ

رسول اللہ کا اک اور معرکہ

معرکۂ موعد

معرکۂ دومہ

گمراہوں سے اک اور معرکہ

اک مملوکہ سے رسول اللہ کی عروسی

اک ہمدم اور اک مددگار کی لڑائی

عروسِ مطہرہ کے لیے اک مکروہ کارروائی

کلامِ الٰہی کا ورود

معرکۂ سلع

اسرائلی گروہ سے معرکہ

Marfat.com

اسرائلی گروہ کا مآل

مددگارِ رسول سعد کا وصال

محمد ولدِ مسلمہ کی مہم

علی کرم اللہ کی مہم

معاہدۂ صلح

رسول اللہؐ کے آگے اہلِ اسلام کا عہد

معاہدۂ صلح کے طے کردہ امور

معاہدۂ صلح کا ردِ عمل

معاہدۂ صلح اسلام کی کامگاری ہے

مکہ مکرمہ کے محصور مسلموں کا حال

ملوکِ عالم کو رسول اللہؐ کے مراسلے

حاکمِ روم کے لیے رسول اللہؐ کا مراسلہ

کسریٰ کے لیے رسول اللہؐ کا مراسلہ

حاکمِ اصحمہ کے لیے رسول اللہؐ کا مراسلہ

حاکمِ مصر کے لیے رسول اللہؐ کا مراسلہ

ولدِ ساوئی کے لیے رسول اللہؐ کا مراسلہ

اک ہمسائے ملک کے حاکم کو آں مکرمؐ کا مراسلہ

اسرائلی گروہ سے معرکۂ اسلام

اہلِ اسلام کے حملے

حصارِ سلالم کا محاصرہ

اسود راعی کا اسلام

اصحمہ کے ملک سے اہلِ اسلام کی آمد

Marfat.com

طعامِ سم آلود

اس معرکے کے محاصل

رسولِ اکرمؐ کا عمرہ اول

مکے کے دو سرداروں کا اسلام

اہلِ روم سے معرکۂ اسلام

سالارِ اسلام کی حوصلہ وری

سلاسل کی مہم

ساحلی گروہ کی اک مہم

معرکۂ مکّہ مکرمہ

اہلِ مکّہ کا ملال

رحلۂ مکّہ مکرمہ

سردارِ مکّہ کا اسلام

رسولِ اکرمؐ کی مکّہ مکرّمہ آمد

مکّے کے سرکردہ لوگوں کا اسلام

معرکۂ وادی اوطاس

اہلِ کہسار کا محاصرہ

اولادِ سعد کے گروہ کی آمد

عروہ ولدِ مسعود کا اسلام

اس سال کے دوسرے احوال

معرکۂ عسرہ

حاکمِ دومہ کا حال

مکّاروں کا گڑھ

Marfat.com

اہلِ کہسار کا اسلام

امصار و ممالک کے گروہوں کی آمد

اس سال کا موسمِ احرام

رسول اللہؐ کا رحلۂ وداع

رسول اللہؐ کا اصولی اور اساسی کلام

رسول اللہؐ کا سالِ وداع

رسول اللہؐ کا وصالِ مسعود

رسول اللہؐ کے وداعی لمحے

اہلِ مطالعہ سے

اس رسالے کے علمی وسائل

Marfat.com

باب دہم

متر جم سیرت نگارانِ رسولؐ

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی ______ ''الخصائص الکبریٰ''

آپ کا نام عبدالرحمٰن ہے آپ کی پیدائش دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ایک قبضہ سیوط میں یکم رجب ۸۴۹ھ میں ہوئی آپ مفسر تھے اور محدث بھی ایک بالغ نظر فقیہہ بھی تھے اور مورخ بھی آپ کثر التصانیف عالم تھے آپ کی اولین تصنیف ''شرح استغاذہ بسم اللہ'' ہے۔ آپ کو سات علوم پر عبور حاصل تھا یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں دسترس حاصل کی۔ آپ نویں صدی ہجری میں سیرت النبیؐ پر قلم اٹھایا اور ''الخصائص الکبریٰ'' تالیف فرمائی۔ عربی دنیا میں اس کتاب کے کافی چرچے ہیں اس لیے اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی نے اس کا اردو ترجمہ اسی نام سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا حکیم غلام معین الدین نعیمی اس کتاب کے مترجم ہیں۔ انھوں نے عربی و فارسی کے متعدد مشہور کتابوں کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ سیوطی نے ایک ہزار سے زیادہ خصائص

بنی الوریٰ صلعم کو بیان کیا ہے اور ہر اعجاز کی صراحت اور ثبوت کے لیے احادیث نبویؐ کے عظیم الشان ذخیرہ سے تلاش و جستجو کے بعد جس قدر بھی اپنے عنوان کے تحت احادیث دستیاب ہوسکتی تھیں جمع کر دیا ہے۔

الخصائص الکبریٰ : دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ جلد اول میں مصنف نے معجزات نبویؐ کا احاطہ کیا ہے۔ دوسری جلد جس میں آپؐ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور مصنف ان واقعات کے حوالے سے معجزات نبوی کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔

اس عربی کتاب کو حکیم غلام معین الدین نعیمی نے اردو میں منتقل کر کے ایک اہم ادبی رول ادا کیا ہے۔ اس مسودے کی اصلاح شمس بریلوی نے کی ہے لیکن شمس بریلوی اس ترجمے سے مطمئن نہیں کیوں کہ ہر زبان کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے اس زبان کے پورے مزاج کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں تاہم حکیم غلام معین الدین نعیمی کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔

محمد حسین ہیکل ــــــ ''حیاتِ محمدؐ''

عربی دنیا کے ایک معروف ادیب ہیں جن کا تعلق مصر سے ہے۔ انھوں نے پہلے مصر میں پھر پیرس میں تعلیم حاصل کی۔ خصوصیت سے سیرتِ نبویؐ اور سوانح صحابہ کرامؓ کا مطالعہ کیا۔ نیز فن تاریخ نگاری کو جدید طرز سے آشنا کیا۔ ان کی پانچ کتابیں منظر عام پر آئیں ان عربی کتابوں کے ترجمے انگریزی زبان میں ہوئے جن پانچ عربی کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔

1. The life of Mohammed
2. The Islamic Revolution

Marfat.com

3. The life of Abubakar

4. The life of Umar Al Farooq

5. Home of Revolution

مندرجہ بالا کتابوں کا انگریزی ترجمہ انگریزی ادب کے مشہور ادیب اسماعیل راغی الفارق نے کیا ہے۔

حیاتِ محمد : سرِ دست محمد حسین ہیکل کی تصنیف ''حیاتِ محمدؐ'' پر اظہارِ خیال مقصود ہے۔ اگر چہ کہ یہ تصنیف عربی زبان میں ہے لیکن اردو ترجمے کے بعد گویا وہ اردو ادب کا ہی سرمایہ بن گئی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا ابو یحییٰ خان نوشہری نے اس خاص اسلوب میں کیا ہے جس کی پختگی فن ترجمہ میں انھیں ایک بلند پایہ مقام عطا کرتی ہے۔ مترجم نے عربی اسالیب کی بلاغت پوری صحت کے ساتھ ترجمہ میں منتقل کی ہے۔ ابو یحییٰ خان نے یہ ترجمہ ۱۹۵۵ء میں کر کے لاہور سے شائع کیا اور ہندوستان میں اس کا پہلا ایڈیشن تاج کمپنی دہلی نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا تھا۔ یہی نسخہ زیرِ مطالعہ ہے ''حیاتِ محمدؐ'' کا آغاز مصنف کے مقدمہ طبع اول اور مقدمہ طبع ثانی سے ہوتا ہے۔ اس میں محمد حسین ہیکل نے اسلام اور مسیحیت کا موازنہ کیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عیسائی علماء اسلام اور بانی اسلام کو کس طرح بدنام کیا ہے۔

مقدموں کے بعد اصل کتاب کا آغاز پہلا شمارہ ''ملک عرب قبل از اسلام'' سے ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا شمارہ میں مکہ معظمہ، کعبۃ اللہ اور قوم قریش کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں مختلف پیغمبروں کے ذکر کے ساتھ نبیؐ کے شجرہ تک کا حال بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا شمارہ عہدِ ولادت اور طفولیت کا احاطہ کرتا ہے، چوتھا شمارہ میں متاہل زندگی سے لے کر ابتدائے بعثت تک کے حالات قلم بند کیے ہیں، شمارہ پانچ کا عنوان ''از بعثت تا بہ اسلام عمرؓ'' ہے۔ شمارہ چھے کے تحت ''واقعہ غرانیق'' کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شمارہ سات کی ساری بحث قریش کی ایذا رسانیوں کی تاریخ پیش کرتی ہے۔ شمارہ آٹھ کی

Marfat.com

بحث میں مصنف نے شعب ابی طالب کے معاہدے کے ٹوٹنے سے لے کر اسرا تک کے واقعات کا احاطہ کیا ہے۔شمارہ نو میں بیعت عقبہ کی تفصیلات آئی ہیں۔شمارہ دس تک آپؐ کی ولادت باسعادت سے لے کر ہجرت تک کے تمام اہم واقعات تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد مصنف نے گیارھویں سے تیسویں شمارے تک آپ کی مدنی زندگی کو موضوع بحث بنایا ہے۔شمارہ بارہ میں ''سرایا اور ابتدائی جھڑپیں'' سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔شمارہ تیرا میں غزوۂ بدر کی تمام تر تفصیلات آئی ہیں۔ چودھویں شمارے کا عنوان ''بدر اور اُحد کا درمیانی وقفہ ہے'' پندرہ اور سولہ شمارے میں غزوۂ احد پر روشنی ڈالی ہے۔سترویں شمارہ تذکرۂ ازواج مطہرات کے لیے مختص ہے۔شمارہ اٹھارہ جنگ خندق اور بنو قریظہ کی کارستانی پر روشنی ڈالتی ہے۔انیسویں شمارے میں مصنف نے بنو قریظہ کے استحصال سے لے کر صلح حدیبیہ تک کے تمام واقعات کا احاطہ کیا ہے۔آخر میں ''شرائط صلح'' کے تحت تاریخی صلح نامے کے تمام نکات پر روشنی ڈالی ہے۔شمارہ اکیس میں شراب کی حرمت اور غزوہ خیبر سے لے غزوہ القضاء تک کے واقعات کی تفصیل آئی ہے۔بائیسویں شمارے میں عمرۃ القضاء سے لے کر خالد بن ولید کے اسلام لانے تک کے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔شمارہ تیئیس میں غزوۂ موتہ اور غزوۂ سلاسل کا جائزہ لیا گیا ہے۔شمارہ چوبیس میں فتح مکہ بھی سیرت نبوی کا اہم موضوع ہے۔شمارہ پچیس غزوۂ ہوازن وطائف کے لیے مخصوص کی گئی ہے شمارہ چھبیس ''مراجعت مدینہ'' کے عنوان سے مخصوص ہے۔شمارہ ستائیس غزوۂ تبوک اور وفات سیدنا ابراہیمؑ کا احاطہ کرتی ہے۔شمارہ اٹھائیس میں مصنف نے ان وفود کا ذکر کیا ہے جنھوں نے غزوۂ تبوک کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ شمارہ انتیس میں عرب کے اہلِ کتاب سے لے کر خطبۂ حجتہ الوداع تک کے تمام واقعات درج کیے گئے ہیں۔شمارہ تیس از علالت تا بدار ارتحال کا احاطہ کرتی ہے۔

Marfat.com

''تکملہ'' کے عنوان کے تحت آپ کے وصال کے بعد کے حالات زیرِ بحث آئے ہیں اور کتاب کے آخر میں محمد حسین ہیکل نے ''اسلامی تمدن، قرآنی نقطۂ نظر سے اور اسلامی تمدن اور مستشرقین'' کے عنوان سے آپ نے دنیا کے لیے جو تمدن چھوڑا اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔

Marfat.com

مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی ___ "شواھد النبوت"

نویں صدی ہجری کے نامور عالم اور برگزیدہ صوفیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ فارسی ادب میں شاعری کے حوالے سے جامی ایک جلیل القدر شاعر کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ جامی ضلع جام کے قصبہ خرجرد میں ۲۳ر شعبان ۸۱۷ھ مطابق ۷ر نومبر ۱۴۱۴ء کو پیدا ہوئے اور ہرات میں ۸ر محرم ۸۹۸ھ مطابق ۹ر نومبر ۱۴۹۲ء میں وفات پائی۔

جامی کے ادبی نگارشات کی ایک طویل فہرست ہے مولانا کی بیشتر تخلیقات اگرچہ نثر میں ہیں لیکن موصوف کو شہرت ان کی شاعری سے حاصل ہوئی۔ ان میں "ہفت اورنگ" (سات مثنویوں کا مجموعہ) اور غزلیات کے تین مجموعے شامل ہیں۔

شواھد النبوت : زیر نظر کتاب "شواھد النبوت" مولانا جامی کی شاہکار تصنیف ہے شواھد النبوت فارسی نثر کا ایک حسین مرقع ہے۔ جو اپنی سادگی، تسلسل بیان اور فصاحت و بلاغت میں ایک یادگار کی حیثیت رکھتی ہے۔ جامی اپنے دوست خاص امیر علی شیر نوائی کی درخواست پر اس کتاب کی تصنیف کی چنانچہ ۸۸۵ھ میں مولانا جامی نے

Marfat.com

یہ کتاب مکمل کرلی۔ اس کی مادہ تاریخ بھی نکالی۔

در آں وقت اتمام آں دست داد

کہ ''تمۃ'' (۸۸۵ھ) بود تاریخِ سال!!

اس کا فارسی ایڈیشن آج سے ۷۰ سال پہلے مطبع نول کشور نامی لکھنو نے طبع کروایا۔ اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر جناب بشیر حسین ناظم نے اسے اردو لباس میں جلوہ گر کردیا اور محل پبلی کیشنز دہلی نے ۱۹۸۹ء کو شائع کیا۔

اس کی ترتیب میں ایک مقدمہ سات ارکان اور خاتمہ شامل ہے مقدمے سے پہلے آغاز میں خدا کی حمد و ثناء بیان کی ہے مقدمے میں مصنف نے نبی اور رسول کے معنی اور ان کے متعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔

''شواہد النبوت'' فارسی ادب کی ایک شہرآفاق تصنیف ہے اس کا ترجمہ عربی میں بھی ہو چکا ہے۔ جناب بشیر حسین ناظم کو کئی زبانوں پر قدرت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا کا ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جس پر طبع زاد ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

احمد علی بن سید محمد علی الواعظ ــــــ ''شوکت الاسلام''

محمد بن عمر بن واقد الواقدی (۱۳۰۔۲۰۷) کی عربی کتاب ''المغازی'' کا ترجمہ فارسی نظم میں مرزا محمد خاں آشوب تورانی نے ''صولت فاروقی'' کے نام سے کیا اس کی تکمیل احمد علی بن سید محمد علی الواعظ الرامپوری نے کیا پھر اس کا اردو ترجمہ بنام ''شوکت الاسلام'' کیا اور مطبع نظامی کانپور سے شائع کیا۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ (۱) معارک الامود مع الاعداء الحسود'' نبی کریم کے غزوات اور اہلِ ردہ کے ساتھ کے جنگ کے اصول، (۲) نصب الاعلام فی فتوحات الشام۔ شام کی فتوحات کا تذکرہ، (۳) ترتیب ایراق فی فتوح المعسر والعراق عجم وعراق کی فتوحات۔

امام یوسف بن اسماعیل بنہائی ــــــ ''انوارِ محمدیہ''

مصنف امام یوسف بن اسماعیل بنہائی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰) ترجمہ پروفیسر غلام ربانی

Marfat.com

عزیز ایم۔ اے رحمت للعالمین کی سیرت مقدسہ پر کثیر التعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اتنی جامع اور محققانہ کوئی نہیں ہے۔ بلاشبہ موصوف نے امتِ مسلمہ کو ایک عظیم تحفہ دیا۔ سہل و سلیس زبان میں ترجمہ کر کے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کا موقع دیا (۶۴)۔ شیخ یوسف بنہائی کی ایک اور کتاب "شمائل الرسول" کے نام سے جس کا ترجمہ "وسائل الوصول" کے نام محمد میاں صدیقی نے کیا ہے اور مکتبہ الحسنات دہلی نے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا ہے۔

محمد حسین ہیکل ــــــ "زندگانی محمدؐ"

مصر کے ممتاز صاحبِ قلم محمد حسین ہیکل نے عربی میں سیرۃ النبیؐ پر ایک کتاب لکھی۔ ایران میں اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا۔ اسی فارسی ترجمہ سے محمد حسین عرشی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مستشرقین کی تحقیقات کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا گیا ہے۔ (۶۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ــــــ "سرور المحزون"

ترجمہ حافظ ابراہیم علی خاں سرور المحزون شاہ ولی اللہ دہلوی کی فارسی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ حافظ ابراہیم نے قرۃ العیون شرح سرور المحزون کے نام سے کیا ہے۔ اصل کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے ابتداء میں شاہ صاحب کی مختصر سوانح عمری پھر ان کی تصنیفات کا مختصر تعارف اور مقدمہ کے آخر میں مترجم نے یہ اشعار لکھے ہیں

جو یہ نسخہ تالیف میں نے کیا
نہیں اس سے ہے مدعا نُجز ریا
مگر یہ کہ ہو اس سے نفعِ عباد
مجھے بھی دعا میں کریں لوگ یاد

Marfat.com

یہ کتاب فقہی انداز میں لکھی گئی ہے اور جگہ جگہ قرآنی آیات سے واقعات قلمبند کیے ہیں۔ فارسی متن بھی مذکور ہے۔

Marfat.com

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری ____ "الرحیق المختوم"

صفی الرحمٰن بن عبداللہ علمائے مبارکپور کے معروف علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جس کی علمی بالخصوص محدثانہ خدمات کو عرب و عجم میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ ۱۹۴۲ء میں حسین آباد میں پیدا ہوئے مقامی مختلف مدارس میں تعلیم پائی اور فیضِ عام مئو سے سندِ فراغت حاصل کی، مختلف اداروں میں تدریسی خدمات انجام دی جامعہ سلفیہ کے اردو مجلّہ "محدث" کے ایڈیٹر رہے اور آج کل مدینہ منورہ میں مرکز السنتہ سے منسلک ہیں۔

الرحیق المختوم : سیرت کی کتابوں میں ایسے ہی نمایاں ہے جیسے ظلمت شب میں چاند تاروں کی ضوفشانی واقعات کے انتخاب، مواد کی فراہمی اور ترتیب، اسلوب نگارش کی چاشنی، زبان پر قدرت، روزمرہ اور محاورہ پر گرفت اور صحیح مصادر و مراجع تک رسائی نے اس کتاب کی علمی اور تحقیقی حیثیت کو نمایاں کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات بلاخوف

Marfat.com

تردید کہی جاسکتی ہے کہ کتاب حالات واقعات کی درستی اور تحقیق کے اعتبار سے سیرت کے اہم کتابوں میں سے ایک ہے اور عصرِ حاضر میں فن سیرت نگاری کا ایک معیاری نمونہ ہے۔

کتاب اصلاً عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس کو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت منعقد ہونے والے بین الاقوامی مقابلہ سیرت نگاری میں پیش کیا گیا۔ سیرت کے ماہرین و مختصین نے اسے پہلے انعام کی مستحق قرار دیا۔ پھر فاضل مصنف نے خود ہی اپنے قلم سے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو ترجمہ کے بجائے مستقلاً ایک طبع زاد تصنیف معلوم ہوتی ہے اس کا اسلوب بیان بارِ خاطر بن جانے والے طول اور اظہارِ بیان سے قاصر رہ جانے والے اختصار سے مبّرا و پاک ہے۔ سیرت کے گلہائے رنگا رنگ میں یہ کتاب گل سر سبد کی حیثیت رکھتی ہے اپنی ندرتِ بیان جدت تحقیق اور کاوشِ علمی کے لیے ایک خاص امتیاز کی حامل ہے (۲۶)۔

مذکورہ بالا تراجم کے علاوہ ذیل میں کچھ مترجم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ حیاۃ محمد صلعم از استاد محمد حسین ہیکل مصری، مترجم ابو یحییٰ امام خان، سیرۃ النبی (کامل جلد ۲) از ابن ہشام مترجم عبدالجلیل صدیقی ترتیب و اضافہ غلام رسول مہر۔ فصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی، مترجم زکریا صاحب کاندھلوی رسالت کے سایہ میں ۔ مترجم ڈاکٹر مقتدی ازہری، الانصاف فیما قیل فی المولد من الغلو والاجحاف از فضیلتہ الشیخ ابی بکر جابر الجزائری، مترجم سید محمد غیاث الدین مظاہری۔ ھدی الرسولؐ از شیخ الاسلام امامؒ ابن القیم الجوزی مترجم مولانا عبدالرزاق ندوی ملیح آبادی۔ سو بڑے آدمی از سیموئل نستن ولیم اے۔ ڈی وٹ۔ مترجم مولانا عبدالمجید سالک، سیرۃ الرسول عربیؐ، مترجم محمد نور بخش توکلی، زاد المعاد از ابن القیم لجوزی، مترجم سید رئیس احمد جعفری۔ سیرت سید الانبیاء (الوفا) مترجم محمد اشرف سیالوی حدیث دفاع۔ مترجم میجر جنرل اکبر خاں مدارج النبوۃ از عبدالحق محدث دہلوی۔ مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی، ترجمہ سیرت حلبیہ، مترجم مولانا محمد اسلم رمزی، مغازی صادقہ، مترجم مولوی بشارت علی اودھی، الدمع الہنون ترجمہ جلاء العیون۔ سید عبدالحسین بارھوی، منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ: خواجہ عبدالحمید، نور الیقین خضر بیک مترجم مولانا ظہیر الدین رحمانی استاد جامعہ دار السلام عمر آباد۔

Marfat.com

ابن ہشام ______ "سیرت النبی کامل"

ابنِ ہشام کا پورا نام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری، المعافری ہے ان کا تعلق قبیلہ حمیر کی شاخ معافر سے تھا جو معافرن یافر سے منسوب تھی۔ یہ لوگ مصر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ابن ہشام کا جائے پیدائش بصرہ ہے لیکن وہ ابتدائی عہد میں بصرہ سے مصر چلے گئے اور اپنی عمر عزیز کا ایک بڑا ہی حصہ وہیں گزارا۔ تاریخ ولادت پردہ خفا میں ہے۔ تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک ۲۱۳ھ مطابق ۸۲۸ء اور بعض کے نزدیک ۲۱۸ھ مطابق ۲۳۳ ہے آپ کا مدفن فسطاط میں ہے جس کو عمرؓو بن العاص فاتح مصر نے بسایا تھا اور یہ حصہ آج کل نواحِ قاہرہ میں شامل ہے۔

ابن ہشام علم نحو، لغت اور عربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے مصر میں امام شافعیؒ سے ملاقات کی تھی سیرت طیبہ کے علاوہ اور بھی تصانیف ان کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً تاریخ سلاطین حمیر اور کتاب التیجان قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

سیرت النبی کامل: اس تصنیف کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوئے مثلاً مولانا شبلی نعمانی نے فارسی ترجمے کا ایک مخطوطہ الہٰ آباد میں دیکھا تھا جو شیخ سعدی کی عہد میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ اس تصنیف کا اردو میں پہلا ترجمہ مولانا محمد انشاء اللہ خان نے مولوی محمد عبدالحلیم ردولوی کی مدد سے کیا تھا۔ جو تین جلدوں میں شائع ہوا۔ اس تصنیف کے ناشر نے خود اس بات کی تصریح کردی تھی کہ "ترجمہ میں طوالت کو اختصار سے بدلنے کے ساتھ مواقع بہ مواقع بہ ردے روایت مفید حواشی وتشریحات واسباب و واقعات بڑھائے گئے"۔ ترجمہ ثانی سید یسین علی حسینی نظامی دھلوی نے کیا جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ ثالث کی ابتداء حیدر آباد دکن میں ہوئی لیکن وہ مکمل شائع نہ ہوسکا۔ ایک اور ترجمہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے کیا ہے۔ مترجم نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں اس بات کی تصریح کردی ہے کہ عنوانات میں اصل عربی کتاب کا تتبع نہیں کیا۔ بعض مشکل مختصر اور توضیح طلب بیانات کے بجائے دوسری کتاب سے آسان اور سہل بیانات اندراج کر دیے ہیں۔ آیات کی تفسیر اور اشعار کا بیشتر حصہ ترک کر رہا ہے۔ مذکورالذکر اولین دونوں ترجمے بھی تصرف سے محفوظ نہیں تھے اردو کے علاوہ اس کتاب کے ترجمے جرمنی اور غالباً فرانسیسی کے علاوہ ایک ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔ (٦٧)

اس عربی تصنیف کا اردو ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی نے کیا جس کی نظر ثانی و تہذیب مولانا غلام رسول مہر نے انجام دیا۔

سیرت النبیؐ دو ضخیم جلدوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ زیر مطالعہ کتاب کو اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

سیرت النبیؐ حصہ اول: اس جلد کو مترجم نے ۱۰۸ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ فہرست مندرجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

باب ۱ نسب پاک

باب ۲ ابن عامر کا خروج اور بند مأرب
باب ۳ ربیعہ بن نصر حاکم یمن
باب ۴ الوکرب تبان اسد
باب ۵ حسّان بن تبان
باب ۶ یمن پر ذونواس کا تسلط
باب ۷ بخران میں مسیحیت کی ابتداء
بات ۸ اصحاب الاخدود کا واقعہ
باب ۹ یمن پر اہل حبشہ کی حکومت
باب ۱۰ ابرہہ اشرم کی بادشاہی
باب ۱۱ حرم پاک پر ابرہہ کی یورش
باب ۱۲ ابرہہ اور اس کے لشکر کا انجام
باب ۱۳ فیل اور اصحاب فیل
باب ۱۴ سیف بن ذی یزن کا ظہور
باب ۱۵ یمن پر ایرانیوں کی حکومت
باب ۱۶ نزار بن معد اور اس کی اولاد
باب ۱۷ عربوں میں بُت پرستی
باب ۱۸ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام
باب ۱۹ بیان نسب کا تکمیلہ
باب ۲۰ قصی، ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد
باب ۲۱ بیت اللہ سے جرہم کا اخراج
باب ۲۲ قصی اور تولیت کعبہ
باب ۲۳ قریش کا اتحاد اور مکہ پر غلبہ

Marfat.com

باب ۲۴ بنی عبدالدار اور بنی عبد مناف میں کشمکش
باب ۲۵ ہاشم اور مطلب
باب ۲۶ عبدالمطلب کا زمانہ
باب ۲۷ عبدالمطلب کی نزر
باب ۲۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ورضاعت
باب ۲۹ والدہ ماجدہ اور جد امجد کی وفات
باب ۳۰ ابوطالب کی سرپرستی
باب ۳۱ حضرت خدیجہؓ سے نکاح
باب ۳۲ کعبہ مکرمہ کی تعمیر
باب ۳۳ بیان حمس
بات ۳۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں
باب ۳۵ یہودیوں کی روایات
باب ۳۶ حضرت سلیمانؓ کا اسلام
باب ۳۷ راہِ حق تلاش کرنے والے چار اصحاب
باب ۳۸ زید بن عمرو کی مصیبتیں
باب ۳۹ انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف
باب ۴۰ نبوت کا آغاز
باب ۴۱ دعوت اسلام (۱)
باب ۴۲ دعوت اسلام (۲)
باب ۴۳ علانیہ تبلیغ کا آغاز
باب ۴۴ پیروان دین حق کے مصائب
باب ۴۵ ابوطالب کا مشہور قصہ

Marfat.com

باب ۴۶ نبوت کی عام شہرت
باب ۴۷ قریش کی ایذا رسانیاں
باب ۴۸ اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوالات
باب ۴۹ قریش کی بیسا کی اور خدا ناترسی
باب ۵۰ مسکینوں پر خوفناک ظلم و ستم
باب ۵۱ حبشہ کی جانب پہلی ہجرت
باب ۵۲ مہاجرین کے خلاف قریش کی کوشش
باب ۵۳ حضرت عمرؓ کا اسلام
باب ۵۴ شعب ابی طالب میں محصوری!
باب ۵۵ کفار قریش اور قرآن مجید
باب ۵۶ حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت
باب ۵۷ معاہدہ قریش کی شکست
باب ۵۸ طائف سے واپسی اور اشاعت اسلام
باب ۵۹ کفار کی مخالفت اور اسلام کی اشاعت
باب ۶۰ اسریٰ اور معراج
باب ۶۱ معراج اور سیر سماوات
باب ۶۲ ہنسی اڑانے والوں کا عبرتناک انجام
باب ۶۳ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات
باب ۶۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ طائف
باب ۶۵ قبائل کو دعوت اسلام
باب ۶۶ انصار اور عقبہ اولیٰ
باب ۶۷ بیعتِ عقبہ ثانیہ

Marfat.com

باب ۶۸ قریش کا جوش انتقام
باب ۶۹ عقبہ ثانیہ کی شرطیں اور حاضرین بیعت
باب ۷۰ اذن قتال اور آغاز ہجرت
باب ۷۱ مہاجرین کی ہجرت اور قیام گاہیں
باب ۷۲ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت
باب ۷۳ سفرِ ہجرت
باب ۷۴ مدینہ میں ورود اور تعمیرِ مسجد
باب ۷۵ خطبات نبویہ
باب ۷۶ مہاجرین وانصار اور یہود کا تاریخی معاہدہ
باب ۷۷ مواخات اور دوسرے واقعات
باب ۷۸ ابوقیس بن ابی انس
باب ۷۹ یہود کی کیفیت
باب ۸۰ یہود سے میل جول رکھنے والے منافق!
باب ۸۱ منافقین سے سلوک
باب ۸۲ قرآن مجید کی مزید شہادتیں
باب ۸۳ یہود کی بدعہدیاں اور نافرمانیاں
باب ۸۴ یہود و نصاریٰ کے باہم جھگڑے
باب ۸۵ تحویل قبلہ اور یہود کی سفاہتیں
باب ۸۶ فتنہ انگیزیاں اور تفرقہ پردازیاں
باب ۸۷ حق وصداقت کے دشمن
باب ۸۸ فتنہ انگیزی پر فتنہ انگیزی
باب ۸۹ وفد نجران (۱)

Marfat.com

باب ۹۰ وفد بحران (۲)
باب ۹۱ منافقین اور آب وہوائے مدینہ
باب ۹۲ غزوات کا آغاز
باب ۹۳ غزوۂ بدر کے مقامات
باب ۹۴ قافلۂ قریش اور لشکر قریش
باب ۹۵ غزوۂ بدر (۱)
باب ۹۶ غزوۂ بدر (۲)
باب ۹۷ اسیرانِ بدر
باب ۹۸ زینبؓ کا سفرِ مدینہؑ اور ابوالعاص کا اسلام لانا
باب ۹۹ سورۂ انفال کا نزول (۱)
باب ۱۰۰ سورۂ انفال کا نزول (۲)
باب ۱۰۱ شرکائے بدر۔۔مہاجرین
باب ۱۰۲ شرکائے بدر۔۔اوس
باب ۱۰۳ شرکائے بدر۔۔خزاج
باب ۱۰۴ مسلمان شہداء اور قریش کے مقتول واسیر
باب ۱۰۵ جنگ بدر کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۰۶ جنگ بدر کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۰۷ جنگ بدر کے متعلق اشعار (۳)
باب ۱۰۸ جنگ بدر کے متعلق اشعار (۴)

پہلی جلد میں مصنف موصوف نے ابتداء سے جنگ بدر تک کے تمام واقعات کو بڑی تحقیق وجستجو کے ساتھ اس کے تمام جزوی لوازمات کو برقرار رکھتے ہوئے سیرت النبیؐ میں ایک شاہکار تصنیف یادگار چھوڑی ہے فنِ سیرت نگاری میں یہ تصنیف معتبر اور لائق

Marfat.com

تقلید واتباع ہے یہی وجہ ہے کہ بیشتر سیرت نگاری نے اپنے اپنے زورِ قلم صرف کرنے سے پہلے اس تصنیف سے مستفید ہوئے ہیں۔

جلد دوم

باب ۱۰۸: غزوات وسرایا

باب ۱۰۹: کعب بن اشرف کا قتل

باب ۱۱۰: غزوۂ احد (۱)

باب ۱۱۱: غزوۂ احد (۲)

باب ۱۱۲: غزوۂ احد (۳)

باب ۱۱۳: غزوۂ احد (۴)

باب ۱۱۴: غزوۂ احد اور قرآن مجید (۱)

باب ۱۱۵: غزوۂ احد اور قرآن مجید (۲)

باب ۱۱۶: شہیدا اسلام اور مقتولین قریش

باب ۱۱۷: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۱)

باب ۱۱۸: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۲)

باب ۱۱۹: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۳)

باب ۱۲۰: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۴)

باب ۱۲۱: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۵)

باب ۱۲۲: جنگِ احد کے متعلق اشعار (۶)

باب ۱۲۳: رجیع کا دردناک واقعہ (۱)

باب ۱۲۴: رجیع کا دردناک واقعہ (۲)

باب ۱۲۵: بئر معونہ کا مشہد

باب ۱۲۶: یہود بنی نضیر کی جلاوطنی

Marfat.com

باب ۱۲۷: غزوۂ ذات الرقاع
باب ۱۲۸: بدر الآخر اور دومتہ الجندل
باب ۱۲۹: غزوۂ خندق (۱)
باب ۱۳۰: غزوۂ خندق (۲)
باب ۱۳۱: غزوۂ بنی قریظہ
باب ۱۳۲: غزوۂ خندق کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۳۳: غزوۂ خندق سے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۳۴: ابن ابی الحقیق کا قتل اور غزوۂ بنی لحیان!
باب ۱۳۵: غزوۂ ذی قرد
باب ۱۳۶: غزوۂ بنی مصطلق
باب ۱۳۷: واقعۂ افک
باب ۱۳۸: واقعۂ حدیبیہ
باب ۱۳۹: بیعت رضوان
باب ۱۴۰: غزوۂ خیبر (۱)
باب ۱۴۱: غزوۂ خیبر (۲)
باب ۱۴۲: مہاجرین حبشہ کی مراجعت
باب ۱۴۳: عمرۂ قضا
باب ۱۴۴: غزوۂ موتہ
باب ۱۴۵: موتہ کے متعلق اشعار
باب ۱۴۶: صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی
باب ۱۴۷: فتح مکہ (۱)
باب ۱۴۸: فتح مکہ (۲)

Marfat.com

باب ۱۴۹: فتح مکہ کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۵۰: فتح مکہ کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۵۱: غزوۂ حنین (۱)
باب ۱۵۲: غزوۂ حنین (۲)
باب ۱۵۳: غزوہ حنین کے متعلق اشعار (۱)
باب ۱۵۴: غزوہ حنین کے متعلق اشعار (۲)
باب ۱۵۵: غزوۂ طائف
باب ۱۵۶: حنین وطائف کے متعلقات
باب ۱۵۷: کعب بن زہیر اور بانت سعاد
باب ۱۵۸: غزوۂ تبوک
باب ۱۵۹: کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ
باب ۱۶۰: وفد ثقیف
باب ۱۶۱: پہلا اسلامی حج اور اعلانِ برأت
باب ۱۶۲: سورۂ برأت کی تفسیر
باب ۱۶۳: غزوات کے متعلق اشعار
باب ۱۶۴: وفد بنی تمیم
باب ۱۶۵: بنی عامر اور بنی سعد بن بکر کے وفد
باب ۱۶۶: مختلف وفود (۱)
باب ۱۶۷: مختلف وفود (۲)
باب ۱۶۸: مختلف وفود (۳)
باب ۱۶۹: حجۃ الوداع
باب ۱۷۰: غزوات وسرایا (۱)

باب ۱۷۱: غزوات وسرایا (۲)

باب ۱۷۲: غزوات وسرایا (۳)

باب ۱۷۳: غزوات وسرایا (۴)

باب ۱۷۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۱)

باب ۱۷۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۲)

باب ۱۷۶: ثقیفہ بنی ساعدہ

باب ۱۷۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

باب ۱۷۸: حسانؓ بن ثابت کے ماتمی اشعار

اس جلد کو مصنف نے ۷۰ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں غزوات وسرایا سے نبی کریم کی تجہیز و تکفین پھر حسان بن ثابت کے ماتمی اشعار پر اس جلد کو ختم کیا ہے۔

سیرت النبی کے اس ترجمے کی بعض خصوصیات یہ ہیں کہ ترجمہ صاف اور عام فہم سلیس انداز میں کیا گیا ہے۔ جس سے قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کتاب ترجمہ نہیں بلکہ اصل تصنیف ہے۔ ابن ہشام کی عربی سیرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ابن ہشام کے بیان کردہ تمام اصول وضوابط کو باقی رکھا گیا ہے۔ تمام آیات کا متن پیش کر کے ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث کا متن بھی باقی رکھا گیا ہے اشعار کا بھی اردو ترجمہ اصل متن کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں جن مقامات کا ذکر آیا ہے ان کا صحیح محل و قوع حاشیہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ ابواب کے ساتھ فصلوں یعنی ذیلی سرخیوں کی تفصیل بھی فہرست میں دے دی گئی ہے۔ اس تصنیف میں غزوات نبوی کے نقشے بھی دیے گئے ہیں۔ تا کہ قاری واقعہ کے ساتھ ساتھ محل وقوع کو بھی ذہن نشین کر لے۔

فی الجملہ یہ مترجم سیرت النبی فن سیرت نگاری میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں عقیدت سے زیادہ تحقیق کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور واقعات کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے۔

Marfat.com

باب یازدہم

سیرت کے خاص پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابیں

عبدالرزاق ملیح آبادی ــــــ ''رحلتِ مصطفیٰ''

یہ کتاب اپنے قسم کی منفرد کتاب ہے جو مسلمانوں کے سامنے ان کے ہادیٔ اعظم کی ولادت، مرض الموت اور وفات پہلی مرتبہ مفصل و مرتب شکل میں پیش کرتی ہے۔ کتب احادیث کی وہی روایتیں لی گئی ہیں جو صحیح و ثابت ہیں اور سب کے حوالے دیے گئے ہیں بعض جگہوں پر کتب ادب و مواعظ سے بھی مدد لی گئی ہے کتاب کی تالیف میں وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو قدیم عرب مؤرخوں کے طریقہ سے مشابہ ہے۔ جس کی وجہ سے حالات اپنے اصل رنگ و روپ میں نظر آتے ہیں۔ کتاب ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ (۶۸)

ڈاکٹر حمید اللہ ــــــ ''عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ''

عالمِ اسلام کے معروف و منفرد محقق مصنف مترجم و مفسر و مبلغ پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ نے جرمنی کی بون یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ

کی ڈگری لی اور پھر سوربوں یونیورسٹی پیرس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ مختلف بین الاقوامی جرائد و مختلف زبانوں میں ان کے شائع شدہ مقالات کی تعداد ۹۲ ہے۔ وہ ایک سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ فرانسیسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ سیرۃ نبوی پر آپ نے متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ''سیرت النبی'' دو جلدیں، ترکی زبان میں ''السیر الکبیر'' چار جلدیں، اردو میں ''عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ''، ''عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم''، ''سیاسی وثیقہ جات از عہدِ نبوی تا خلافتِ راشدہ اسی طرح بلاذری کی ''انساب الاشراف'' کی جلد اول جو سیرت نبوی سے متعلق ہے مرتب کیا اور شائع کیا۔ محمد بن اسحاق اولین سیرت نگار کی کتاب ''السیرۃ النبویہ'' کو مرتب کرر ہے ہیں۔ (۶۹)

عبدالباری ایم۔ اے ——— ''رسولِ کریمؐ کی جنگی اسکیم''

فاضل مصنف نے اس عنوان کے تحت جنگِ بدر و جنگِ حنین کے واقعات قلم بند کر کے رسالوں کے خصوصی نمبروں کے لیے مضامین بھیجے پھر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کتاب ''عہدِ نبوی کے میدان جنگ'' کے انوکھے انداز سے متاثر ہو کر یہ ہمت ہوئی کہ رسولِ کریمؐ کی جنگوں پر ایک کتاب تیار کی جائے جس میں نقشے بھی رہیں کتاب ۱۹۸۲ء میں منظرِ عام میں آچکی ہے۔ (۷۰)

رؤف اقبال ——— ''عہدِ نبوی کے غزوات و سرایا''

اس کی مصنفہ مولانا شاہ فضل اللہ سابق صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

حیدر آباد کی صاحبزادی رؤفہ اقبال ہیں مقالہ نگار نے اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر غزوہ و ہر سریہ کو جنگ کہنا غلط ہے۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ نہ تو ہر غزوہ میں جنگ ہوئی اور نہ ہر سریہ اس مقصد سے بھیجا ہی گیا۔ اس میں خاص طور سے اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آپ کے غزوات و سرایا کا مقصد کتنا مقدس و پاکیزہ تھا جس کے نتیجہ میں امن اجتماعی اور عدل و انصاف قائم کرنے میں آپ خاطر خواہ کامیاب ہوئے۔ (۷۱)

مولانا حکیم ایمن مدنی ــــــ "اشکہائے نبویؐ"

مولانا حکیم ایمن مدنی مہتمم ادارہ تالیف و تبلیغ شنکر نگر رحمتِ عالم کے اشکوں کے حسین منثور مجموعہ کو بڑی خوبی اور دلاویز انداز میں مولانا نے جمع کیا ہے۔ رقتِ قلب اور اشکباری چشم کے واقعات دلکش، دلنشیں اور صاف ستھرے اسلوب اور اچھی زبان میں اس طرح پیش کیے گئے ہیں آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی ہیں اور پڑھنے والے کے قلب پر بڑا گہرا تاثر ہوتا ہے (۷۲)۔

اسی طرح بہت سی کتابوں میں سیرت کے خاص پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے جیسے مغازی سرورِ عالم: عبدالرحمٰن بن حاجی محمد روشن خان، ولادتِ نبوی: ابوالکلام آزاد، دیارِ حبیب: الحاج شمشیر علی خان، حلیۃ النبی: سید احمد قادری، حیاتِ رسولؐ کے دس دن: خالد محمد خالد، مکالماتِ نبوی: ابویحیٰی امام خاں، طب نبوی: حافظ نذیر احمد، تعلیماتِ نبوی: محمد سلیمان قاسمی فرخ آبادی، رسولؐ کا طریقۂ نماز: محمد سلیمان قاسمی فرخ آبادی، معراج النبی: غلام سید احمد، رسولِ خدا کا طریقہ تربیت: سراج الدین ندوی، آنحضرت کا سلسلہ نسب نصب اور اہلِ کتاب: مولانا حمید الدین فراہی، اسلامی قیادت: محمد شریف قاضی، طب نبوی اور جدید سائنس: ڈاکٹر خالد غزنوی، سرورِ کونین کی فصاحت: ادیب شہر شمس بریلوی، جمالِ مصطفیٰ: عبدالعزیز عرفی، غزواتِ مقدس: مولانا محمد عنایت اللہ وارثی، ذکرِ رسول:

Marfat.com

عبدالماجد دریا آبادی، مکتوباتِ نبوی: مولانا سید محبوب رضوی، مکاتیبِ رسول: عزیز ملک، فصاحتِ نبوی: ڈاکٹر ظہور احمد مظہر، معجزاتِ سرورِ عالم: ولید الاعظمی، غزواتِ رسول: بریگیڈ گلزار احمد، نبی کریم کی دعوتی سرگرمیاں اور ہمارا منصب: متین طارق، نبی کریم کی نمازیں: طاہر رسول قادری، حضور اکرم اور ہجرت: سید اسعد گیلانی، تعمیر سیرت کے لوازم: نعیم صدیقی، نراشنس اور آخری رسول: وصی اقبال، حضرت رحمت للعلمین کا فیض عام: حبیب اللہ گانی، اقبال اور عشق رسول: سید عبدالرشید، بشائر النبیین: مولانا محمد ادریس کاندھلوی، رسولِ اکرم کی سیاستِ خارجہ: پروفیسر محمد صدیق قریشی، وفات النبی: مولانا اخلاق حسین قاسمی، حضور اکرم کی سیاسی زندگی اخلاق کے آئینہ میں: مولانا اخلاق حسین قاسمی۔

اسی طرح بہت سے اور چھوٹے چھوٹے کتابچے ہیں جو سیرتِ نبوی کو اجاگر کرتی ہیں۔ ہمارے رسولِ پاک: طالب معاشی، پیغمبرِ اسلام: وحید الدین خاں، حیاتِ طیبہ: وحید الدین خاں، سیرت مصطفیٰ: عبدالشکور، پیارے نبی: قاری شریف، نور محمدی: مائل خیر آبادی، پیارے رسول: افضل حسین، پیارے نبی ایسے تھے: مائل خیر آبادی، ہمارے حضور: عابد نظامی، سیرت رسول: مولانا وحید الدین خاں، حیاتِ محمد: محمد حسین، سرکار دو عالم: محمد حسین خاں ندوی، یتیم کا راجہ: مولانا عبدالماجد دریا آبادی، سیدہ کالال: حضرت علامہ راشد خیری، اخلاق رسول اکرم: داعی اعظم، سید المرسلین، ذکر النبی، رحمتِ کائنات، تواریخ حبیب اللہ۔

سیرت سید الانبیا آخری رسول، مقالاتِ طیبہ، رسول کی تعلیم، حدیثِ رسول، رسول اللہ کی بچپن وصیتیں، انسانِ کامل، سیرۃ النبی بعد وصال النبی، آدم سے محمدؐ تک، پیغامبر عالم، رسول اللہ کی تین سو معجزات، رسول کی باتیں، رسول اللہ کے آنسو۔

مفتی شمس الدین احمد ______ ”شمع ہدایت“

Marfat.com

''شمع ہدایت'' مولانا مفتی شمس الدین احمد کی تصنیف ہے جس کو مکتبۂ ذکری دہلی نے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا یہ ضخیم سیرتِ نبویؐ چھ ابواب میں منقسم کی گئی ہے کتاب کی ابتداء سے پہلے مصنف نے قرآن کی آیات نقل کی ہیں ۔ دیباچہ کے بعد باب اول سے اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس کا مصنف نے ''ہدایت ورہنمائی'' عنوان قائم کیا ہے اور ۳۲ ذیلی عنوانات کے تحت بحث کی ہے۔ باب دوم کا موضوع ''حقوق وفرائض'' اس میں پہلے مصنف نے کائنات کے نظم وضبط کی طرف اشارہ کیا ہے۔ باب سوم میں اخلاقیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب چہارم میں انسداد جرائم کا احاطہ کیا گیا ہے۔ باب پنجم میں اسلام کے نظامِ حیات سے بحث کی گئی ہے۔ باب ششم میں دیگر اہم امور ووسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ مفتی شمس الدین احمد نے اس کتاب میں آپؐ کے پیغام اور تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس کے لیے انھوں نے جو انداز برتا ہے وہ انتہائی دلکش ہے۔

سید اسعد گیلانی ــــــــ ''رسولِ اکرمؐ کی حکمتِ انقلاب''

رسول اکرمؐ نے پوری انسانیت کے لیے ایک جامع اسلامی انقلاب برپا فرمایا جو نتائج کی خوبی اور وسعت اور جان ومال اور مدت کار کے صرف قلت کے اعتبار سے آپؐ کی معجزانہ تدابیر کا ایک سائنٹفیک کارنامہ ہے اس کتاب میں حضور اکرمؐ کی حکمتِ انقلابِ اسلامی تدابیر ملی اور بصیرت سیاسی کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔

فہرستِ مضامین :

منزل اول	:	رب العالمین
منزل دوم	:	رحمت للعٰلمین
منزل سوم	:	آغاز دعوتِ اسلامی
منزل چہارم	:	حضور کا انقلاب آفرین اسلحہ
منزل پنجم	:	حضور کی حکمتِ انقلاب

Marfat.com

منزل ششم : انقلابی اور متوازن اسلامی معاشرت کی تشکیل
منزل ہفتم : حکمتِ انقلاب اسلامی کے چند پہلو
منزل ہشتم : انقلابی اسلامی ریاست کی تشکیل
منزل نہم : حکمتِ سیاست اور تدابیر انقلابِ اسلامی
منزل دہم : حکمتِ بندگی
منزل یازدہم : تاریخ انسانیت کا جامع ترین انقلاب

اس تصنیف میں ضمیمے اور نقشے بھی دیے گئے ہیں۔

ابو سلیم محمد عبدالحیٔ مدیر الحسنات رامپور ـــــــ ''حیاتِ طیبہ''

داعی اسلامی کی حیاتِ طیبہ کی تفصیل اس انداز میں ہے کہ قاری کے سامنے اس کار عظیم کا ایک نقشہ آجاتا ہے جس کے پورا کرنے پر حضورِ اکرمؐ مامور تھے۔ کتاب کی اہمیت اس لحاظ سے بڑھ جاتی ہے کہ وہ ڈسٹرک جیل رائے بریلی میں لکھی گئی۔ جہاں ایک محدود تعداد میں مراجع فراہم ہوسکتے ہیں چنانچہ ''سیرۃ النبی''، ''تفہیم القرآن'' اور بعض دوسری چھوٹی چھوٹی کتابیں اس کا ماخذ ہیں۔ کتاب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔

یوسف اصلاحی مدیر ذکریٰ رامپور ـــــــ ''داعی اعظم''

کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۷۵ء اپریل میں ماہنامہ ذکریٰ رامپور کے ایک خصوصی نمبر کی حیثیت سے شائع ہوئی جو بعد میں کتاب کی شکل میں ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ حیاتِ رسول کے ایمان افروز واقعات سے ترتیب دی ہوئی اپنے انداز کی ایک منفرد و مفید کتاب ہے۔ کتابِ دعوت و تربیت کے پیشِ نظر نبی کریم کی جامع زندگی اور سیرت کے اہم ذخیرے سے کچھ موثر مستند اور ایمان افروز واقعات سے جمع کرکے سیرتِ

رسول کے چار پہلوؤں کی جھلکیاں پیش کرتی ہے۔ پہلا باب: ''شانِ بندگی''، دوسرا باب: ''داعیانہ تڑپ''، تیسرا باب: ''مثالی کردار''، چوتھا باب: ''تعلیم وتربیت''

ملا واحدی ــــــ ''حیاتِ سرورِ کائنات''

کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے جلد اول میں حضور کی ولادت سے وفات تک تمام نمایاں واقعات آ گئے ہیں۔ بلکہ ولادت کے وقت اور بعثت سے قبل دنیا خصوصاً عربوں کا کیا حال تھا مختصر لکھا ہے جلد دوم میں واقعات اور حضور کی تعلیمات پر تبصرہ ہے۔ کتاب ۱۳۷۶ھ موافق ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی۔

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ــــ ''قصص القرآن''

مولانا کی ولادت ۱۳۱۸ھ اور وفات ۱۳۸۲ھ میں ہوئی۔

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے جس میں چوتھا حصہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے لیے خاص کیا ہے۔ اس طرح آپ نے سیرت پر دو کتابیں اور تصنیف کی ہیں ''بلاغ المبین فی مکاتب سید المرسلین'' اور ''رسولِ کریم'' (۴۷)

مولانا وحید الدین خان ــــــ ''پیغمبرِ انقلاب''

مولانا وحید الدین خان مدیر ''الرسالہ'' وصدر اسلامی مرکز دہلی۔

کتاب میں اس بنیادی فکر کی تفصیل ہے کہ حضرت ابراہیم نے مکہ میں بیت اللہ کی تعمیر کی کے وقت دعا فرمائی کہ خدا را تو اسماعیلؑ کے خاندان میں ایک نبی پیدا کر۔ دعا قبول ہوئی مگر حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور اسمٰعیلی پیغمبر کی بعثت کے درمیان تقریباً ڈھائی ہزار

Marfat.com

سال کا فاصلہ ہے۔ ایسا کیوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم تھے۔ آپ کو خدا کی دین کی تبلیغ کے ساتھ خدا کی دین کو غالب بھی کرنا تھا تاکہ خدا کے انعامات کا کامل ظہور ممکن ہو سکے اور آپ کی لائی ہوئی آسمانی کتاب (قرآن) کی مستقل حفاظت کا انتظام ہو یہ کام موجودہ عالمِ امتحان میں اسباب ہی کے ذریعہ انجام پا سکتا ہے اور یہی موافق اسباب فراہم کرنے میں ڈھائی ہزار سال لگ گئے۔ اب پچھلے ہزار سال کے دوران دوبارہ ایسے موافق اسباب پیدا کیے گئے ہیں جو موجودہ زمانہ میں دینِ محمدی کے غلبہ کا ذریعہ بن سکیں۔ اسی طرح اس بات کی تفصیل ہے کہ دوسرے انبیاء صرف پیغمبر دعوت تھے اور آپ پیغمبر دعوت کے ساتھ پیغمبرِ انقلاب بھی ہیں (۷۴)۔ ان کی دوسری کتاب ''ظہورِ اسلام'' ہے۔

''تاریخ الاسلام والمسلمین'' ____ مسعود احمد بی۔ ایس۔ سی

یہ کتاب ان لوگوں کی تردید کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر حدیث کے طرز پر تاریخ لکھی جائے تو اوروں کی تاریخ تو کجا خود رسولؐ کی سیرت بھی مکمل طور پر مرتب نہیں کی جا سکتی۔ اس کتاب کو صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری و صحیح مسلم باسند احادیث سے تیار کیا گیا ہے۔ انھیں صحیح ترین روایتوں سے سیرۃ النبی و سیرۃ الخلفاء تیار کی گئی ہے۔ کتاب کا وہ حصہ جو سیرۃ النبی پر مشتمل ہے ان تمام کتب سیرت سے جو اب تک اردو زبان میں صرف سیرت پر لکھی گئی ہیں ضخیم ہے قرآن کریم اور صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں جو موتی مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے تھے ان کو ایک لڑی میں پرو کر مربوط شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات پر سیر حاصل مواد ہے۔

قرآنی آیات کے ذریعے رسول کی مکی زندگی کے تیرہ سال میں توحید وشرک میں جو کشمکش رہی اس کا صحیح نقشہ قاری کے سامنے آجاتا ہے۔ رسول کی مدنی زندگی کے دس سال کے صبح وشام اور صحابہ کرام کے واقعات کی صحیح ترین تصویر آجاتی ہے۔ (۷۵)

مفتی فضل الرحمٰن عثمانی ____ مفتی فضل الرحمٰن عثمانی

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی اشاعت اور انسانیت کی تعمیر کے لیے کن کن مرحلوں سے گزرے، حالات کے تناظر میں سیرتِ نبوی سے رہنمائی اس دور کی اہم ضرورت ہے۔ کتاب ولادت سے وفات تک خاتم الانبیاء کی پوری زندگی کا ایک جامع مرقع ہے۔

بشیر احمد شارق دہلوی ____ ''سیرت پاک''

آنحضرتؐ کے حالاتِ زندگی سن کی ترتیب سے مختصر الفاظ میں مرتب کیے ہیں چھوٹے بچوں کے لیے مفید ونافع ہے۔ (۷۶)

چودھری افضل حق ____ ''محبوبِ خدا''

اس کتاب میں سیرت کے واقعات کے ساتھ ان سے سبق آموز نتائج نکالے گئے ہیں اور جابجا اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب جیل میں لکھی گئی ہے اس اعتبار سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ (۷۷)

Marfat.com

ڈاکٹر محمد آصف قدوائی ــــــ "مقالاتِ سیرت"

صاحبِ کتاب نے اسلامیات، جدید موضوعات اور حالاتِ حاضرہ سے گہری واقفیت سے کام لیتے ہوئے سیرتِ طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ انھوں نے اس میں سیرت کا عام جائزہ لے کر اس کی روح و عطر کو عصری اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح سیرت مطہرہ پر ہونے والے جدید و قدیم اعتراضات کو محققانہ اور پُر اعتماد طریقے سے رد کیا ہے۔ ساری کتاب شستہ و سلیس و شگفتہ زبان میں ہے۔ طرزِ بیان سادہ لیکن مؤثر ہے۔ مجموعی حیثیت سے یہ کتاب سیرتِ نبوی کے ذخیرہ میں ایک مفید اضافہ کہی جاسکتی ہے اور دورِ جدید کے لیے بہترین تحفہ ہے (۷۸)

اور بہت سی کتابیں جو سیرت کے موضوع کو اجاگر کرتی ہیں۔ مقدس رسول: ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، اصح السیر: مولانا عبدالرؤف داناپوری، سیرۃ مصطفیٰ: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، معراج آسمانی محبوب ربانی: قاضی ثناء اللہ پانی پتی، النبی الخاتم: مولانا مناظر احسن گیلانی، نبیوں کا سردار: بشیر الدین محمود احمد، محسنِ اعظم اور محسنین: سید وحید الدین فقیر، بزمِ پیغمبر: مقبول احمد سیوہاردی، سیرت رسولِ اکرم: احتشام الحق آسیا آبادی، تاریخ الاسلام: مولانا سید محمد میاں، سیرت مبارکہ: سید محمد میاں، حیاتِ نبویہ:

Marfat.com

مولانا مفتی محمود نانوتوی، خلقِ عظیم: مولانا حامد الانصاری غازی، زبدۃ السیر: مولانا عماد الدین شیرکوٹی، مرقعِ سیرت: مولانا مفتی جمیل الرحمٰن سیوہاردی، رسول اکرم کی حکمتِ انقلاب: سید اسعد گیلانی، محسنِ انسانیت: مولانا نعیم صدیقی، سیدِ انسانیت: مولانا نعیم صدیقی، ہادی عالم: محمد ولی رازی، فضائل سید الانبیاء: مولانا عبدالرؤف رحمانی، شانِ رحمتِ عالم: عبدالرزاق جوناگڑھی، اسوہ رسولِ اکرم: حضرت عارف اللہ، آمنہ کا لال: علامہ راشد الخیری، آخری نبی: نعیم حجازی، بے مثال زندگی: ابومحمد امام الدین، رسولِ عربی: فرید الوحیدی، سیرتِ رسول: مرزا حیرت دہلوی، کتاب شمائل: سید عبدالاول حسینی دہلوی، ابن علی بن علی النبوۃ فی القصائص: فقی ابوالوفاء کشمیری، الآداب الاحمدیہ: شیخ احمد امیٹھوی، معراج نامہ: شیخ رؤف احمد رامپوری، ذریعۃ الاستشفاء: مولوی نصیر الدین برہان پوری، کشف الاسرار: مولوی ولی اللہ لکھنوی، تحفۃ المحسنین: شیخ عبداللہ مدراسی، سلواب الکتیب بذکر الحبیب: محدث رفیع الدین مراد آبادی، ضیاء القلوب: سید علی اکبر الہٰ آبادی، امیر السیر: مولوی بہادر علی خاں دہلوی، فعل الخیرات: سید حسن عسکری بلگرامی، تاریخ حبیب اللہ: مفتی عنایت احمد کاکوردی، الکلام المبین: مفتی عنایت اللہ کاکوردی، بلوغ العلیٰ بمعرفتہ اعلیٰ: نواب سید صدیق حسن قنوجی، میلاد الرسول: شیخ حسن قادری، میلاد النبی: حافظ محب الحق عظیم آبادی، تذکرہ المصطفیٰ: مولوی نواب علی نیوتنی، خیاباں آفرنش: منشی امیر احمد امیر مینائی، تنقید الکلام فی احوال شعائر الاسلام: سید ابوالحسن لکھنوی، سیرۃ الحبیب الشفیع: مولوی عبدالشکور کاکوردی، السیرۃ النبویہ: مولوی عبدالشکور کاکوردی، وسیلۂ النجاۃ: مولوی نقی علی بریلوی، نور العینین: شیخ محمد علی لکھنوی، بیان المحمودیہ فی ذکر ولادۃ النبی المسعود: خطیب سید محمد محمود حیدر آبادی، الدر الابہر نقد الجوہر: حکیم حفاظت حسین، ربیع الانوار: عبید اللہ مدراسی، سرور القلوب: مولوی نقی علی بریلوی، شمائل الرسول: عبدالجبار آصفی، عزیز السیر: مولوی عبدالعزیز حیدر آبادی، ناصر المحسنین فی اخلاق سید المرسلین: حکیم ناصر علی غیاث پوری، کافور عظیم: سید عبداللہ دہلوی، نظم الدر والمرجان: شیخ اوحد الدین برکی، قائدِ انسانیت۔

Marfat.com

مولانا عبدالصمد رحمانی ـــــــــ "پیغمبرِ عالم"

مولانا عبدالصمد رحمانی نائب امیرِ شریعت بہار رہ چکے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں محققانہ انداز غالب ہے۔

پیغمبرِ اسلام کی عمومی بعثت اور آپؐ کی عالمی دعوت کا تحقیقی جائزہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عمومی تھی اور آپؐ کے ذمہ عالمی مشین کی عالمی دعوت کا فریضہ تھا اور آپؐ نے اس فریضہ کو اپنی زندگی کی پہلی فرصت میں انجام دیا اور عالمی مشن کی عالمی دعوت کے لیے سلاطین کے نام آپؐ نے خطوط لکھے اور افراد روانہ کیے۔ کتاب میں مصنف نے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے موصوف کو اکثر مذاہب پر عبور حاصل تھا۔ تاریخی واقعات سے انھوں نے محققانہ استفادہ کیا ہے عصری رجحانات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے افادیت کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا ہے۔ اندازِ بیاں اور طرزِ فکر سیرۃ النبی و رحمت للعٰلمین سے جدا ہے مگر ان کی روح اور معنویت کا حامل ہے۔ عبارت آسان اور بناوٹ سے خالی ہے یہ کتاب ۱۳۸۰ھ میں شائع ہوئی۔ (۷۹)

مولانا عبدالصمد رحمانی کی دوسری کتاب "اسلام کا عالمگیر پیغام" ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دعوتِ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور سراسر رحمت ہے جس کا

Marfat.com

دامن جبر و اکراہ کے داغ اور جارحانہ قتل و غارت گری کی نحوست سے پاک و صاف ہے۔
پوری دنیائے انسانیات میں اخوت و بھائی چارگی کی فضا کیسے قائم ہو اور فرقہ پرستی تعصب، رنگ و زبان اور قوم کی امتیاز و تفریق، چھوت چھات وغیرہ کس طرح ختم ہو۔ مدلل و مکمل کتاب موجودہ دور میں ہر خاص و عام کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ (۸۰)

Marfat.com

مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ______ "تاریخِ اسلام"

حقیقت میں تو یہ کتاب مسلمان حکمرانوں، جانبازوں اور بہادروں کے زندہ جاوید کارناموں کی مفصل تاریخ ہے لیکن ایک حصہ رسولِ اکرمﷺ کی سیرت کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے قارئین کو یہ معلوم ہوگا کہ ان کے بزرگوں نے کن اصولوں پر عمل کر کے دنیا میں حیرت ناک سربلندی حاصل کی تھی اور وہ کیا فروگزاشتیں، تعطیاں اور بے اعتدالیاں تھیں جن کی وجہ سے یہ قوم بامِ عروج سے فرشِ مذلت پر آئی۔ اندازِ تحریر بے انتہا دلکش ہے کہ قاری کی رگِ حمیت بھڑک اٹھتی ہے اور حق و صداقت راہوں پر دوبارہ گامزن ہونے اور اپنا حال و مستقبل شاندار بنانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مولانا نجیب آبادی نے اسلامی خدمت اور عبادت سمجھ کر برسہا برس کی محنت سے یہ مفصل اور مستند تاریخ مرتب کی ہے۔ جس کی ہر سطر اسلامی سطوت و عظمت کی آئینہ دار ہے۔ پوری کتاب میں حتی الامکان ایسی تفصیلات سے پرہیز کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے اندر نااتفاقی پیدا کرنے اور اتحادِ اسلامی کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں لیکن اس احتیاط کی وجہ سے کتاب کی تاریخی حیثیت اور مؤرخانہ شان کو کوئی صدمہ نہ پہنچے۔ سیرت کے حصہ کے

Marfat.com

بارے میں لکھا ہے کہ "میں نے آنحضرتؐ کے حالات سب سے زیادہ صحاح ستہ سے لیے ہیں اور حدیث کی کتابوں کو تاریخ کی کتابوں پر ترجیح دی ہے تاریخ کی کتابوں میں طبری، الکامل لابن الاثیر، تاریخ مسعودی، تاریخ ابن خلدون اور تاریخ الخلفاء للسیوطی وغیرہ استفادہ کیا۔ اس طرح تاریخ کا بہترین خلاصہ اس کتاب میں آ گیا"۔(۸۱)

Marfat.com

مولانا مفتی محمد شفیع ـــــــــ ''سیرت خاتم الانبیاء''

آپ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ دیوبند کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۳۶ھ میں دارالعلوم سے فارغ ہوئے اور ۱۳۶۸ھ، مطابق ۱۹۴۹ء میں پاکستان چلے گئے وہاں دارالعلوم کے نام سے کراچی میں ایک درسگاہ قائم کی۔ پاکستان میں ان کو مفتی اعظم کی حیثیت حاصل تھی اور اسی لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء میں وفات پائے۔(۸۲)

سیرت خاتم الانبیاء : سیرت پر مختصر مگر نہایت جامع و مستند کتاب ہے جس میں صرف ان حالات پر اکتفا کیا گیا ہے جو خاص طور سے حضور کی ذاتِ اقدس سے متعلق ہیں اور اسی اختصار کی وجہ سے اس کا ایک نام ''اوجز السیر لخیر البشر'' ہے لیکن اختصار کے ساتھ اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ جامعیت ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ مسائل جہاد و تعدد ازدواج وغیرہ پر مخالفین کے شکوک و شبہات کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ کتاب کو مولانا اشرف علی تھانوی نے پسند فرمایا ۱۳۴۴ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔(۸۳)

ختم نبوت : ان کی دوسری کتاب ''ختم نبوت'' ہے۔ کتاب تین حصوں پر

Marfat.com

مشتمل ہے اور ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ پہلا حصہ ''ختم نبوت فی القرآن'' کے عنوان سے ہے جس میں تقریباً ایک سو آیاتِ قرآنی سے حضور اکرمؐ پر نبوت ختم ہو جانے کا ثبوت ہے۔ دوسرا حصہ ''ختم النبوۃ فی الحدیث'' کے عنوان سے ہے جس میں تقریباً دو سو احادیث سے اس مضمون کو ثابت کیا گیا ہے اور تیسرا حصہ ''ختم النبوۃ فی الآثار'' کے عنوان سے ہے جس میں اجماعِ امت اور سینکڑوں آثار صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین و علماءِ اسلام سے اس مضمون کا ثبوت ہے اس طرح آپ نے عربی زبان میں بھی ''ہدایہ المجتہدین فی آیہ خاتم النبین'' کے نام سے لکھا جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ (۸۴)

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ______ ''اسلام''

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے سیرتِ نبوی پر مفصل و مکمل ترین کتاب ہے چاہِ زمزم کی نمود سے لے کر وصالِ نبوی تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ ان کی ایک اور کتاب ''ماہتاب عرب'' کے نام سے ہے۔

مولانا قاری محمد طیب ______ ''آفتابِ نبوت''

قاری محمد طیب حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے پوتے ہیں۔ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے تاریخی نام مظفر الدین ہے ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۸ء میں دار العلوم سے سند فضیلت حاصل کی پھر وہیں درس و تدریس کی خدمت انجام دینے لگے۔ پھر نائب مہتمم ہوئے ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں اپنے والد مولانا حبیب الرحمٰن کے انتقال کے بعد مہتمم

Marfat.com

بنائے گئے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر رہے (۸۵)۔

آفتابِ نبوت : "قرآنِ کریم کی صرف ایک آیت "وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا" (الاحزاب ۴۶) سے نبوت محمدیہ کی تمام امتیازی شانوں کا حکیمانہ اثبات ہے۔ گویا یہ آیتِ کریمہ سیرتِ نبوی کی تفصیلات کے لیے بمنزلہ تخم ہے جس میں سیرت کا شجرۂ طیبہ سمایا ہوا ہے۔ کتاب بیک وقت سیرۃ محمدی بھی ہے اور حقیقت محمدیہ کا وہ ایمان افروز تعارف بھی ہے کہ جس سے زمانہ نبوت اور بعد از زمانہ نبوت پوری امت کی روحانی تربیت کا تعلق رہا ہے۔ کتاب اپنی علمی مباحث، قوتِ دلائل اور ندرت استنباط کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔

خاتم النبین : آپ کی دوسری کتاب "خاتم النبین" ہے جو پچھلے تمام جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے مخصوص کمالات ذاتِ محمدی میں بہ یک دم جمع ہونے کی بے مثال تفصیلات پیش کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آدمؑ کی توبہ، نوحؑ کی استجابت، ابراہیمؑ کی گلزاری، گریہ یعقوبؑ، صبرِ ایوبؑ، موسیٰؑ کا یدِ بیضاء اور عیسیٰؑ کا احیاءِ موتیٰ کس انداز سے ذاتِ محمدی میں ظاہرہ وجلوہ گر ہوا۔ ایک طرف کمالاتِ محمدی کا ذکر ہے دوسری طرف قاری صاحب کا قلم عقیدت ومحبت میں ڈوبے ہوئے باصفا قلب کی دل نشینی ترجمانی کر رہا ہے (۸۶)۔ سیرت ہی کے موضوع پر آپ کی دوسری تصانیف یہ ہیں (۱) "شانِ رسالت"، (۲) "سیرتِ رحمت للعلمین"۔

مولانا احمد سعید ملیح آبادی ______ "رسول اللہؐ"

مولانا اپنے دور کے مشہور خطیب تھے۔ زور خطابت کی وجہ سے "سحبان الہند" کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ سیرت کے موضوع پر مولانا کی عجیب وغریب تقریریں کتابی شکل میں شائع ہوئی ہیں۔ "پہلی تقریر سیرت"، "دوسری تقریر سیرت" اسی طرح

Marfat.com

مولانا نے سیرت پر ایک مختصر مگر جامع و عام فہم کتاب لکھی ہے جس کا نام ''رسول اللہ'' رکھا۔ سو سے زیادہ عنوانات قائم کر کے ضروری معلومات جمع کی ہیں۔ نبی کریمؐ نے جن غزوات میں شرکت کی یا صحابہ کو بھیجا ان کی بھی تفصیل ہے۔(۸۷)

مولانا قاضی زین العابدین ——— ''سیرتِ طیبہؐ''

قاضی زین العابدین سجاد مرٹھی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مرٹھ ہی میں ہوئی ۱۳۴۶ھ میں دارالعلوم سے فارغ ہوئے۔ فاضل ادب کا امتحان الہ آباد یونیورسٹی سے پاس کیا اور ہائی اسکول تک انگریزی پڑھی (الحرم) کے نام سے پرچہ نکالا جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تاریخ وتفسیر کے پروفیسر کی حیثیت سے رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مجلسِ شوریٰ کے رکن رہے۔(۸۸)

ندوۃ المصنفین دہلی نے تاریخ اسلام کے ایک مختصر مگر جامع و مستند سلسلہ کی ترتیب کا پروگرام بنایا اور اس کی ذمہ داری مولانا قاضی زین العابدین کے سپرد کی گئی تو انھوں نے ''تاریخ ملت'' کے عنوان کے تحت تین حصے مرتب کیے جو ۱۹۴۲ء تک شائع ہو گئے پہلا حصہ جو ''نبی عربی'' کے نام سے نہ صرف موسوم بلکہ کافی مقبول ہوا مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور دوسرے تعلیمی اداروں میں ہائی اسکول اور پری یونیورسٹی کے درجات میں داخل نصاب کیا گیا۔

لیکن مصنف کو کتاب کی اشاعت کے بعد یہ محسوس ہوا کہ وہ صرف ہائی اسکول کے درجہ کے طلبہ کی ضرورت پوری کر سکتا ہے اس سے اونچے درجوں کے لیے کافی نہیں ہے اس لیے ایک اور کتاب لکھی جو اس کمی کو پورا کر سکے اور واقعات کی تفصیل اور مباحث کی تحقیق اور اندازِ بیان کی خوبی میں بہتر ہو جس کو ''سیرت طیبہؐ'' کے نام سے ۱۳۸۷ھ مطابق

۱۹۶۷ء میں شائع کیا جو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور سیرتِ طیبہ کے جملہ اہم واقعات وضروری مباحث آ گئے ہیں۔(۸۹)

Marfat.com

باب دوازدہم

مختصر سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عمار احمد ــــــ ”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“

مولانا مدرسۂ عربیہ بیت المعارف الہ آباد کے صدر مدرس بھی رہ چکے ہیں۔ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ مولانا عمار احمد کی مختصر تالیف ہے جو انھوں نے ابتدائی درجوں کے طلباء کے لیے لکھی تھی۔ اس مختصر رسالے کی اشاعت ڈاکٹر محمد سعید ناشر کریمی پبلی کیشنز الہ آباد نے کی تھی۔ مرتب نے مقدمہ کے اختتام پر جو تاریخ لکھی ہے وہ ۳؍محرم ۱۴۰۰ھ ہے۔

یہ مختصر سیرت النبی صلعم کی ابتداء مولف کے مختصر مقدمے کے ساتھ مولانا محمد احمد پرتا بگڈھی کی لکھی حمد اور نعت پاک سے ہوتی ہے سیرت کے واقعات کا بیان عرب کے جغرافیہ سے شروع ہوا ہے۔

Marfat.com

مولانا مناظر احسن گیلانی ــــــ ''النبی الخاتم''

گیلانی ضلع پٹنہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس گاؤں کو دینی و عملی دنیا میں متعارف کرانے کا سہرا مولانا مناظر احسن گیلانی کے سر ہے۔ دار العلوم کے ماہوار رسالوں ''القاسم'' اور ''الرشید'' کی ادارت سے وابستہ رہے ۱۹۲۰ء میں عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبۂ دینیات کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں صدر شعبۂ عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ ۵ رجون ۱۹۵۸ء میں مولانا نے وفات پائی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے غالباً ۱۹۳۶ء میں ''النبی الخاتم'' لکھی۔ زیرِ نظر مختصر سیرتِ نبوی کو مکتبۂ فیض دیوبند نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا ہے۔ یہ مختصر سیرت دو ابواب میں منقسم ہے۔ مصنف نے علامہ اقبال کے ایک فارسی شعر سے اس سیرت کی ابتداء کی ہے پہلا باب ان کی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

آخر میں مصنف نے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس سیرت کا اختتام کیا ہے۔

مولانا راشد الخیری ــــــ ''آمنہ کا لال''

مولانا راشد الخیری دہلی کے رہنے والے تھے وہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ اسی لیے ان کو اردو میں ''مصورِ غم'' کہا جاتا ہے۔ ناول نگاری اور افسانہ نویسی میں ان کا مقام بلند ہے۔

''آمنہ کا لال'' سنۂ اشاعت درج نہیں لیکن صاحب کتاب نے جو دیباچہ لکھا ہے اس کے اختتام پر اپنے نام کے ساتھ جو تاریخ تحریر کی ہے وہ ۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء ہے۔ مصنف کے دیباچے کے بعد اصل کتاب کا آغاز صفحہ ۱۰ سے ہوتا ہے۔ تمہید کے بعد حضرت ابراہیم کی دعا کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ آمنہ کا لال مختصر سیرت کی کتاب ہے جس میں حضور کی

Marfat.com

زندگی کے منتخب پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے تا کہ بچوں اور عورتوں کے سامنے آپ کی ایک قلمی تصویر آ جائے۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ جو واقعات اس میں درج ہوئے ہیں۔ وہ تمام تر مستند ہیں۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ سلام پر ان کی گہری نظر تھی۔

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی ـــــ ''ماہ تابِ عرب''

آپ کی ولادت ۵؍رجب المرجب ۱۲۹۸ھ مطابق ۳؍جون ۱۸۸۱ء کو بروز جمعہ ہوئی۔ ان کی مشہور تصنیف ''تذکرہ الخلیل'' ہے جس میں حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی، شیخ الہند حضرت مولانا محمد الحسن، حضرتِ اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری، مولانا صدیق احمد اور مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کے مختصر حالات بیان کیے ہیں مولانا محمد عاشق الٰہی کا انتقال یکم شعبان ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۵؍اگست ۱۹۴۱ء کو ہوا۔

''ماہ تابِ عرب'' مولانا موصوف کی پہلی سیرت کی کتاب ہے جس کو مکتبۂ ملت دیو بند نے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا۔ اگر چہ کہ یہ کتاب مولانا موصوف نے ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ میں مکمل کر لی تھی۔ یہ ایک مختصر تصنیف ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے چار ابواب قائم کیے ہیں۔ باب اول میں ''نبوت کی ضرورت'' کے تحت بحث کی ہے باب دوم میں آپ کی پیدائش سے قبل کے حالات قلم بند کیے ہیں باب سوم میں آپ کی تعلیم و ترتیب پر مشتمل ہے۔ باب چہارم کے عنوان ہے۔ ''تذکیۂ نفوس اور تکمیل'' اس باب میں مصنف نے آپؐ کے کام کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مصنف نے عام فہم زبان استعمال نہیں کی ہے بلکہ عربی فارسی کے بیشمار الفاظ اس میں آتے ہیں۔ اس لیے مشکل الفاظ کے مصنف نے فٹ نوٹ میں معنی بھی بتلائے ہیں۔

Marfat.com

مولانا احمد یار خاں نعیمی ـــــــ ''شانِ حبیب الرحمٰن''

ان کا شمار بیسویں صدی کے مقتدر علمائے کرام میں ہوتا ہے انھوں نے متعدد مضامین اور بیشمار تقاریر کے ذریعے آپؐ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ احمد یار خاں بہ حیثیت معلم، مفسر اور مفتی، مختلف عربی و دینی مدارس میں اپنے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریا، صحابۂ پیغمبری، سراۃ المناجیح، مشکوۃ المصابیح اور شانِ حبیب الرحمٰن مع آیات القرآن آپ کی مقبول عام تصانیف ہیں۔

سیرتِ نبویؐ کے تعلق سے ''شانِ حبیب الرحمٰن'' مع آیات القرآن مولانا کی ایک اہم کتاب ہے جو بشمول ضمیمہ ہے۔ مولانا نے اس کتاب کی ابتداء ۳ رجون ۱۹۴۲ء مطابق جمادی الاول ۱۳۶۱ھ میں کی تھی اور محرم ۱۳۶۵ھ میں پائے تکمیل کو پہنچایا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ نامی پریس پیسہ اخبار اسٹریٹ لاہور سے شائع ہوئی اور ہندوستان میں جنید بک ڈپو گوجیدرہ ضلع بالیسر (اڑیسہ) نے شائع کی۔ اس میں مولانا نے ۱۰۳ آیات کریمہ کی تشریح و تفسیر سے آپ کی عظمت ثابت کی ہے۔

ان کی تحریر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مولانا موقع و محل کے اعتبار سے اشعار کا استعمال خوب کرتے ہیں۔

مولانا قاری محمد طیب ـ ''شانِ رسالت''، ''خاتم النبیین'' اور ''آفتابِ نبوت''

ان کا شمار حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے مخصوص و معروف شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں دینی و مذہبی عنوانات کے تحت تصنیف کی ہیں۔ جن میں اسلام اور فرقہ واریت، روایات الطیب، مشاہیر امت، مقالات طیبات، عالمی مذہب

Marfat.com

اسلام اور مغربی تہذیب، کلمۂ طیب اور فلسفۂ نماز شامل ہیں۔

سیرتِ نبویؐ پر آپ کی تین کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں شانِ رسالت خاتم النبین اور آفتابِ نبوت کافی مقبول ہوئیں۔

شانِ رسالت : یہ تصنیف ادارۂ تاج المعارف دیوبند (یوپی) نے دسمبر ۱۹۵۴ء میں شائع کی تھی۔ مولانا موصوف نے سیرتِ نبویؐ کے روح پرور موضوع پر ایک خصوصی نقطۂ نظر سے بحث کی ہے۔

خاتم النبینؐ : مولانا کی یہ دوسری سیرتِ نبوی ہے جو ادارۂ تاج المعارف دیوبند نے سہ ماہی سلسلے مطبوعات میں ۱۹۵۸ء میں شائع کی تھی۔ خاتم النبین سیرتِ پاک پر ایک مختصر سی تالیف ہے۔

آفتابِ نبوت : مولانا کی ایک اور مایہ ناز تصنیف جو مضامین سیرتِ نبوی سے مزین ہے جس سے آپؐ کی ایک عظیم صفت ''سراج منیرا'' کی وضاحت جامع و مبسوط اور دلائل و براہین کے ساتھ کی گئی ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی ـــــــ ''سیرت النبیؐ''

''سیرت النبیؐ'' دراصل ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو انھوں نے دمشق شریعت کالج کے طلبہ وطالبات کے سامنے کی تھی۔

محترم جناب مزمل حسین فلاحی نے اپنے استاد ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی تقاریر (نوٹس) کا اردو ترجمہ کر کے کتابی شکل میں شائع کیا اور سیرت نبیؐ نام تجویز کیا۔ جیسے ہندوستان پبلی کیشنز دہلی نے مارچ ۱۹۸۷ء کو شائع کیا۔ یہ مختصر سیرت ہے۔

مصنف نے آغاز کتاب سے پہلے ایک جامع مقدمہ تحریر کیا ہے جو دو بحثوں پر مشتمل ہے۔ (۱) سیرت نبوی کی خصوصیات اور اس کے مطالعہ کا فائدہ، (۲) سیرت کے

Marfat.com

صحیح مآخذ اور مراجع۔

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے کل تقاریر کا مسودہ تیار کر دیا تھا لیکن کتاب ہذا میں صرف چھ تقاریر کو ہی اردو میں منتقل کیا گیا ہے جس کی طرف مترجم نے ابتدائی صفحات میں اشارہ بھی کیا ہے اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مستقبل قریب میں بقیہ چار ابواب کا ترجمہ بھی اس کتاب کی دوسری اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

مولانا احمد سعید ـــــــــ ''سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

مولانا کا شمار عصرِ حاضر کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ انھوں نے سیرتِ محمدؐ کے علاوہ ''کشف الرحمٰن'' اور ''رسولؐ کی پیاری باتیں'' کے نام سے دو اور کتابیں شائع کی ہیں۔ ''رسولؐ کی باتیں'' مولانا احمد سعید کی وہ تالیف ہے جس میں انھوں نے مختلف عنوانات کے تحت احادیث کو جمع کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' مولانا احمد سعید کی پہلی سیرت کی کتاب ہے جو انھوں نے ۱۹۸۸ء میں مکمل کی تھی۔ اس سیرت کو مصنف نے ۹۵ ذیلی سرخیوں میں منقسم کیا ہے ان سرخیوں کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے جن واقعات کا بھی انتخاب کیا ہے ان کو تاریخی ترتیب سے پیش کیا ہے۔

''سیرتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' ایک مختصر سیرت ہے جو خاص کر کم پڑھے لکھے لوگوں اور خواتین و بچوں کی معلومات میں اضافہ کرتی ہے۔ زبان عام فہم ہے۔

سید امین الحسن ندوی ـــــ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی''

کتاب کا نام ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی'' رکھا ہے۔ جسے ۱۹۹۷ء میں اسلامک بک سروس نئی دہلی نے شائع کیا۔ یہ سیرت بغیر فہرست مقدمہ یا پیش

لفظ کے رسولؐ کے شجرۂ مبارک سے شروع ہوتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں جن موضوعات وواقعات کا مصنف نے انتخاب کیا ہے شروع سے آخر تک مصنف نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ان پر روشنی ڈالی ہے۔

حکیم شرافت حسین رحیم آبادی ___ ''حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم''

''حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' بچوں کے لیے لکھی گئی ایک مختصر تالیف ہے یہ کتاب منظور بک ڈپو دہلی نے شائع کی ہے اس کتاب کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولف کا ارادہ ایک ایسی سیرت نبویؐ لکھنے کا تھا جو مسلمان بچوں اور طالب علموں کے لیے مفید ہوتا۔ تالیف حیات النبیؐ کی ضخامت پہلے ہی سے مولف کے ذہن میں رہی ہے۔ اس لیے انھوں نے بغیر تمہید وفہرست آپؐ کی ولادت باسعادت کے ذکر سے کتاب کا آغاز کیا ہے اور صرف ایک ایک جملے میں ایک ایک واقع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

محمد رفیع ___ ''آدم سے محمدؐ تک''

ان کی کتاب کا نام ''آدمؑ سے محمدؐ تک'' ہے جس کو مکتبۂ ملت دیوبند نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں ۱۳۰ صفحات پر حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ و اصحاب کہف تک حالات درج ہیں صفحہ ۱۰۴ سے آپؐ کی سیرت کی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں تقریباً ۷۰ صفحات پر آپؐ کی حیاتِ مقدسہ کو پھیلایا گیا ہے مصنف نے یہ کتاب بچوں کے لیے لکھی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں بقول مصنف مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ''نشر الطیب ـــ'' سے مدد لی گئی ہے۔

Marfat.com

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی ـــــــ ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم''

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' بچوں کے لیے لکھی گئی یہ ایک مختصر تالیف ہے۔ اس کتابچے کو مکتبۂ جامعہ جام نور نئی دہلی نے شائع کیا۔ پروفیسر موصوف نے اپنی اس تصنیف میں ۱۵ ابواب قائم کیے ہیں اور ۱۴۱ ذیلی عنوانات کے تحت تک ملک عرب کے حالات سے لے کر وصال تک کے واقعات سمونے کی کوشش کی ہے۔

مولانا محمد عنایت احمد ـــــــ ''تواریخ حبیب اللہ''

اپنے وقت کے جید علماء میں مولانا محمد عنایت احمد کا شمار ہوتا ہے انھوں نے سیرت النبیؐ پر ۱۲۷۵ھ میں حکیم محمد امیر خاں کی خواہش پر ''تواریخ حبیب اللہ'' تالیف کی جس کو ماہِ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ مطابق ماہ آگست ۱۹۱۷ء کو مطبوعہ مجیدی کانپور نے شائع کیا۔ یہ سیرت تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مصنف نے ''تواریخ حبیب اللہ'' کو انڈومان میں اپنے حافظہ کی مدد سے لکھی تھی۔ جیل سے رہائی کے بعد کتبِ حدیث وسیرِ معتبرہ سے اسے مستند رسالہ بنا دیا ہے۔ (۹۰)

سبب تالیف کے بیان کے بعد سیرت ھذا کی ابتداء باب اول سے ہوتی ہے۔ اس میں مصنف نے چھ فصلیں قائم کی ہیں۔ فصل اول میں آپؐ کے نور مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں آپؐ کی ولادت باسعادت کا بیان ہوا ہے۔ تیسری فصل آپؐ کے ایامِ رضاعت اور دیگر بچپن کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ چوتھی فصل میں آپ کے عالم شباب کے بعض واقعات تا نبوت بیان ہوئے ہیں۔ پانچویں فصل میں نبوت کے آغاز

Marfat.com

سے لے کر معراج تک کے تمام واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔چھٹی فصل صرف معراج کے بیان میں صرف ہوئی ہے۔

باب دوم : ہجرت مدینہ سے لے کر آپ کے وصال مبارک تک کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔یہ باب قدر طویل ہے اس میں مولانا موصوف نے تیس فصول قائم کیے ہیں۔

بہر حال قدیم سیرت کی کتابوں میں یہ ایک اہم کتاب ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے بعد آنے والے سیرت نگاروں نے اس کتاب کے حوالے اپنی سیرت کی کتابوں میں دیے ہیں۔

Marfat.com

سوامی لکشمی پرشاد ـــــــــــ ''عرب کا چاند''

اردو زبان وادب کی قدیم روایت ہے کہ بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل ہر ایک نے اردو زبان وادب کی ترقی میں اپنا رول ادا کیا ہے۔ اپنی ادبی وفکری تخلیقات سے اس کے سرمایے کو وسعت بخشا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ صنف شاعری کے فروغ میں مسلمان ادباء کے ساتھ ساتھ ہندو ادباء کی ایک کثیر تعداد مل جاتی ہے۔ جنھوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ لیکن ایک خاص صنف جس میں آپ ﷺ کی توصیف بیان کی جاتی ہو جس کی ذاتِ طیبہ سے مسلمانوں کا راست تعلق ہے لیکن ہندو ادیب بھی اس صنف کے ذریعے آپ ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے رہے نظم ہو کہ نثر ہر میدان میں بڑھ چڑھ کر اپنی والہانہ محبت کا اظہار بھی کرتے رہے کبھی مضمون و مقالہ کی شکل میں تو کبھی کتابچہ کی صورت میں انھیں میں ایک نوجوان ادیب اس مبارک موضوع لکھنے کی سعادت حاصل کی جن کا نام سوامی لکشمی پرشاد ہے۔ جن کا تعلق ٹوہانہ ضلع حصار سے تھا سوامی لکشمی پرشاد ۱۹۳۹ء میں ٹوہانہ میں وفات پائی۔ جنھیں علم وادب کے دو شعبوں سے خاص شغف تھا

Marfat.com

پہلا طب اور دوسرا تاریخ۔ ان کا یہ نظریہ تھا کہ طب کے ذریعے بیمار ذی روح کا علاج ہوتا ہے اور تاریخ سے بیمار قوموں ملت کا۔ چنانچہ طب کے میدان میں کرشن کنور کے فرضی نام سے کئی سال تک رسالہ ''آبِ حیات'' ٹوہانہ ضلع حصار سے نکالتے رہے۔ دوسری طرف تاریخ کے میدان میں انھوں نے اپنی فکر کے پس منظر میں ''عرب کا چاند'' طلوع کیا۔

عرب کا چاند : زیرِ مطالعہ کتاب ''عرب کا چاند'' مذکورہ مصنف کی سعیٔ پیہم کا نتیجہ ہے۔ جس نے قومی وملی تعصب سے بالاتر رہ کر حقیقت شناس کے جذبے سے رحمت للعٰلمینؐ کی حیات مبارکہ کو ادبی طرز میں پیش کیا۔ زیرِ نظر تصنیف کو پہلی مرتبہ مکتبہ الحسنات دہلی نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تھا۔

سوامی پرشاد نے اس کتاب کا آغاز ''بعثت'' دنیا کے مطلع پر جہالت کی گھنگھور گھٹائیں کی ذیلی سرخی سے کیا ہے۔ قبل ازیں تمہید میں مصنف نے موجودہ عہد کا ہندوستان اور عہد جاہلیت کے عرب کا موازنہ کر کے یہ امر ثابت کیا کہ جس طرح عرب کی جہالت کو دور کرنے کے لیے آپؐ کی ضرورت تھی اسی طرح موجودہ دور کے ہندوستان کی جہالت کو ختم کرنے اور ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر کے لیے آپؐ کی تعلیمات پر عمل آوری ضروری ہے۔

سوامی لکشمی پرشاد نے ''بعثت'' کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا میں مسیح ابن مریم کے بعد پھر ایک بار دنیا میں ہر قسم کی برائی عام ہو گئی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عرب میں مبعوث فرمایا۔

اس کے بعد مصنف موصوف نے کعبہ کا مختصر تعارف پیش کیا ہے پھر نور محمدی کا ذکر کیا ہے اس ضمن میں مصنف نے اختر شیرانی کی نظم ''شمع حرم'' مکمل نقل کر دی ہے۔ اس کے بعد مصنف نے ''شمع حرم کی شعاع ریزیاں'' کی سرخی کے تحت آپؐ کا نسب پیش کیا ہے۔ آپؐ کی پیدائش سے قبل کے واقعات کے علاوہ آپؐ کی پیدائش سے متعلق مختلف پیشن گوئیوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ نبوت کے اعلان سے قبل کے اخلاقِ حمیدہ اور

Marfat.com

حالاتِ مبارکہ کو بھی زیر بحث لایا ہے۔ اسی طرح آپ کی عبادت وریاضت وغیرہ پر بھی مختصر بحث کی ہے۔

آپ پر پہلی وحی کا نازل ہونا حضرت خدیجہ کا آپ کو تسلی دینا، آپ کی نبوت پر ورقہ بن نوفل کی شہادت وغیرہ کے واقعات پر اختصار سے کام لیا ہے۔ پھر حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے قبول اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے توحید کی عام دعوت کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے پھر کفارِ مکہ کے غیظ وغضب کی داستان بیان کی ہے۔

ہجرت حبشہ کے واقعات، نجاشی کے دربار میں کفار کی سفارت، کفار کی عیارانہ سازشیں، حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا قبولِ اسلام، شعب ابی طالب نے قید و بند کی مشقتیں، حضرت بلال، حضرتِ خباب، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت صہیب رومی پر ظلم وستم وغیرہ کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا سفرِ طائف اور وہاں پر آپ پر ہونے والی اذیتوں کے بیان کے ساتھ آپ کے صبر وتحمل کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر اسلام کی دعوت کے کئی منصوبوں کا احاطہ کیا ہے۔ نیز بیعتِ عقبیٰ اولیٰ وثانیہ اور مدینہ میں اسلام کی کامیابی جیسے سرخیاں بنا کر سوامی لکشمی پرشاد نے مکی دور کا اختتام کیا ہے۔

ہجرت مدینہ کا ذکر مصنف نے بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے جو اسلامی تاریخ کا اہم موڑ ہے اور اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے پیش کیا ہے مدینے میں آپ کی آمد پر جو واقعات رونما ہوئے ان کی تفصیل پیش کی گئی ہے نیز آپ کے ابتدائی معاہدے جو سرداران یہود کے ساتھ ہوئے تھے اس کی تفصیل پیش کی ہے۔

اس عہد کا اہم واقعہ تحویل قبلہ ہے پرشاد نے اس واقعہ کو بیان فرما کر جنگ بدر کو مفصل پیش کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہرہؓ کے نکاح کے واقعات پیش کر کے جنگ احد کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔ جنگ کے اسباب، اس کی تیاریاں، منصوبے، آپ کے جانثاروں کی قربانیاں اور آپ سے ان کی والہانہ محبت کا ذکر کرنے بعد ہجرت کے چوتھے سال ہونے والے سات لڑائیوں پر زورِ قلم صرف کیا ہے۔ اسلام کی ترویج میں کفار کے

Marfat.com

علاوہ منافقین نے بھی رکاوٹیں پیدا کیں۔ مصنف موصوف نے ان واقعات کو کافی اہمیت دی ہے اور اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔

"جنگِ احزاب" آپؐ کی زندگی میں لڑی جانے والی جنگوں میں سب سے بڑی جنگ ہے جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ سے متعلق بھی کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں بعد ازیں یہودیوں کے قلعوں کا محاصرہ، یہودیوں کی صلح کی درخواست اور آپؐ کی کریم النفسی کا احاطہ کیا ہے۔ نیز ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات مثال کے طور پر عورتوں کے لیے پردے کا حکم اور تیمم کا حکم وغیرہ پیش کیا ہے۔

ہجرت کے چھٹے سال کے اہم واقعات میں صلح حدیبیہ قابلِ ذکر ہے۔ لکشمی پرشاد نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے پھر خیبر کی فتح اور آپؐ کے سلاطین کو پیغامات پر روشنی ڈالی ہے۔ فتح مکہ، جنگِ حنین، غزوہ تبوک اور حجۃ الوداع کا مختصر جائزہ لیا ہے اور آخر میں آپؐ کے وفات پر مختصر بحث کی ہے۔

مولوی عبدالقیوم خاں ______ "درس اخلاق"

یہ ایک اردو کے موظف استاد تھے انھوں نے بچوں کے لیے آسان اور سلیس زبان میں درس اخلاق پیش کیا ہے۔ یہ مختصر تصنیف Non Detailed Text کی حیثیت سے ۱۹۷۰ء میں میسور ریاست کے بیس اضلاع میں پڑھائی جاتی رہی۔ یہ تصنیف صرف ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے کتاب میں تیرہ عام فہم اور کارآمد سرخیاں شامل ہیں۔ سرخیوں کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) اچھی زندگی (۲) ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اخلاقِ النبیؐ (۴) ہمارے رسولؐ کا انصاف (۵) ہمارے رسولؐ غریبوں سے محبت کرتے تھے (۶) ہمارے رسولؐ بڑے ہمدرد اور رحم دل تھے (۷) دشمنوں سے ہمارے حضور کا برتاؤ (۸) ہمارے رسولؐ گھر کا کام آپ خود کر لیتے تھے (۹) ہمارے رسولؐ کی سخاوت

(۱۰) ہمارے رسولؐ بچوں پر شفقت فرماتے تھے (۱۱) ہمارے رسولؐ صفائی کو بہت پسند فرماتے تھے (۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتیں (۱۳) ماں باپ کا ادب۔

مصنف موصوف نے بچوں کے ذہن کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کتاب لکھی ہے۔ انھوں نے بات پیش کی ہے کہ اگر بچے ان چیزوں پر عمل کریں تو ان کے اخلاق و عادات اچھے ہوں گے اور وہ آنے والی زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کریں گے۔

اس کتاب میں مولانا نے ابتداً آپ کی حیاتِ مقدسہ کا مختصر تعارف کیا ہے جس میں آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر بت پرستی کے خاتمے تک کے اہم واقعات بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی تفصیل پیش کی ہے۔ فی الجملہ مولانا نے آپؐ کے اخلاقِ حمیدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہر مضمون میں آپ کی زندگی سے مثالیں دی ہیں۔ ہر مضمون کے اختتام پر مشقی سوالات دیے گئے ہیں۔ زبان اور اندازِ بیان انتہائی سلیس اور عام فہم ہے۔

Marfat.com

مولوی بشیرالدین احمد شریف ــــ ''مختصر سیرت النبیؐ''

افضل العلماء و بشیرالدین احمد شریف CMA ہائی اسکول بنگلور کے ایک معزز استاد تھے۔ انھوں نے ہائی اسکول کے طلبہ و طالبات کے لیے ایک مختصر سیرت النبی تصنیف کی تھی جس کو محکمہ تعلیم ریاست کرناٹک نے دسویں جماعت کے لیے منظور کیا تھا اس تصنیف کو مسلم بک ڈپو بنگلور نے شائع کیا۔ اس تصنیف میں کل ۱۴ اسباق شامل ہیں۔ کتاب کی ابتداء پہلے مضمون ''سیرت رسولؐ کے مطالعہ کی ضرورت'' سے کی ہے یہ مضمون کتاب کی تمہید کے طور پر لکھا گیا ہے۔ دوسرے مضمون سے اصل کتاب کا آغاز عام سیرتوں کی طرح آپ کی ''بعثت'' کے وقت دنیا کی کیا حالت تھی سے کیا ہے۔ تیسرے مضمون میں مولانا نے ولادت رسول آپؐ کے بچپن اور جوانی کا مختصر حال پیش کیا ہے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب اور والد حضرت عبداللہ کے متعلق مختصر معلومات فراہم کی ہیں۔ چوتھے مضمون میں ''رسالت و تبلیغ'' کے متعلق بحث کی ہے اس میں آپ کی بے نیازی، غور و فکر کی عادت، آپ کی عبادت و ریاضت پر بحث کی گئی ہے۔ بعد ازاں نزول وحی کی

Marfat.com

تفصیلات دی گئی ہیں پھر آپ کی دعوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پانچواں مضمون ''نبی رحمت پر مزید ظلم و ستم'' کے بیان کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں ان اہم واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کا تعلق قریش کی ایذا رسانی سے ہے۔ اس میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔ نیز طائف کا سفر اور دیگر قبائل میں اسلام کی تبلیغ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے مضمون میں معراج کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ساتویں اور آٹھویں مضمون میں مدینہ میں اسلام کی اشاعت اور اہلِ مدینہ کی بدلتی ہوئی قسمت پر اظہارِ خیال کرتے ہجرت مدینہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ نویں مضمون سے مدنی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ دسویں مضمون میں مشہور معرکوں کا حال پیش کیا گیا ہے اس میں غزوۂ بدر سے غزوۂ تبوک تک کی جنگوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ گیارھویں مضمون حجۃ الوداع اور وفات نبویؐ پر محیط ہے، بارھویں مضمون میں آپ کی سیرتِ طیبہ کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں تاکہ اختتامِ کتاب پر بچوں کو وہ باتیں ذہن نشین ہو جائیں تاکہ جس مقصد کے تحت اس کتاب کو شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔ مصنف نے اس تصنیف میں جابجا مسدسِ حالی اور شاہنامۂ اسلام سے استفادہ کیا ہے۔

حشمت النساء بیگم ______ "سیرت رسولؐ"

حشمت النساء بیگم کا تعلق جنوبی ہند کے مشہور اور دینی شہر ویلور سے ہے۔ آپ مولانا مسلم ویلوری کی اہلیہ ہیں۔ ان کی تصنیف "سیرت رسول" ریاست کرناٹک کے ہائی اسکول کے نصاب میں ۶۳-۱۹۶۲ء سے شامل تھی۔ جس کو فیروز بک ڈپو بنگلور نے شائع کیا ہے۔

کسی تمہید، پیش لفظ اور دیباچہ کے بغیر اس مختصر سیرت کا آغاز، پیغمبرِ اسلام سے پہلے دنیا کی عام حالت سے ہوتا ہے پھر عرب کی عام حالت کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ اس دو سرخیوں کے تحت مصنفہ نے مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور نظم مدو جزر اسلام کے بندوں پر اکتفا کیا ہے۔

پیغمبرِ اسلام کا ظہور عنوان قائم کر کے حشمت النساء نے آپ ؐ کی پیدائش، آپؐ کے والدین دادا اور چچا کا مختصر حال لکھا ہے پھر بعثت محمدی کا ذکر کر کے تبلیغ آپ کے مقاصد اور دعوتِ عام کے مخصوص واقعات کو پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ؐ کی استقامت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

پھر حبشہ کی ہجرت، قریش کے ظلم میں زیادتی، اس کے جواب میں آپ ؐ کا

استقلال، قریش مکہ کا آپ کے خاندان اور رشتہ داروں سے ترک تعلق، ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد طائف کا سفر، معراج اور مدینہ میں اسلام جیسے عنوانات قائم کر کے ان کا مختصر حال پیش کیا گیا ہے۔ ہجرت کے تعلق سے مفصل بحث کی گئی ہے تا کہ بچوں کو ہجرت کی اہمیت معلوم ہو سکے نیز اتحاد کے زیرِ عنوان ہجرت کے بعد انصار و مہاجرین کے درمیان آپ نے جو محبت و اخوت پیدا کی اس کا احاطہ کیا ہے۔ بعد ازیں بچوں میں اسلامی حمیت اجاگر کرنے کی غرض سے اسلامی جنگوں پر روشنی ڈالی ہے اور صرف مشہور جنگوں کا ذکر کیا ہے جن میں جنگِ بدر، جنگِ احد، جنگِ خندق، جنگِ موتہ، فتح مکہ، جنگِ حنین اور جنگِ تبوک وغیرہ اس اثناء میں رونما ہونے والے تاریخ ساز واقعہ صلح حدیبیہ کا بھی مفصل حال پیش کیا ہے۔ نیز صلح حدیبیہ کے بعد اسلام کے پھیلنے اور پھولنے میں جو تیزی آئی اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

حشمت النساء نے آپؐ کے آخری حج کے مختصر حالات پیش کیے ہیں آپؐ نے اس موقع پر جو خطبہ دیا تھا اس کو ''آخری وصیتیں'' سے تعبیر کیا ہے اور خطبے کا خلاصہ بیان کر کے آپ کے آخری لمحات کی طرف اشارہ کیا ہے اور آپؐ کے وصال مبارک اور تجہیز و تکفین کا بھی احاطہ کیا ہے۔ اختتام کتاب میں آپ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر آپؐ کی ۴۰ احادیث کو نقل کیا ہے۔ مصنفہ نے کتاب کے آخر میں مشقی سوالات بھی دیئے ہیں۔

Marfat.com

باب سیزدہم

ناول کے انداز میں سیرت نگاری

مولانا عبدالحلیم شررلکھنوی ______ ''جویائے حق''

حضور اکرمؐ کی سوانح عمری ناول کے اسلوب میں لکھی گئی ہے پوری کتاب فصلوں کی ترتیب سے اکیس خطوں پر مشتمل ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔

مولانا صادق حسین سردھنوی ______ ''آفتابِ عالم''

نبی کریم کی حیاتِ طیبہ ؐ پہ مکمل و مستند ناول کے انداز میں لکھی ہوئی کتاب جس نے دنیائے اسلام میں ہل چل مچادی تھی۔ خود صاحبِ کتاب لکھتے ہیں کہ: 'میرا یہ کبھی خیال نہیں ہوا کہ سیرۃ النبیؐ پر کوئی ناول لکھوں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اپنی کم بضاعتی اور بے مائیگی ہے۔ دوسری وجہ سوٗ ادبی طبیعت ہچکچاتی تھی اور دل دکھتا تھا لیکن یہ رکاوٹ ایک خواب کے ذریعہ عجیب وغریب انداز سے دور کردی گئی۔ (۹۱)

ماہرالقادری مدیر فاران ___ ''درِ یتیم''

درِ یتیم ناولوں کے انداز پر لکھا گیا ہے لیکن اس ناول کا ہیرو وہ انسانِ کامل ہے جس سے بہتر انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ یہی ذاتِ سیدالانبیاء والرسل ہے۔ اس کے واقعات تاریخی اساس اور روایتی شہادتیں رکھتے ہیں۔ درایت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض کیفیات اور تفصیلیں زبانِ حال سے بیان ہوئی ہیں جس میں ناول نگاری کی تمثیل شامل ہوگئی ہے (۹۲)۔ خود مصنف کا خیال ہے کہ میرے بہت سے ناول چھپ کر منظرِ عام پر آچکے ہیں لیکن ''درِ یتیم'' میرے لیے ذخیرہ عقبیٰ اور توشۂ آخرت ہے۔ نہ جانے کتنی بار خود ہی لکھتے لکھتے بے اختیار رو دیا ہوں۔ یہی آنسو میری زندگی کا سرمایہ اور میری خوشیوں کی گراں قدر متاع ہے۔ یہ ناول اتنا مقبول ہوا کہ کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عنایت اللہ سبحانی ___ ''محمد عربی''

ڈاکٹر محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی مدرسۃ الاصلاح سرائمیر اعظم گڑھ سے سندِ فضیلت حاصل کی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور جامعۃ الفلاح میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد عربی : سیرت نبوی پر ایک انوکھی کتاب اندازِ بیان مختلف، آسان سلیس زبان دلچسپ مگر مستند مختصر اور جامع یہ کتاب درحقیقت ایک عربی کتاب کا نقش ثانی ہے جو مصر میں محکمہ تعلیم وتربیت نگرانِ عام استاد، محمد احمد برانق کی نگرانی میں مرتب ہوئی یہ دراصل سیرت نبوی پر ایک سلسلہ ہے جو چودہ حصوں پر مشتمل ہے۔ مولانا سبحانی صاحب

Marfat.com

نے اس عربی کتاب کی ابتداء سے انتہاء تک پیروی کی اور اس کی ترتیب کو باقی رکھا۔ اسی کے اندازِ بیان اور اسلوب نگارش کو برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی پھر بھی اس کے پابند نہیں رہے بلکہ بقدر ضرورت اصلاح و ترمیم حذف و اضافہ سے بھی کام لیا۔ اصل کتاب میں تاریخوں کا اہتمام نہ تھا۔

انھوں نے اس کا اہتمام کیا کہیں اختصار کے بجائے تفصیل سے کام لیا اور کہیں اس کے برعکس (۹۳)۔ مولانا نے سیرت ہی کے موضوع پر ایک اور کتاب ''جلوۂ فاراں'' کے نام سے لکھی پہلی کتاب ''محمد عربی'' کے زیادہ تر ابواب اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب اسلام کمزور تھا، مظلوم تھا۔ اس کی حیثیت ایک کمزور نوخیز پودے کی تھی جو ہر طرف سے بجلیوں اور طوفانوں کی زد میں تھا۔ اس کی سلامتی خطرے میں تھی۔ اپنے تحفظ کی فکر رہتی اور دشمنوں سے برابر اندیشے رہتے تھے لیکن ''جلوۂ فاراں'' میں دعوت و تحریک دفاعی سے زیادہ اقدامی حالات میں نظر آتی ہے۔ حملے روکنے کے بجائے خطرات کا تعاقب کررہی ہے۔ بجلیوں سے گھبرانے کے بجائے بجلیوں سے آنکھ ملا رہی ہے وہ افراد کے بجائے قوموں، قبیلوں، سلطنتوں سے خطاب کررہی ہے وہ دنیا کے عظیم فرمارواؤں اور بادشاہوں کے نام پیغام جاری کررہی ہے صلح و امان کا خواستگار نہیں بلکہ دوسری طاقتیں اب اس کے سایہ میں امان تلاش کررہی ہے۔ کتاب کے مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں اس کتاب کی جمع و ترتیب کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ملت کے نوجوانوں کے اندر انھیں جذبات ابھارا جائے۔ اس شعور کو پیدا کیا جائے۔ چراغِ مصطفوی کی آنچ دکھا کر ان کے لہو میں گرمی پیدا کی جائے۔ ان کے اندر پروانے کی خو پیدا ہو جائے وہ صحیح معنوں میں شمع رسالت کے پروانے بن جائیں اور اسی جلوۂ فاراں کی دل آویزی سے اس قدر مسحور ہو جائیں پھر کسی اور جلوے کے خواہش مند نہ رہ جائیں کتاب کی زبان زیادہ سے زیادہ سادہ عام فہم، شیرین و شگفتہ ہے۔ پہلی بار ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ (۹۴)

Marfat.com

علی اصغر چودھری ـــــــ ''محمدؐ آغوشِ آمنہ سے غارِ حرا تک''

مصنف کا منشاء اس کتاب کی تصنیف سے ہے کہ وہ ناولوں کے انداز میں سادہ اور عام فہم زبان میں حکایت قدآں یار دلنواز کو پیش کر کے ان طبقوں کو حضور اکرمؐ کے قریب کریں جن کے لیے ٹھوس علمی و تحقیقی کتابیں پڑھنا مشکل ہے۔ ذکر حبیب سے مقصود عشقِ حبیب ہے تا کہ سوز و گداز کی بھٹی گرم رہے۔ رقت کے آنسوؤں سے دل کا زنگ دھل جائے اور محبوب کے صورت میں ممکن ہے جب محبوب کا ذکر محبت سے کیا جائے، عقیدت سے پڑھا جائے، ہندو پاک کے مشہور اہلِ قلم نعیم صدیقی نے چودھری صاحب کے طرزِ فکر اور معیارِ تحریر پر اعتماد کا اظہار کیا ہے(۹۵)۔ اسی طرز پر دو کتابیں اور ہیں ''غارِ حراء سے غارِ ثور تک''، ''محمد ہجرت سے الرفیق الاعلی تک'' ایک اور کتاب ''حیاتِ رسول سوالات و جوابات'' کے نام سے لکھی جو سیرت نبوی کے ہر گوشے پر تقریباً ۹۰۰ سوالات کا مجموعہ ہے۔ اسکولوں، کالجوں کے لڑکے جو سیرت کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں ان کے لیے گائیڈ کا کام دے گی۔(۹۶)

سیرت رحمتہ للعلمینؐ پر دیگر کتابیں

۱) سیرۃ المصطفیٰؐ: مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، تاریخ نبوی: مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، سوانح پیغمبر اسلام: حافظ عبدالوکیل بن عبید اللہ عمر پوری، سید الکونینؐ: مولانا محمد صادق سیالکوٹی، ساقی کوثرؐ، مولانا محمد صادق سیالکوٹی، کلمتہ العنبر یہ فی مدح خیر البریہ: نواب صدیق حسن خاں، ذکر جمیل: حبیب الرحمٰن شروانی، ذکرِ شریف: حبیب الرحمٰن شیروانی، ذکر حبیب: حبیب الرحمٰن شیروانی، ذکر محبوب: حبیب الرحمٰن شروانی، نور محمدی: مائل خیر آبادی، رسول کریم: مائل خیر آبادی، رسالت کے سائے میں: تالیف ڈاکٹر عبدالحلیم عویس ترجمہ مقتدیٰ احسن ازہری، ہمارے رسولِ پاکؐ: طالب الہاشمی، رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم: عبدالباری، حیاتِ رسولؐ ۱۲۵۰ سوالات کے جوابات، رسول کریم کی سماجی زندگی: متین طارق باغپتی، حضرت محمدؐ، ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک: علی اصغر چودھری، لمحات نبویؐ: محمد الیاس ندوی، حیات سرورِ کائناتؐ: ابوبکر سراج الدین، مطالعہ سیرت، سیرت رسولؐ کا علمی اور تاریخی مطالعہ: مولانا وحید الدین خان، آئینہ رسالت مرتبہ

Marfat.com

فیصل مسعود۔ قصص الانبیاء اصحاب و صالحین: مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، تلخیص قصص القرآن مرتبہ سید تنظیم حسین، سیرت کوئیز سوال و جواب کے آئینے میں ترتیب و تشکیل لطف اللہ گوہر معاون طارق محمود بہ تجدید نظر سعید مرتضیٰ زیدی، سیرت مصطفیٰ خلق عظیم: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ مرتب ابن عبد الشکور، خطباتِ بنگلور پیغمبر انسانیت: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد اول ظہور قدسی سے مسجد قبا تک: شاہ مصباح الدین شکیل۔ سیرت احمد مجتبیٰ حیات طیبہ کا مدنی دور جلد دوم: شاہ مصباح الدین شکیل، سیرت احمد مجتبیٰ صلح حدیبیہ سے سفر جاودانی تک حیات طیبہ کا آخری دور جلد سوم: شاہ مصباح الدین شکیل، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰ ضخیم جلدیں): پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

صلواۃ وسلام ہو اس ذات پر جس کے ذریعہ میری زندگی کو روشنی ملی جس کی زندگی کو پڑھ کر فکر ونظر کو گہرائی ملی۔ خیالات کو بلندی ملی، جذبات کو ستھرائی و پاکیزگی ملی، فضائل اخلاق اور حسن عمل کا کامل ترین اسوہ ملا۔ عزم وحوصلہ اور صبر واستقلال کا بلند ترین نمونہ ملا۔ سیادت وقیادت اور پیشوائی وفرماں روائی کی کامیاب ترین مثال ملی اور عبدیت وبندگی کی اعلیٰ ترین تصویر ملی۔

صلوۃ وسلام ہو اس ذات پر جس کا اتباع میری زندگی کا سرمایہ اور جس کی شفاعت میری آخرت کا سہارا ہے جس کے فیض سے میرے قلم کو گویائی ملی جس کی زندگی اور پیغام سے لوگوں کو باخبر کرنا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اور میری سب سے بڑی سعادت ہے۔

ع نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر

حوالے

۱ شبلی نعمانی، سیرۃ النبیؐ، جلد اول مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور ۱۴۰۸ھ

۲ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفی، جلد دوم، دوسرا ایڈیشن ص: ۱۲۳۶، ترقی اردو بیورونئی دہلی ۱۹۷۴ء

۳ حضرت مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، جلد ہفتم ص: ۶۷ مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنو

۴ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، دوسرا ایڈیشن ص: ۱۲۳۶، ۱۹۷۴ء

۵ شاہ عبدالعزیز دہلوی، عجالۂ نافعہ ص: ۱۴ بحوالۂ نقوش رسول نمبر جلد اول، ص: ۵۲ ادارۂ فروغِ اردو لاہور ۱۹۸۴ء

۶ مولانا فیروز الدین دہلوی، فیروز اللغات اردو، ص: ۸۲۷ جدید ایڈیشن انجم بک ڈپو دہلی، ۱۹۸۷ء

۷ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی مترجم حکیم غلام معین الدین نعیمی، خصائص الکبریٰ (اردو) جلد اول، ص: ۷، ۱۹۸۸ء

۸ شہریار مدیر سہ ماہی فکرونظر شبلی نمبر (شمارہ جون) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

۹ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، ص: ۲۴۴، ادارۂ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۴ء

۱۰ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، ص: ۲۰۰، ادارۂ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۴ء

۱۱ شبلی نعمانی، سیرۃ النبیؐ جلد اول ص: ۲۳ مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

۱۲ اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام جلد اول، دوسرا ایڈیشن ص: ۲۳ مکتبہ رحمت دیوبند یوپی

۱۳ وحید الزماں قاسمی کرانوی، القاموس الجدید، ص: ۳۳۹ کتب خانہ حسینیہ دیوبند، یوپی، ۱۹۸۹ء

۱۴ عبدالحفیظ بلیاوی مصباح اللغات ص: ۲۹۲ خلیلیا کتب خانہ لال باغ ڈھاکہ ۱۹۵۰ء

Marfat.com

۱۵ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، ص:۱۰۲۵ ترقی اردو بورڈ دہلی ۱۹۷۴ء
۱۶ محمد عبدالرشید نعمانی، مکمل لغات قرآن جلد سوم ص:۷۵ ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی
۱۷ شاہ عبدالقادر موضوع القرآن (تفسیر سورہ مریم)
۱۸ شبلی نعمانی رسید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ جلد اول ص:۶۳ مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور ۱۴۰۸ھ
۱۹ غلام رسول مہر رسولِ رحمت ص:۱۲۶ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۸۶ء
۲۰ محمد طیب مقالہ سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول/ نقوش جلد اول ادارۂ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۴ء ص:۳۹
۲۱ بحوالہ مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" ص:ث مکتبہ تھانوی، دیوبند ۱۹۸۳ء
۲۲ بحوالہ مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" (اردو عکسی) ص:۵-۴ مکتبہ تھانوی ۱۹۸۳ء
۲۳ شبلی نعمانی/ سلیمان ندوی بحوالۂ سیرۃ النبیؐ جلد اول ص:۲۹، مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور ۱۴۰۸ھ
۲۴ جوزف ہوروونس مترجم نثار احمد فاروقی، سیرۃ نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مولفین ص:۲۰،
اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، اشاعت ثانی ۱۹۹۸ء
۲۵ شبلی نعمانی رسید سلیمان ندوی سیرۃ النبیؐ جلد اول ص:۳۱
۲۶ تفصیل ملاحظہ ہو تحقیقات اسلامی ۱۹۸۴ء
۲۷ الثقافۃ الاسلامیہ الہند للسید عبدالحی ص:۱۰۷، تحقیقات اسلامی ۱۹۸۴ء
اکتوبر۔ دسمبر، اسلامی
علوم وفنون ہندوستان میں مولانا ابوالعرفان
۲۸ مدارج النبوۃ
۲۹ محمد صبغت اللہ، فوائد بدریہ، ص:۲ المطابع مشین پریس عثمان گنج حیدر آباد ۱۳۴۱ھ

Marfat.com

۳۰ عبدالحق محدث دہلوی/مترجم معین الدین نعیمی "مدراج النبوت" حصہ دوم ۱۹۸۹ء

۳۱ موج کوثر شیخ محمد اکرام ص: ۷۷۔۱۱۱ تراجم علمائے حدیث ہند، ص: ۱۱۳۔۱۲۰
حیاتِ جاوید مولانا حالی

۳۲ ڈاکٹر مشتاق احمد سرسید احمد خاں کی نثری خدمات ص: ۶۵۔۱۶۴ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی، ۱۹۹۸ء

۳۳ خلیق احمد نظامی "علی گڑھ کی علمی خدمات" ص: ۱۲۰ انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۹۴ء

۳۴ الطاف حسین حالی حیات جاوید ص: ۱۵۸ ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ۱۹۰۴ء

۳۵ حیاتِ جاوید مولانا حالی، الفرقان جون، ۱۹۶۸ء

۳۶ حیاتِ شبلی/سید سلیمان ندوی، موج کوثر ص: ۲۲۱ شیخ محمد اکرم، تاریخ ندوۃ العلماء ج ۲، ص: ۵۰

۳۷ معارف اگست ۱۹۸۶ء سید صباح الدین عبدالرحمٰن

۳۸ معارف سلیمان نمبر ص: ۱۸۲

۳۹ سیرۃ تعمیر حیات لکھنو۔ اپریل۔ مئی ۱۹۹۰ء

۴۰ تحقیقاتِ اسلامی اپریل، جون ۱۹۸۴ء

۴۱ یادِ رفتگاں: سید سلیمان ندوی، جماعت اہلِ حدیث کی تصنیفی خدمات، ص: ۴۱

۴۲ رحمتہ للعلمین ص: ۸، ج: ۳، سید سلیمان ندوی ص: ۲ رحمتہ للعلمین ج: ۲، ص: ۳۲۷

۴۳ حیات شبلی السید سلیمان ندوی موج کوثر ص ۲۲۱ شیخ محمد اکرام تاریخ ندوۃ العلماء، جلد ۲، ص: ۵۰

۴۴ حیاتِ سلیمان از شاہ معین الدین، سید سلیمان کی علمی و دینی خدمات پر ایک نظر، تاریخ ندوۃ العلماء

۴۵ سید مصباح الدین عبدالرحمٰن: سید سلیمان کی علمی و دینی خدمات پر ایک نظر

ص: ۲۸_۲۹

۴۶ الفرقان جون ۱۹۶۸ء، رحمتِ عالم مقدمہ از حبیب اللہ، سید سلیمان ندوی کی علمی و دینی خدمات پر ایک نظر، ص: ۴

۴۷ موجِ کوثر، ص: ۲۴۸، الفرقان (آزاد کی خودنوشت سوانح عمری) مولانا نسیم احمد فریدی

۴۸ ابوالکلام آزاد "رسول رحمت" ص: ۱۱۸ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۶ء

۴۹ تاریخ ندوۃ العلماء، تعمیرِ حیات ۱۹۹۲ء دسمبر

۵۰ ایک شخص ایک کارواں

۵۱ سیرت سرورِ عالم

۵۲ تاریخ دارالعلوم ج: ۲، ص: ۵۱_۵۲

۵۳ مقدمہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

۵۴ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۳۹۲ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۲۷ھ

۵۵ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۳۹۶ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۲۷ھ

۵۶ غلام علی مہری (قاضی) مصباح المجالس ص: ۹_۸ مطبع کریمی بمبئی ۱۳۲۷ھ

۵۷ ایضاً ص: ۱۲

۵۸ غلام علی مہری مصباح المجالس ص: ۱۱۰ مطبع کریمی بمبئی، ۱۳۲۷ھ

۵۹ عبدالحیٔ احقر جنان السیر ص: ۱۹ تاج بک ڈپوٹی مارکیٹ بنگلور

۶۰ عبدالحیٔ احقر جنان السیر، ص: ۳۳۲ بک ڈپوٹی مارکیٹ بنگلور، تاریخ اشاعت درج نہیں

۶۱ عبدالرزاق حافظ باقوی قمر نامۂ اسلام ص: ۱۲۸ حافظ پبلی کیشنز میل وشارم ۱۹۹۰

۶۲ آدم شیخ سہ ماہی نوائے ادب جلد ۴۹ شمارہ: ا مقالہ قیصر الجعفری کی نعت گوئی چراغ حرا کی روشنی میں از شفیق الرحمٰن شارق ص: ۱۳۳ انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی اپریل ۱۹۹۹ء

۶۳ یادِ رفتگان ص: ۲۲۶ سید صباح الدین عبدالرحمٰن

Marfat.com

۶۴ تلاش جدید نئی دہلی نومبر ۱۹۹۱ء
۶۵ معارف ستمبر ۱۹۴۰ء
۶۶ الرحیق المختوم
۶۷ سیرت النبی کامل۔ابن ہشام حصۂ اول دہلی ص:۲۸
۶۸ رحلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹ تحقیقات اسلامی دسمبر ۱۹۸۴ء معارف دسمبر ۱۹۶۰ء البدر کاکوری اگست ۱۹۹۲ء
حیات نوبلریا گنج، البعث الاسلامی، الحسنات اکتوبر ۱۹۹۲ء
۷۰ رسولِ اکرم کی جنگِ اسکیم
۷۱ عہدِ نبوی کے غزوات وسرایا
۷۲ تعمیرِ حیات دسمبر ۱۹۹۲ء
۷۳ برہان دسمبر ۱۹۶۱ء، تاریخ دارالعلوم ج:۱،ص:۵۳۱-۵۳۲
۷۴ پیغمبر انقلاب
۷۵ تاریخ الاسلام والمسلمین
۷۶ مولانا عبدالحق دارالعلوم دیوبند
۷۷ معارف جون ۱۹۳۸ء
۷۸ مقدمۂ کتاب از علی میاں ندوی، معارف اگست ۱۹۶۰ء الفرقان اپریل ۱۹۸۰ء
۷۹ مقدمہ پیغمبر عالم از فارقلیط
۸۰ مقدمہ اسلام کا عالمگیر پیغام
۸۱ مقدمہ تاریخ اسلام
۸۲ تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج:۲،ص:۱۳۰
۸۳ سیرت خاتم الانبیاء
۸۴ ختم نبوت

Marfat.com

۸۵ تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج:۲، ص:۱۳۳

۸۶ آفتاب نبوت

۸۷ الفرقان ۱۳۶۷ھ

۸۸ تاریخ دارالعلوم ج:۲، ص:۱۵۹

۸۹ سیرت طیبہ

۹۰ محمد عنایت احمد "تواریخ حبیب اللہ" ص:۱۹۹، مطبع مجیدی کانپور، ۱۳۳۵ھ

۹۱ آفتابِ عالم

۹۲ درِ یتیم

۹۳ محمد عربی

۹۴ جلوۂ فاراں

۹۵ آغوشِ آمنہ غارِ حرا تک

۹۶ حیاتِ رسول سوالات و جوابات

Marfat.com

اردو میں سیرتِ طیبہ پر علمائے ہند کی تصانیف

نشاط احمد عمری
ایم۔اے، ایم۔فل

Marfat.com